



ادب گاہ رام پور

ہوشِ نعمانی

رام پور رضا لاٹبریری

حامد منزل - رام پور - یو۔ پی

۲۴۴۹۰۱

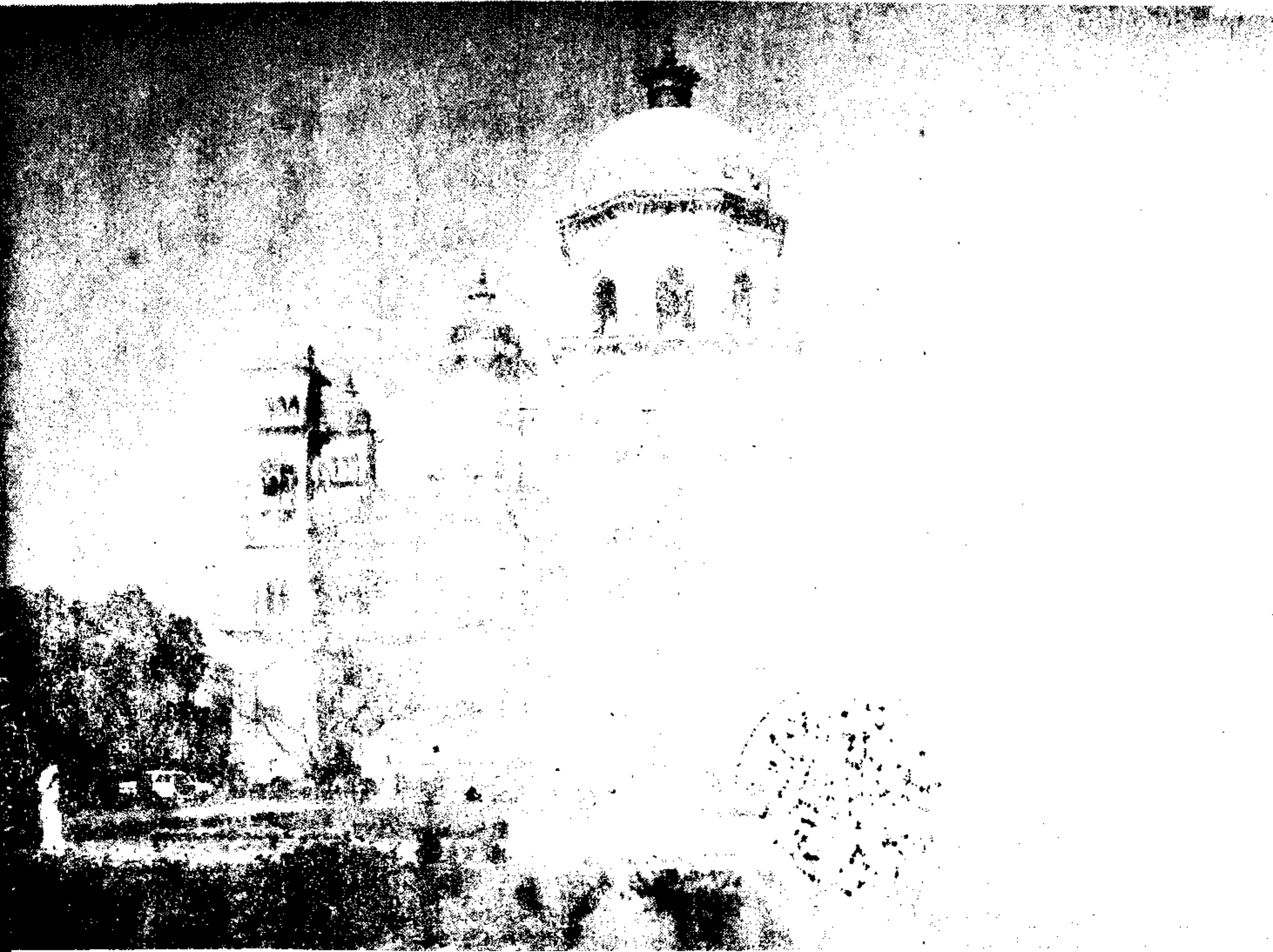
**Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.**

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

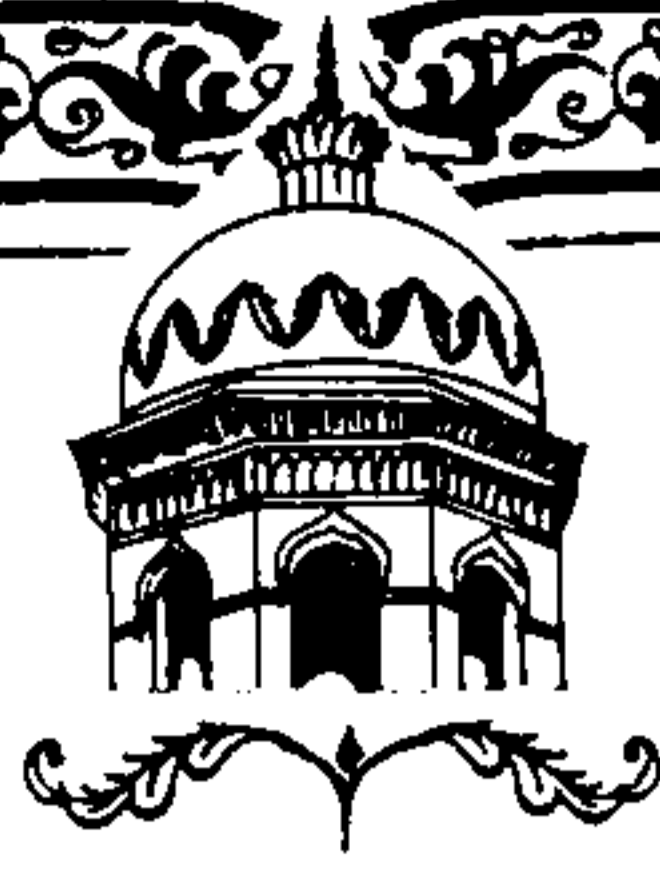


Marfat.com

Marfat.com



لامپور رضا لاٹیری
حامد منزل



ادب گاہ رام پور

ہوشِ نعمانی



رام پور رضا لاٹری

حامد منزل - رام پور - یو۔ پی

۲۲۲۹۰۱



سلسلہ مطبوعات رام پور رضا لائبریری

ISBN 81-87113-29-4

136941

ادب گاہ رام پور (منظوم تذکرہ)	کتاب کا نام
ہوش نعمانی	مصنف
ڈاکٹر وقار الحسن صدیقی (افسر بکار خاص)	ناشر
رامپور رضا لائبریری رام پور	
ہدایت اللہ خاں	کاتب
الفردوس پبلشرس پرائیویٹ لمیٹڈ	مطبع
۲۸۳۳، کوچہ چیلان، دریا گنج، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲	
۱۹۹۷ء بار اول	سال اشاعت
۱۵۰ روپے	قیمت

انتساب



تمام اہل ادب کے نام

فہرست مضامین

شاعر نامہ — ڈاکٹر وقار الحسن صدیقی — ۱ تا ۵
 عرض مرتبہ — ڈاکٹر تیز حسن عباس — ۵ تا ۷
 حرف چند — ہوش نغمائی — ۷ تا ۱۰

باب اول

- | | |
|--------------------------------|-------------------------------|
| ۱۰۔ نواب نصر اللہ خاں سلطان ۳۶ | ۳۳۔ ادب گاہ رامپور |
| ۱۱۔ مرزا محمد اکرم برلاس آشنا | ۳۴۔ قیام الدین محمد قائم |
| ۱۲۔ عزیز خاں بے جان | ۳۵۔ مولوی قدرت اللہ شوق |
| ۱۳۔ مولوی غلام جیلانی رفعت | ۳۶۔ عنبر شاہ خاں آشفقہ |
| ۱۴۔ حکیم عطاء اللہ قریشی غمین | ۳۷۔ نواب محمد یار خاں امیر |
| ۱۵۔ مولوی محمد اکرم دہلوی | ۳۸۔ حکیم کبیر علی انصاری کبیر |
| ۱۶۔ محمد عباس خاں عباس | ۳۹۔ حکیم میر ضیاء الدین بہرت |
| ۱۷۔ نواب احمد یار خاں افسر | ۴۰۔ میر غلام علی عشرت |
| ۱۸۔ محمد مستقیم خاں وسعت | ۴۱۔ لالہ ذوقی رام حسرت |



۳۸ - سید نجف علی شفقت ۴۰

۳۹ - میر احمد علی شاہ //

شاہانِ رام پور

۴۰ - نواب احمد علی خاں رند ۴۱

۴۱ - نواب یوسف علی خاں ناظم ۴۲

۴۲ - نواب کلب علی خاں //

۴۳ - نواب حامد علی خاں رشک //

۴۴ - نواب رضا علی خاں رجا //

۴۵ - راجا مارفت زمانی صاحبہ عصمت //

۴۶ - امیر مینائی ۴۳

۴۷ - بیمار //

۴۸ - جلال //

۴۹ - منیر //

۵۰ - تسلیم //

۵۱ - مطلق ۴۴

۵۲ - جان صاحب //

۵۳ - دانع دہلوی //

۵۴ - شہزادے حیا //

۱۹ - اخوندادہ احمد خاں غفلت ۳۷

۲۰ - مولوی اللہ داد طائب //

۲۱ - کریم اللہ کریم ۳۸

۲۲ - میر محبوب علی مطلق //

۲۳ - نواب احمد علی خاں رند //

۲۴ - محمد کبیر خاں تبسم //

۲۵ - حبیب النبی خاں مجددی رقت //

۲۶ - کرامت اللہ شہیدی //

۲۷ - شاہ رووف احمد مجددی رافت ۳۹

۲۸ - غلام نبی خاں غربت //

۲۹ - میر حسن تسکین //

۳۰ - میر احمد علی رسا //

۳۱ - صاحبزادے عباس علی خاں بیتاب //

۳۲ - صاحبزادے عنایت علی خاں عنایت //

۳۳ - صاحبزادے عبدالوہاب خاں سرور ۴۰

۳۴ - اصغر علی خاں اصغر //

۳۵ - حسنت علی خاں موہد //

۳۶ - سید شاہ عبدالرزاق فقیر //

۳۷ - عبدالقادر خاں نمگین //



۵۰ - ۴۱ - وفاضیائی

” - ۴۲ - ابوطاہر مجددی

” - ۴۳ - صاحبزادے اچھن صاحب اشک

” - ۴۴ - شبیر علی خاں شبیر

۵۱ - ۴۵ - ولایت حسین خاں اثر

” - ۴۶ - عندلیب شادانی

” - ۴۷ - عشرت رحمانی

” - ۴۸ - مولانا محمد علی جوہر

۵۲ - ۴۹ - حیدر حسین کمرین

” - ۵۰ - وزیر حسین و آیر

” - ۵۱ - محمد علی خاں اثر

” - ۵۲ - احمد علی خاں شوق

۵۳ - ۵۳ - بشیر درانی

” - ۵۴ - حکیم الطاف علی خاں الطاف

” - ۵۵ - مولانا محمود شفق

” - ۵۶ - ضبط ربانی

” - ۵۷ - صفد شمس

” - ۵۸ - مولانا وجہ الدین احمد خاں وجہ

” - ۵۹ - سید شرف زیدی

۴۴ - ۵۵ - مرزا غالب

” - ۵۶ - مضطر خیر آبادی

۴۵ - ۵۷ - قتیل

” - ۵۸ - جلیل مانگ پوری

” - ۵۹ - رسا

” - ۶۰ - عابد حسین اونچ

” - ۶۱ - شاداں بلگرامی

باب دوم

۴۶ - ۶۲ - سید نظام شاہ

” - ۶۳ - میر احمد رسا

۴۸ - ۶۴ - میاں منصور شاہ صاحب ڈھاٹا بند

۴۹ - ۶۵ - ہادی خاں وفا

” - ۶۶ - جبار اصغی

” - ۶۷ - نجم الغنی خاں نجمی

” - ۶۸ - مولوی غیاث الدین عزت

۵۰ - ۶۹ - حضرت محمود

” - ۷۰ - استاد رشید خاں



باب سوم

سنہ ۱۹۶۰ء سے تاحال

- ۱۰۹- نئی جان خاں بقا ۶۶
- ۱۱۰- الحاج کرنل جعفر علی خاں اتر حامدی ۶۷
- ۱۱۱- مولانا امتیاز علی خاں عرشی ۶۸
- ۱۱۲- ابراہیم علی خاں تھر ۷۰
- ۱۱۳- ابراہیم علی خاں بدر تسلیمی ۷۱
- ۱۱۴- سید اعجاز حسین ضامن ۷۲
- ۱۱۵- جمیل نعمانی ۷۳
- ۱۱۶- حضرت حلیل نعمانی ۷۴
- ۱۱۷- محشر عنایتی ۷۶
- ۱۱۸- نور میاں ضیاء مجددی ۷۸
- ۱۱۹- ڈاکٹر وقار الحسن صدیقی وقار ۷۹
- ۱۲۰- بید موتی میاں ٹروت ۸۲
- ۱۲۱- عابد علی بیگ سحر امپوری //
- ۱۲۲- ہلال رضوی ۸۲

- ۹۰- یوسف علی خاں یوسف ۵۵
- ۹۱- منشی طوفان سخن //
- ۹۲- افق بھارتی ۵۶
- ۹۳- شبن میاں عروج //
- ۹۴- فکر یزدانی //
- ۹۵- شمس شادانی //
- ۹۶- چھنوناں برق ۵۷
- ۹۷- انجان ہدایتی //
- ۹۸- احمد علی خاں شاد عارفی //
- ۹۹- رگھونندن کشور شوق ۵۸
- ۱۰۰- اننت کمار جین سرور //
- ۱۰۱- صبا افغانی ۵۹
- ۱۰۲- شکیل نعمانی //
- ۱۰۳- عروج زیدی ۶۰
- ۱۰۴- استاد فوق //
- ۱۰۵- راز یزدانی //
- ۱۰۶- منے میاں صابر ۶۱
- ۱۰۷- لالہ کشوری لال //
- ۱۰۸- محمد حسین خاں امین //



۱۰۵ - ۱۴۲ گل شیرخان دل عارنی

۱۰۶ - ۱۴۳ مید اشتیاق میاں ہوش نظامی

۱۰۶ - ۱۴۴ بہار تسلی

۱۰۶ - ۱۴۵ ساتھی عارنی

۱۰۶ - ۱۴۶ مید سعید رآمش

۱۰۶ - ۱۴۷ دور آفریدی

۱۰۸ - ۱۴۸ دو اکراہی

۱۰۹ - ۱۴۹ بیگ کشور آرا ششم اینڈوکیٹ

۱۱۱ - ۱۵۰ اظہر جمیل خاں اظہر نعمانی

۱۱۲ - ۱۵۱ عرشی زادہ اکبر علی خاں

۱۱۳ - ۱۵۲ محمد احمد خاں کاوش

۱۱۴ - ۱۵۳ ڈاکٹر فرید صدیقی

۱۱۵ - ۱۵۴ مید شہنشاہ صابری

۱۱۵ - ۱۵۵ مضطر بہزادی

۱۱۶ - ۱۵۶ ڈاکٹر شجاعت علی خاں رابٹر

۱۱۶ - ۱۵۷ رابٹر الماسی

۱۱۶ - ۱۵۸ کلیم طوری

۱۱۶ - ۱۵۹ مید سلطان نظامی

۱۱۶ - ۱۶۰ مید اظہر قادری

۸۶ - ۱۲۳ ہادی مصطفیٰ آبادی

۸۶ - ۱۲۴ شبیر علی خاں ٹیکب اینڈوکیٹ

۸۹ - ۱۲۵ نہال الدین خیال رامپوری

۹۱ - ۱۲۶ واحد قادری

۹۲ - ۱۲۷ نزاکت علی خاں ساز سیمانی

۹۳ - ۱۲۸ نازش نیازی

۹۴ - ۱۲۹ شوق اثری

۹۵ - ۱۳۰ رئیس رام پوری

۹۶ - ۱۳۱ صغیر خاں صغیر رامپوری

۹۷ - ۱۳۲ اظہر عنایتی اینڈوکیٹ

۱۰۰ - ۱۳۳ منوال شرماء عارنی اینڈوکیٹ

۱۰۰ - ۱۳۴ حکیم میحان نظامی

۱۰۱ - ۱۳۵ مید ذوقی رامپوری

۱۰۱ - ۱۳۶ قیصر شاہ خاں استاد رامپوری

۱۰۲ - ۱۳۷ مولانا ابوالمجاہد زاہد

۱۰۳ - ۱۳۸ محمد علی میاں موج رامپوری

۱۰۳ - ۱۳۹ طالب رام پوری

۱۰۳ - ۱۴۰ برقی زیدی

۱۰۳ - ۱۴۱ محمد حسن خاں عرف مجنون خان صاحب



۱۲۶	۱۸۰	فرید شمس	۱۱۶	۱۶۱	شہر شمس
۱۲۸	۱۸۱	بید مرتضیٰ فرحت	"	۱۶۲	ہاشمی رامپوری
۱۲۹	۱۸۲	بید معظم شکوہ زبیر	"	۱۶۳	محمود میاں نسیم
"	۱۸۳	مکارم الحق مکارم	"	۱۶۴	ساغر جیلانی
۱۳۰	۱۸۴	مولوی حافظ قاری طیب نعمانی	"	۱۶۵	مفاضل الحق مہری
۱۳۱	۱۸۵	منازل الحق حسان آفندی	۱۱۸	۱۶۶	شہزادہ گلریز
"	۱۸۶	بنی شاہ خاں خیام رامپوری	۱۱۹	۱۶۷	پروفیسر اوم پرکاش گپتا راز رامپوری
"	۱۸۷	صد تسلیمی	۱۲۰	۱۶۸	خلیل نعمانی
۱۳۲	۱۸۸	شکیل شاعر ایڈوکیٹ	"	۱۶۹	حکیم بشیر علی خاں طرب ضیائی
"	۱۸۹	یعقوب علی خاں مہر	۱۲۱	۱۷۰	مرتضیٰ ساحل تسلیمی
"	۱۹۰	نونو خاں رسا رامپوری	۱۲۲	۱۷۱	طاہر فراز
۱۳۳	۱۹۱	وقار عنایتی	"	۱۷۲	نعیم نجفی
"	۱۹۲	حسن اقبال حسن	۱۲۳	۱۷۳	س. ش. عالم
۱۳۴	۱۹۳	سحر افغانی	"	۱۷۴	منظر واحدی
"	۱۹۴	رئیس منظر	۱۲۴	۱۷۵	مختار خاں نسیم
۱۳۵	۱۹۵	راہی ٹانڈوی	۱۲۵	۱۷۶	سنتوش کمار موج
"	۱۹۶	ضیاء ٹانڈوی	"	۱۷۷	عتیق آفریدی
۱۳۶	۱۹۷	ابیر یوسفی	۱۲۶	۱۷۸	بید شکیل غوث
"	۱۹۸	قیس رامپوری	۱۲۷	۱۷۹	پروفیسر ممتاز عرشی



۱۴۴	۲۱۸- قاری حافظ نقیب نعمانی	۱۳۶	۱۹۹- سید سلیم میاں بلاپوری
"	۲۱۹- سید مسرور میاں	۱۳۷	۲۰۰- واجد سحری
۱۴۵	۲۲۰- شاہ رفیق عالم مسلم آفاقی	"	۲۰۱- فرید نعمانی
"	۲۲۱- اعجاز سلطانی	"	۲۰۲- آئی رامپوری
۱۴۶	۲۲۲- ہری شکر ایڈوکیٹ تمنا	"	۲۰۳- سلیم خاورد
۱۴۷	۲۲۳- بشارت خاں فروغ	۱۳۸	۲۰۴- تنہا عنایتی
"	۲۲۴- کیف یزدانی	"	۲۰۵- دانش عنایتی
"	۲۲۵- ظہور خاں اونج رامپوری	"	۲۰۶- احمد اللہ خاں آذر نعمانی
۱۴۸	۲۲۶- بزمی رامپوری	۱۳۹	۲۰۷- بلم نظامی
"	۲۲۷- حقیق رامپوری	۱۴۰	۲۰۸- چچا بلّاع
"	۲۲۸- قمر سیبانی	"	۲۰۹- سید افتخار طاہر
۱۴۹	۲۲۹- پروغیسر آفتاب شمسی	"	۲۱۰- افتخار ساحل
"	۲۳۰- اختر رضوی	۱۴۱	۲۱۱- سید عزیز بقائی
۱۵۰	۲۳۱- مہاویر سکینہ ماہر نعمانی ایڈوکیٹ	"	۲۱۲- سید انور بخاری
"	۲۳۲- عبدالمجید طارق	۱۴۲	۲۱۳- تنویر سحری
"	۲۳۳- شائق نعمانی	"	۲۱۴- شہنشاہ بابر
۱۵۱	۲۳۴- طاہر نظامی	"	۲۱۵- مسرور ادیب
"	۲۳۵- رفیق چشتی	۱۴۳	۲۱۶- ظہیر رحمتی
"	۲۳۶- جام رامپوری	۱۴۴	۲۱۷- خلیل خاں کشمیری



۱۵۲	۲۵۶ - ضیاء اللہ خاں ضیاء عنایتی	۱۵۱	۲۳۷ - عرفان زیدی
"	۲۵۷ - ولی چنڈو ولی سہسوان	"	۲۳۸ - ثناء قب رامپوری
"	۲۵۸ - مہربان کاشی پوری	"	۲۳۹ - شاکر رامپوری
۱۵۵	۲۵۹ - حسنین گرامی	"	۲۴۰ - راشد اعجاز
"	۲۶۰ - ظہور فرحت	۱۵۲	۲۴۰ - نعمت اللہ کیف
"	۲۶۱ - عبدالوہاب سخن	"	۲۴۱ - فرحان سالم شمسی
"	۲۶۲ - شجر رامپوری	"	۲۴۲ - غفران فریدی
۱۵۶	۲۶۳ - جیبب بھوبالی	"	۲۴۳ - شکیب ماہر
"	۲۶۴ - عبداللہ خالد	"	۲۴۴ - احمد ضیائی
۱۵۷	۲۶۵ - فیصل ممتاز	"	۲۴۵ - نقش قادری
"	۲۶۶ - اونکار سنگھ ووبگ	"	۲۴۶ - سلمان شمسی
"	۲۶۷ - جمشید علی خاں نادم	"	۲۴۷ - جاوید شمسی
"	۲۶۸ - رحمان خاں نشتر	"	۲۴۸ - شکیل وقاضیائی
"	۲۶۹ - احمد خاں احمد	۱۵۳	۲۵۰ - ساجد امجد
"	۲۷۰ - وزیر خاں وزیر	"	۲۵۱ - لطافت میاں سیف نعمانی
۱۵۸	۲۷۱ - ہوش نعمانی	"	۲۵۲ - خاور ٹانڈوی
"	۲۷۲ - ہدایت اللہ خاں ہدایت	"	۲۵۳ - عزتی رامپوری
۱۵۹	- منشی دولہ جان خاں عارف تسلیمی شاگرد قبہ تسلیمی مرحوم	"	۲۵۴ - قیتل مراد آبادی
		۱۵۴	۲۵۵ - عرفان خاں عرفان جھانسوی



چند مرثومین بزرگ



- ۱۶۴ - ۲۸۷ - عبدالملک سلیم
- " - ۲۸۸ - یوسف اصلاحی
- " - ۲۸۹ - ذاکر علی خاں
- ۱۶۵ - ۲۹۰ - عابد رضا خاں بیدار
- " - ۲۹۱ - ڈاکٹر ابن فرید
- " - ۲۹۲ - شبیر علی خاں شکیب
- " - ۲۹۳ - منہاج الدین
- ۱۶۶ - ۲۹۴ - مولانا شمس نوید عثمانی
- " - ۲۹۵ - مولانا سلیمان قاسمی
- " - ۲۹۶ - مانگل خیر آبادی
- " - ۲۹۷ - ولدان نصیری
- ۱۶۷ - ۲۹۸ - بھوئے میاں وکیل
- " - ۲۹۹ - وصی اقبال
- " - ۳۰۰ - مسرت حسین خاں آزاد
- " - ۳۰۱ - پاشا رضا خاں
- ۱۶۸ - ۳۰۲ - سلطان اشرف صاحب
- " - ۳۰۳ - نعیم مسعود
- " - ۳۰۴ - سید فضیلت شاہ
- " - ۳۰۵ - ماجد من
- " - ۳۰۶ - سعید فرحت



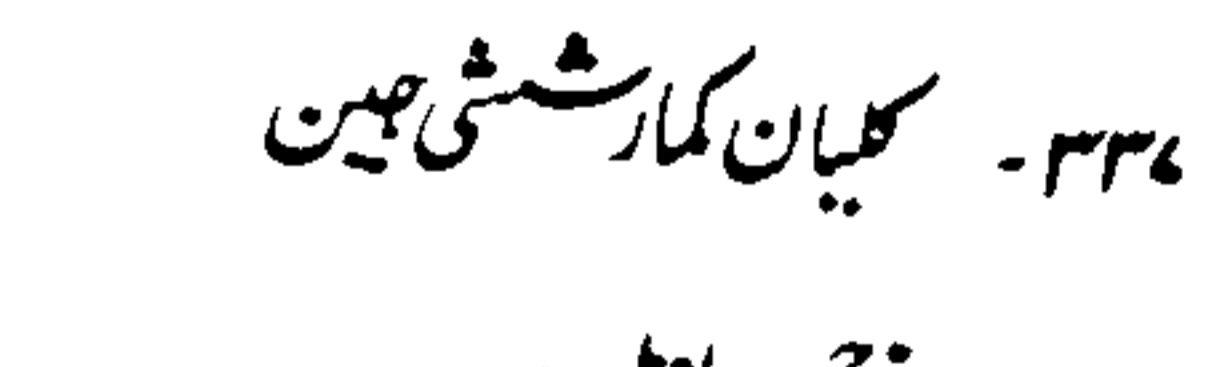
- ۲۶۳ - مولوی فیاض الدین خاں فیاض ۱۶۰
- ۲۶۴ - چھٹن خاں و آق ۱۶۱
- " - ۲۶۵ - حبیب اللہ خاں حبیب
- " - ۲۶۶ - حکیم نزاکت علی خاں عرش
- " - ۲۶۷ - اثر رحمانی
- " - ۲۶۸ - سہیل جلالی
- " - ۲۶۹ - عابد بخاری
- " - ۲۷۰ - امن صاحب عیش
- " - ۲۷۱ - حبیب خاں رسوا
- " - ۲۷۲ - مجھن اباشباب
- " - ۲۷۳ - استاد قمبر
- " - ۲۷۴ - قمر استاد
- " - ۲۷۵ - خنجر استاد

نثر نگاران



- ۱۶۳ - ۲۸۶ - ابوسلیم محمد عبدالحی



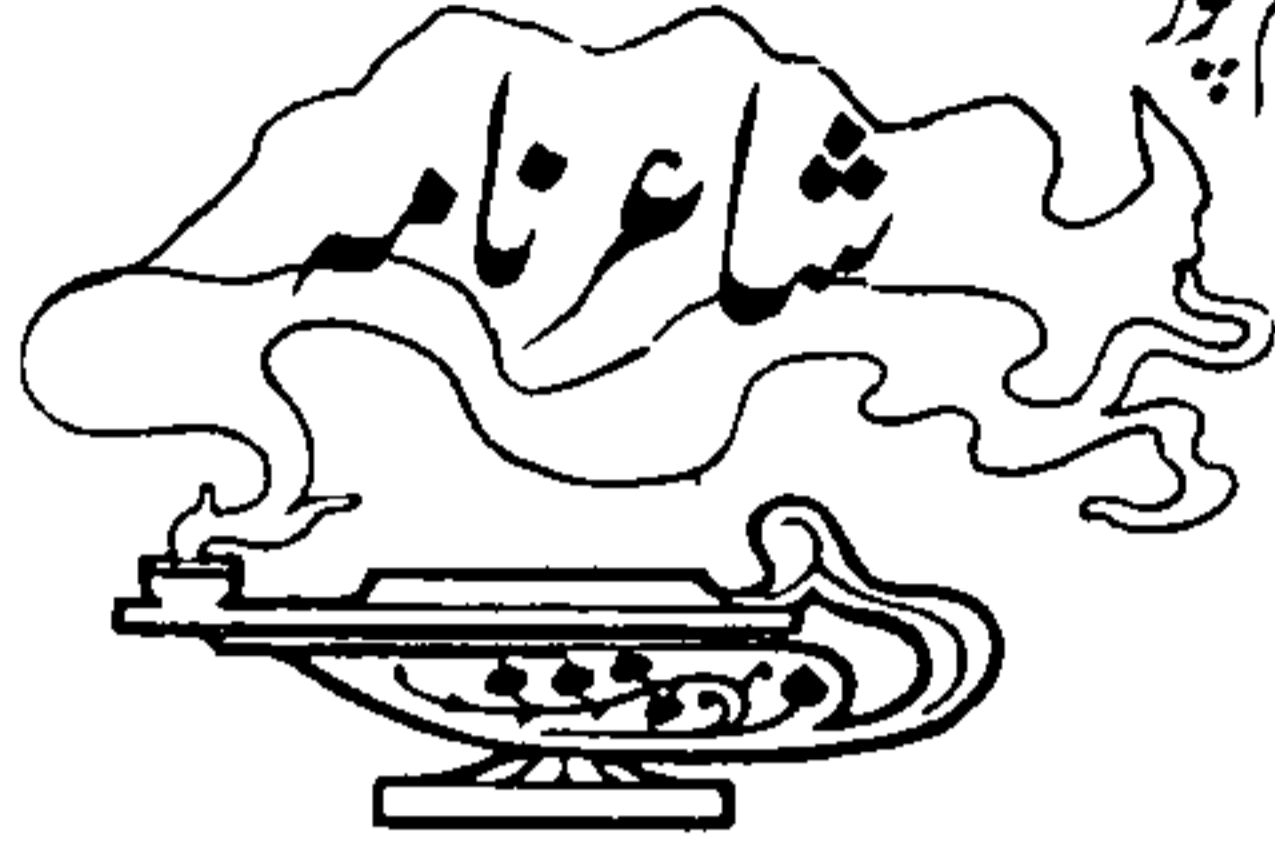
۱۶۱	۳۲۶- مستم غاری	۱۶۸	۳۰۶- ایم ظفر
۱۶۲	۳۲۷- ذکی اللہ خاں	۱۶۹	۳۰۸- مسعود النظر
"	۳۲۸- اظہر مسعود	"	۳۰۹- مسعود آغا
"	۳۲۹- مرتضیٰ ساحل تسلیمی	"	۳۱۰- تبسم نشاط
"	۳۳۰- عتیق جیلانی سالک	"	۳۱۱- نکہت افلاک
"	۳۳۱- نفیس صدیقی	"	۳۱۲- ڈاکٹر ظہیر صدیقی
۱۶۳	۳۳۲- آفتاب شمسی	۱۶۰	۳۱۳- شوکت علیخاں اینڈ وکیٹ
"	۳۳۳- نوید اقبال	"	۳۱۴- صداقت رامپوری
"	۳۳۴- مینا نعمانی	"	۳۱۵- حسین خاں شفا
"	۳۳۵- امتیاز الرحمن خاں	"	۳۱۶- شعائر اللہ خاں
"	۳۳۶- ڈاکٹر سید حسن عباس	"	۳۱۷- پیدنذر الحسن قادری
رام پور کے کوی صاحبان		"	۳۱۸- بشارت فروغ
		"	۳۱۹- منظور فاخر
		۱۶۱	۳۲۰- زیر گستاخ
(۱۹۶۰ تا ۱۹۹۵ء)		"	۳۲۱- عبدالہادی خاں کاوش
		"	۳۲۲- انجم بہار شمسی
۱۶۴	۳۳۷- کھیاں کمار شمسی عین	"	۳۲۳- شاہد اعجاز
"	۳۳۸- زحیر بانٹے	"	۳۲۴- مجیب شمسی
"	۳۳۹- چھوٹے لال ناگیندر	"	۳۲۵- ایاز نظر



۱۶۹	۳۶۲	کمل آئند دھرتی	۱۶۶	۳۲۰	دھرتی اوشیش
"	۳۶۳	چند پرکاش مکہ	"	۳۲۱	اوم کار سرن اوم
"	۳۶۴	ڈاکٹر پاشک	۱۶۸	۳۲۲	مہیش راہی
"	۳۶۵	گوند گونی لام	"	۳۲۳	بیرالال کربق
"	۳۶۶	لام کشور ورم	"	۳۲۴	آرانی و دیارتی مششو
"	۳۶۷	ریش چند جین سیٹی	"	۳۲۵	جے کے رتن
"	۳۶۸	اٹل ترویڈی	"	۳۲۶	رادھا من شوہر
"	۳۶۹	شیام گپت	"	۳۲۷	ایشور سرن سنگل
۱۸۰	۳۷۰	روی پرکاش صراف	"	۳۲۸	جگدیش سرن ویوگی
"	۳۷۱	کشوری لال پرم	"	۳۲۹	اگرین وتمر
"	۳۷۲	اوم چنگ	"	۳۵۰	رگبیر شرما
"	۳۷۳	لام بہادر سکینہ	"	۳۵۱	آئند شرد
"	۳۷۴	ریکا سکینہ	"	۳۵۲	گوتم منوج
"	۳۷۵	ایتا جین	"	۳۵۳	برج مانج پاندے
"	۳۷۶	حلیتا سرشی	"	۳۵۴	شیو سروپ نشچل
"	۳۷۷	گریا پتا	"	۳۵۵	لام بھروسے بھوش
"	۳۷۸	مردول مرد	۱۶۹	۳۵۶	زیند بھل
۱۸۱	۳۷۹	ریش کمار جین	"	۳۵۷	اندرابنج
"		تاریخی قطعات	"	۳۵۸	اوم کار وویک
۱۸۲	۳۷۹	بید سلطان نظامی	"	۳۵۹	جگدیش مینک
۱۸۳	۳۸۰	بہار تیلی	"	۳۶۰	لادھا کشن جین
"	۳۸۱	جوہر باسودھوی	"	۳۶۱	لوور سنگھ روپلا



ڈاکٹر وقار الحسن صدیقی
افسر بکار خاص
رامپور رضالا ٹیری ری رام پور



ہوش نعمانی کا پورا نام شرافت یار خاں اور والد کا نام صوفی سعادت یار خاں ہے۔ یہ ۲۲ مارچ ۱۹۳۳ء کو پیدا ہوئے۔ شاعری کی ابتداء ۱۹۵۱ء سے ہوئی، اور حضرت جلیل نعمانی مرحوم کے سامنے زانوئے ادب تہ کیا۔ محقق سی مدت میں خود اساتذہ میں شمار کئے جانے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے ان کے تلامذہ کا سلسلہ پورے ہندوستان میں پھیل گیا۔ مشاعرے کے شاعر ہونے کے ساتھ تصنیف و تالیف کا شوق بھی دامن گیر رہا، اور کئی کتابیں شائع ہو چکی ہیں اور کئی زیر تالیف ہیں۔ نہایت منکسر المزاج اور اسم بامسمیٰ ہیں، چاہے شرافت یار خاں کہہ کر دیکھئے یا ہوش نعمانی — اردو اور ہندی دونوں زبانوں میں اپنے خیالات اشعار کے قالب میں پیش کرنے پر مکمل قدرت رکھتے ہیں۔ مداح شعرا میں چند کو چھوڑ کر سرفہرست ہیں۔ جہاں جاتے ہیں رام پور کی تہذیب کے سیفہ ہوتے ہیں۔ حب الوطنی ان کی ایک نمایاں صفت ہے اور وطن سے محبت با ایمان ہونے کی دلیل ہے۔ لہذا انہوں نے پہلے دیر اوطن، شائع کیا اور اب 'ادب گاہ رام پور' کی تخلیق کر کے اپنی وطن دوستی ثابت کرنے کے ساتھ اہل وطن کے کارناموں کا ایک خاکہ آنے والی

نسلوں کے لئے محفوظ کر دیا ہے۔

ہوش نعمانی — اردو کی تمام اصناف شاعری میں طبع آزمائی کرتے رہے ہیں۔ 'زم زم و فرات' ان کے قصائد، مناقب اور نعتیہ کلام کا مجموعہ ہے تو 'گھاؤ بندوقوں کے' میں (جو ہندی میں ہے) گیت، نظموں اور غزلوں کا ایک حسین مرقع پیش کیا ہے۔ 'اندروہنش' ایک ایسا مجموعہ ہے جس میں اردو غزل کو دیوناگری رسم الخط میں ایسے لوگوں کے لئے پیش کیا گیا ہے جو اردو نہیں پڑھ سکتے لیکن اردو غزل کی چاشنی اور شیرینی سے بہرہ طور لطف اندوز ہوتے ہیں۔ اس کتاب کے ذریعہ ہوش نعمانی نے اس سرزمین کے تقریباً ترانوے شعراء کو ہندی داں طبقے سے روشناس کرایا ہے۔ 'کائنات' بھی نعت و منبقت اور قصیدے کا مجموعہ ہے۔ 'شہادت نامہ' اور 'جدید مرثیہ حسین' لکھ کر ہوش نعمانی نے ثابت کر دیا کہ وہ اس فن کی باریکیوں سے بھی نہ صرف پوری طرح آگاہ ہیں بلکہ انہیں برتنے کی صلاحیتیں بھی ان میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔ ان کے فن اور شخصیت کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے دو مجموعے 'آج کا شاعر ہوش نعمانی' اور 'شناخت' شائع کئے گئے ہیں۔ لیکن 'ادب گاہ رام پور' کی بات ہی اور ہے — اس مسلسل اور طویل نظم میں شعراء، نثر نگاروں اور کوی حضرات کو مختلف ادوار میں تقسیم کر کے جس طرح انہوں نے اس سرزمین کے فنکاروں کو اپنے تذکرے میں محفوظ کر دیا ہے اسے میں ایک بڑے کارنامے سے تعبیر کرتا ہوں۔

ہوش نعمانی بنیادی طور پر غزل کے شاعر ہیں۔ جہاں ان کا اسلوب بیان کبھی سادہ و سہل اور کبھی مرتع ہے لیکن اس تذکرے میں ان کے اسلوب سادگی اور پرکاری انفرادیت



کی حامل ہے، البتہ بعض الفاظ یا ناموں کو نظم کرنے میں اور شعری رعایتوں کا التزام برتنے میں انہیں دشواریوں کا سامنا بھی کرنا پڑا ہوگا۔

اُردو سے ناواقف حضرات کی سہولت کے لئے ادب گاہ رام پور کے اس حصے کو ہندی رسم الخط میں شامل کر دیا گیا ہے جس میں یہاں کے کوی حضرات کا تذکرہ آیا ہے۔

بہ حیثیت مجموعی یہ تذکرہ 'ادب گاہ رام پور' رام پور کی ادبی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہنے والی چیز ہے، جس کی ادبی اور تاریخی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

اس کتاب کی اشاعت، رضالائبریری کے اشاعتی پروگرام کے تحت عمل میں آئی ہے اور خاص طور پر ہماری آزادی کی پچاسویں سالگرہ کے اشاعتی پروگرام کا حصہ ہے اس منظوم تذکرہ میں وہ شاعر بھی شامل ہیں جن کی شاعری نے تومی آزادی کی جدوجہد میں نمایاں رول ادا کیا ہے۔

آخر میں جناب ہوش نعمانی کے اُن چند اشعار کو پیش کرتا ہوں جو زبان و بیان کی کلاسیکیت کے حامل ہیں

یوں بھی کبھی سلامِ محبت لیا گیا

آنچل گداز شانوں سے ڈھلکا دیا گیا



پیاں مجھ جائے گی پیار سے بولے

مے نہیں ہے تو ہونٹوں کا اس گھولے





یہ ہوائیں بہت دُور لے جائیں گی
خشک پتوں کی مانند مت ڈولے



خیر اب تو مری آنکھیں ہیں تمہاری آنکھیں
ہاں مرے بعد نظر آئے گی دنیا تم کو



جسم تو خاک ہے اور خاک میں مل جائے گا
میں بہر حال کتابوں میں رلوں گا تم کو



خود بھی محدود ذہانت میں بھی حذر رکھتے ہیں

وہ پڑھے لکھے جو کاغذ کی سندر رکھتے ہیں

اس کتاب کی خوبصورت طباعت کے لیے ایک بار پھر جناب تنظیم رضا قریشی صاحب
کی خدمات حاصل کی گئی ہیں جنہوں نے انگ درپن کی طباعت میں اپنی فن کاری کا
نمونہ اس سے پہلے پیش کیا تھا۔ امید ہے اس کتاب کی اشاعت سے ایک طرف اُردو ادب
میں رام پور کے ایک معاصر شاعر اور مصنف کی ایک اہم تخلیق کا اضافہ ہوگا تو دوسری طرف
نہ جانے کتنے ایسے ناموں کی یادیں تازہ ہوتی رہیں گی جنہیں گننامی کی دبیز چادر نے ڈھک
لیا ہے۔ کتاب کی مقبولیت کے لئے دُعا کرتا ہوں۔

ڈاکٹر سید حسن عباس

عرض مرتب



برصغیر میں اردو شاعری کے جو چند دبستان ہیں، ان میں دبستان رامپور اپنی انیت و انفرادیت کے اعتبار سے ہمیشہ مورد توجہ رہا ہے۔ دہلی اور لکھنؤ جیسے معروف اور اہم دبستانوں نے اردو شعروادب کی جو خدمات انجام دی ہیں اور ان دبستانوں کے ٹوٹنے اور بکھرنے کے بعد رام پور نے جس طرح اردو شعرا و ادبا کو اپنے دامن میں پناہ دی ہے۔ اس کی تفصیل میں جانے کا یہ موقع نہیں ہے مگر اتنا ضرور ہے کہ رامپور میں شعرا و ادبا کا اجتماع دہلی اور لکھنؤ کے دبستان شاعری کی طرح اس سرزمین کو بھی ایک دبستان میں تبدیل کر دیتا ہے۔ ان شعرا نے اپنی خلاقانہ صلاحیتوں سے ہر صنف شاعری کے دامن کو مالا مال کر دیا۔ اور ایسے عظیم فن پارے تخلیق کئے جن کے ذکر کے بغیر اردو شعروادب کی تاریخ کبھی مکمل نہیں کہی جاسکتی۔

تذکرہ نویسی بھی دبستان رام پور میں ایک محبوب مشغلہ رہا ہے۔ اردو اور فارسی گو شعرا کے چند تذکرے بھی اس دبستان نے دونوں زبانوں کے ادب میں انصاف کئے ہیں اور دونوں زبانوں میں فن تذکرہ نویسی کی روایت کو استحکام بخشا ہے لیکن اردو میں منظوم تذکرہ نویسی کی روایت نہیں ملتی۔ ہوش نعمانی جیسے باکمال شاعر نے 'ادب گاہ رامپور' لکھ کر



اُردو میں منظوم تذکرہ نویسی کی راہ ہموار کی ہے۔ البتہ اسی قسم کا ایک منظوم تذکرہ، فارسی میں حال ہی میں تہران سے 'ستغ سحن' کے نام سے ضرور شائع ہوا ہے۔ ایسے تذکروں میں جو بات مشترک دیکھنے میں آتی ہے وہ ان کا ایجاز و اختصار ہوتا ہے۔ کبھی ایک شعر میں اور کبھی دو، تین یا چار اور اس سے زائد اشعار میں تذکرہ نویس، کسی شاعر کی شخصیت اور کلام کے بنیادی اوصاف بیان کرتا ہے۔ ہوش نعمانی نے بھی "ادب گاہ رام پور" میں یہی طریقہ اختیار کیا ہے ان کے اس تذکرہ کی خوبی یہ ہے کہ انہوں نے زمانہ قدیم سے لے کر آج تک کے شعراء و ادباء کو اپنے تذکرہ میں جگہ دی ہے۔ ہوش نعمانی بڑے پُرگو اور زودگو شاعر ہیں۔ انہوں نے اس تذکرے میں شعراء کی ترتیب کا کوئی خاص مروجہ طریقہ اختیار نہیں کیا ہے۔ بلکہ ایک دور کے جو شاعر ذہن میں آتے گئے ان کا ذکر کبھی ان کے تخلص کے ذریعہ اور کبھی نام کے ذریعہ اور بسا اوقات نام و تخلص دونوں کے استعمال کے ساتھ کیا گیا ہے۔

یہ تذکرہ ادبی اعتبار سے اگر بہت بلند پایہ نہیں تو تاریخی لحاظ سے ضرور اہمیت کا حامل ہے۔ اس تذکرے کے ذریعے دبستان رام پور کے شعراء و ادباء کو یکجا کر دیا گیا ہے تاکہ آنے والی نسلیں اگر ان کی باضابطہ تاریخ مرتب کرنا چاہیں یا ان کی علمی و ادبی خدمات کا جائزہ لینا چاہیں تو انہیں ناموں کی جمع آوری کا کام پہلے سے کیا ہوا ملے گا۔

رضالا بُریری کے افسر بہ کار خاص جناب ڈاکٹر وقار الحسن صدیقی نے جن کی وسیع القبلی علم دوستی، ادب نوازی اور وسعت مطالعہ کے سبھی قائل ہیں۔ اس کتاب کی اشاعت میں جس طرح دلچسپی لی ہے، وہ ناقابل بیان ہے۔ موصوف نے ہمیشہ ہی جو ہر قابل کو لائق اعتناء سمجھا ہے اور ہوش نعمانی جیسے بزرگ شعراء و ادباء کی قدر دانی کی ہے۔ اس کتاب کی اشاعت



ان کی قدردانی کی ایک واضح مثال ہے۔ مجھے امید ہے محترم ڈاکٹر صدیقی صاحب نے رام پور کے فنکاروں کی حوصلہ افزائی کا جو سلسلہ شروع کیا ہے وہ تادیر باقی رہے گا، اور وہ رام پور کی ادبی تاریخ پر اپنا ایک نمٹ نقش چھوڑ جائیں گے۔ میں موصوف کا ممنون ہوں کہ اس اہم ادبی خدمت کے لئے انہوں نے مجھے حکم فرمایا اور لائبریری کے شایان شان اس کی اشاعت کا اہتمام کیا۔

کتاب کے مصنف جناب ہوش نعمانی صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے کتاب کے سلسلے میں میرے بار بار کے استفسار پر ناراضگی کے بجائے، خوشی کا اظہار کیا، یقیناً یہ ان کی ایک ادنیٰ سی صفت ہے۔

مجھے ان دوستوں اور بزرگوں کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہیے جنہوں نے ادب گاہ رامپور، کے بارے میں نظم و نثر میں اپنے دلی تاثرات کا اظہار کیا ہے۔ امید ہے اس کتاب کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا جائے گا۔

کتاب کی افادیت اور قارئین کرام کی سہولت کے پیش نظر کتاب کے آخر میں ناموں کا ایک اشاریہ بھی شامل کر دیا گیا ہے۔

اس کتاب کی ترتیب و تدوین اور کتابت سے لے کر طباعت کے مرحلے میں میرے ہم کار جناب احد اللہ خاں آزر نعمانی نے جنہیں ہوش نعمانی کی شاگردی کا شرف بھی حاصل ہے، جس طرح تعاون کیا، اُسے فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر وہ مستعدی دکھاتے تو شاید یہ کتاب ابھی کچھ اور تاخیر سے آپ کے ہاتھوں میں پہنچتی۔ میں ان کا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ کتابت کے سلسلے میں جناب ہدایت اللہ خاں کی زحمتوں کا شکریہ ادا نہ کرنا، نا انصافی ہوگی۔

حرفِ چند



ادبِ گاہِ رامپور کا کچھ حصہ میں نے سالہ ۱۹۷۰ء میں نظم کیا تھا جس کے کچھ حصے کئی اخبارات میں شائع ہوئے، پھر صولت پبلک لائبریری کے زیر اہتمام لوجوان شعراً اور بعض اساتذہ کرام کی موجودگی میں پڑھے گئے جس کی خوب خوب پذیرائی ہوئی۔ یہ وہ دور تھا کہ جب رام پور کے چید استادان فن باحیات تھے۔ نواب کرنل جعفر علی خاں اثر حامدی، سید اعجاز حسین ضامن، (استاد سرکار) جناب ابراہیم علی خاں مہر، جناب ابراہیم علی خاں بدر تسلیمی، استاد محترم آبروئے غزل جلیل نعمانی، جناب جمیل نعمانی، جناب محشر عنایتی، امتیاز علی خاں عرشی صاحب، سحر رام پوری، صغیر رام پوری، نازش نیازی، نور میاں ضیاء مجددی، موتی میاں ثروت وغیرہ۔ یہ حصہ نظم کسی الماری میں قید رہا لیکن نہ جانے کیوں جب جون سالہ ۱۹۹۶ء کے شروع میں مستقلاً گھر پر رہا تو اس نظم کی طرف دھیان گیا۔ تلاش کرنے پر وہ کاپی مل گئی۔ دورانِ مطالعہ یہ خیال پیدا ہوا کہ کیوں نہ اسے مکمل کیا جائے، اور خدا کے فضل سے اس کی تکمیل ہو گئی۔

ادبِ گاہِ رام پور میں تقدیم و تاخیر کا لحاظ یوں نہیں ہے کہ میرے سامنے یا میری



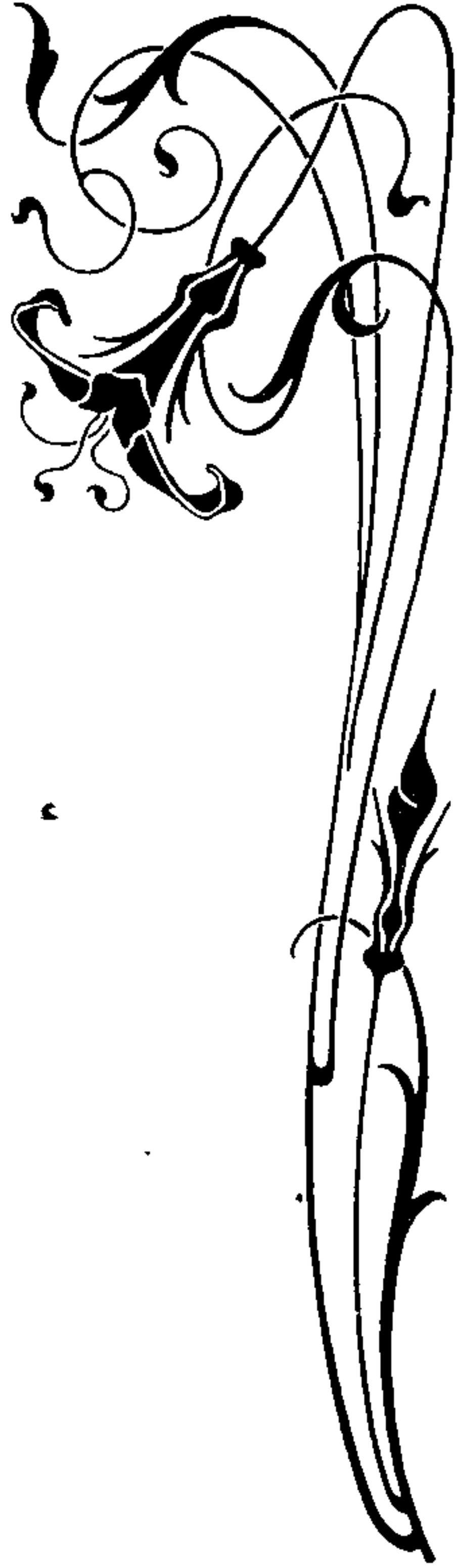
یادداشت کے مطابق جو محترم نام آتے گئے، میں انہیں نظم کرتا رہا۔ ہر چند کہ ادب گاہ رامپور کو مکمل تذکرہ نہیں کہا جاسکتا، مگر میں اسے مکمل جانتا ہوں۔ میرا مقصد نئی نسل کے طالب علموں نیز ادب نوازوں کی خدمت میں اپنے وطن رام پور کی جو اردو کاتیسرا اسکول تسلیم کیا جا چکا ہے، ایک مختصر تاریخ ادب پیش کرنا تھا۔

کتاب کی تکمیل کے بعد میں نے اس کی اشاعت کے سلسلے میں رامپور رضا لائبریری کے افسر بہ کار خاص جناب ڈاکٹر وقار الحسن صدیقی صاحب سے گفتگو کی۔ موصوف نے بڑی فراخ دلی سے مسودہ طلب فرمایا اور اسے رضا لائبریری کے اشاعتی پروگرام کے تحت شائع کرانے کی اپنی تجویز کے ساتھ لائبریری کی متعلقہ کمیٹی سے منظوری حاصل کرنے کا نہایت مستحسن اقدام کیا۔ یہ بات اب تمام اہل ادب پر پوری طرح روشن ہو چکی ہے کہ موصوف کی علم دوستی اور مسلمان جدوجہد کی وجہ سے نہ صرف رضا لائبریری ترقی کے منازل طے کر رہی ہے بلکہ اہل رام پور کی علمی کاوشیں بھی اس لائبریری کے ذریعہ منظر عام پر لائی جا رہی ہیں جس کا ایک نمونہ ادب گاہ رام پور کی اشاعت ہے۔ میں موصوف کا بے حد ممنون ہوں کہ انہوں نے ناپتیز کی اس حقیقہ کوشش کو نہایت اعلیٰ طباعت سے مزین اور لائبریری کے شایان شان زیور طبع سے آراستہ کروایا۔

میں جناب ڈاکٹر شعائر اللہ خاں، جناب شوکت علی خاں ایڈووکیٹ، جناب مرتضیٰ ساحل، جناب تبسم نشاط، مجاہد آزادی جناب شکیل رحمانی، جناب جوہر باسودوی، جناب بہار تسلیمی، جناب تید سلطان نظامی اور جناب ڈاکٹر فرید صدیقی صاحبان کا حد درجہ ممنون ہوں کہ ان حضرات نے اپنے قیمتی مشوروں سے میری حوصلہ افزائی فرمائی اور اپنے مضامین سے نوازا۔



تاثرات



ناثرات



- ۱۔ اظہارِ تحسین (نظم)
 - ۲۔ ایک نادر و منفرد تذکرہ
 - ۳۔ ادب گاہِ رام پور "ایک مرصع غزل"
 - ۴۔ دبستانِ رام پور کا منظوم تذکرہ
 - ۵۔ ایک وسیع القلب شاعر "ہوش نعمانی"
 - ۶۔ قطعات
- ۱۲۔ تشکیلِ رحمانی
 - ۱۳۔ ڈاکٹر شعائر اللہ خاں
 - ۱۵۔ تبسم نشاط
 - ۲۳۔ شوکت علی خاں ایڈووکیٹ
 - ۲۸۔ مرتضیٰ ساحل سلیمی
 - ۳۱۔ ڈاکٹر فرید صدیقی

مجاہد آزادی شکیل رحمانی
نجیب آباد

اظہار تحسین



ہے قلم آپ کا شہرتیں آپ کی
حسن بھرتا ہے صرف دم آپ کا
آپ ہوں اور زلف عروس سخن
دوسروں کو جو خاطر میں لاتے نہ تھے
ہیں زباں زد بہت تذکرے آپ کے
کاش ہوتیں میسٹر ہمیں بھی کبھی
آپ سے خوش ہے جبریل فکران دنوں
آپ پر منحصر طرفہ کاری کا فن
سارا سکہ آپ کا راحتیں آپ کی
عشق کرتا رہے منتیں آپ کی
جلوتیں آپ کی خلوتیں آپ کی
کر رہے ہیں رقم مدحتیں آپ کی
ملک میں دور تک شہرتیں آپ کی
بھینی بھینی سی وہ قربتیں آپ کی
کاش دیکھے کوئی رفعتیں آپ کی
آپ پر ختم سب جدتیں آپ کی

تذکرہ شاعری کا بھی چھپ جائے گا
پوری ہوں گی یہ سب حاجتیں آپ کی



جناب ڈاکٹر شعائر اللہ خان

رام پور

ایک نادر و منفرد تذکرہ



ادب گاہ رام پور کے تخلیق کار جناب شرافت یار خاں صاحب ہوش نعمانی رام پور کے ادبی اُفق اور شعرو سخن کی محافل کی آبرو ہیں۔ ہوش صاحب نہایت متحرک اور فعال شخصیت ہیں۔ یہ حضرت ہر وقت کسی نہ کسی فکر میں غلطاں و پچاں دکھائی دیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کا کوئی لمحہ (سوائے آرام کے) ضائع نہیں جاتا اور ممکن ہے کہ خواب نگارش میں بھی یہ شعرو سخن میں "مد ہوش" رہتے ہوں۔

میں ہوش صاحب کو اس وقت سے جانتا ہوں جب ان کی کتاب "میرا وطن" چھپ کر آئی۔ یہ کتاب ۳۰ x ۲۰ سائز کے ۳۲ صفحات پر مشتمل تھی۔ اس میں رام پور کی تاریخی سیاسی علمی و ادبی ثقافتی اور سماجی سرگرمیوں کا مختصر اور عمدہ خاکہ پیش کیا گیا تھا۔ ہر ممکنہ فکر کے نمائندہ حضرات کے احوال اور تصاویر سے "میرا وطن" مزین تھی۔ تاریخی اعتبار سے نوابین رام پور کے مختصر کوائف بھی درج تھے اور سماجی سرگرمیوں کے لحاظ سے رام پور کی مینوسپیٹی کے آغاز و ارتقاء کا حال بھی شامل تھا۔ اس کتاب کو پڑھ کر ہمیں رام پور کی مکمل تاریخ اور تذکرہ کا ملان رام پور کی دوسری جلد کی تکمیل کا خیال آیا۔



میری نظر میں "ادب گاہ رام پور" ہوش صاحب کی گذشتہ تالیف "میرا وطن" کا دوسرا حصہ ہے۔ فرق اتنا ہے کہ "میرا وطن" نثر میں تھی اور "ادب گاہ رام پور" نظم کے اندر ہے۔ منشی امیر اللہ تسلیم نے ۱۸۸۰ء کے آس پاس رام پور کی ایک منظوم تاریخ بعنوان "تاریخ بدیع" لکھی تھی۔ ہوش صاحب نے زیر نظر تالیف میں تسلیم کی روایت کو آگے بڑھاتے ہوئے بیسویں صدی کے تمام شعراء رام پور کے احوال کو نظم کر دیا ہے۔ اپنی اس کوشش میں ہوش صاحب کامیاب ہیں۔ ان کی رواں نظم نگاری دل کو چھو لینے والی ہے۔ بات کو سادگی اور پُرکاری سے پیش کرنا خود ایک بڑا فن ہے اور یہ فن ہوش صاحب کے یہاں بدرجہ اتم موجود ہے۔

ہوش صاحب نے رام پور کے بظاہر سب ہی شعراء کو اس تالیف میں سمیٹ لیا ہے اس کے لئے ہم انھیں مبارکباد پیش کرتے ہیں اور ان کی صحت و عافیت کے لئے دعا گو ہیں۔
 ایں دعا از من و از جملہ جہاں آییں باد



تبسم نشاط
رام پور

ادب گاہ رامپور

ایک مرصع غزل

وطن کی محبت ایک ایسا نازک احساس ہے جسے ذرا سی نیز ہوا بھی متاثر کر سکتی ہے۔ لیکن اسی نازک احساس کی بدولت ان وطن پرستوں نے جہنم یا جہنمیں تاریخ کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ وطن سے محبت کے جذبے ہی کے سبب ہزاروں ماؤں کے لال اپنے وطن کی خاطر سرحدوں پر اپنی جوانی کے وہ سنہرے دن گزارتے ہیں جو انسانی زندگی کا سب سے قیمتی دور ہوتا ہے، لیکن اس بات کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ جہاں ایک جانب وطن کے ان سپاہیوں نے جنگ کے سائے میں رہ کر اپنی حب الوطنی کا ثبوت دیا ہے۔ وہیں قلم کے سپاہی یعنی ادیبوں شاعروں نے بھی اس میدان میں اپنی صلاحیتوں کے جوہر دکھائے ہیں۔ یہ بات ہر ذی شعور جانتا ہے کہ سرحدوں پر وطن کی حفاظت کرنے والے جوانوں کے خون کو گرہاں نوالے جو شیلے نغمے کون لکھتا ہے، وہ شاعر ہی ہوتے ہیں اور اس سچائی کو بھی جھٹلایا نہیں جاسکتا۔ کہ میدان جنگ ہو یا عوامی تحریک، ہر جگہ شعراء اور ادیبوں نے اپنے ادب پاروں سے لوگوں کے سرد خون کو گرہا کر حب الوطنی کی حرارت بخشتی ہے۔

ان قلم کاروں نے صرف اپنے ملک سے ہی نہیں، اس شہر سے بھی اپنی بے پناہ عقیدت



اور محبت کا مظاہرہ جس زمین پر ان کا جنم ہوا، جس کی فضاؤں میں پل کر وہ جوان ہوئے، ان قلم کاروں کی اس محبت کے زندہ نقوش آج بھی کتابوں میں محفوظ ہیں۔

رام پور اپنے قیام سے ہی صرف علم و ادب کا گہوارہ نہیں رہا بلکہ اردو شاعری کا بھی محافظ اور امین رہا ہے۔ رام پور نے اردو شاعری کا نہ صرف تحفظ کیا ہے، بلکہ اس کی آبیاری بھی کی ہے۔ اس وقت جب مغل سلطنت کا چراغ ٹٹما رہا تھا۔ اودھ کی ریاست پر برطانوی سامراج کا اندھیرا چھا رہا تھا۔ دہلی اور لکھنؤ کی ادبی محفلیں اُجڑ چکی تھیں۔ پورے ملک میں انار کی پھیلی ہوئی تھی، اس وقت اگر اردو کو تحفظ ملا تو وہ شہر رام پور ہی تھا۔ جس نے قائم چاند پوری، مرزا غالب، امیر مینائی، داغ دہلوی وغیرہ شعراء کو اپنی آغوش میں پناہ دی اور اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اگر رام پور میں اردو شاعری کو پناہ نہیں ملتی تو غالب کبھی غالب نہیں ہوتے۔ داغ اردو شاعری کی تاریخ میں ایک ایسا نشان بن کر رہ جاتے، جس کی کوئی شناخت نہ ہوتی۔

اس شہر نے صرف بیرونی شعراء کی ہی میزبانی نہیں کی، بلکہ ایسے شاعر پیدا کیے، جو اردو ادب کی آبرو ہیں۔

اور آج بھی ان شاعروں کا سلسلہ ختم نہیں ہوا ہے۔ اگر ماضی میں ناظم نظام وغیرہ نے اردو شاعری کے حسن کو نکھارا تو ماضی قریب میں شاد عارفی، رازیزدانی، منے میاں صابر، محشر عنایتی، حسن اقبال اپنے شہر کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ ان ہی شاعروں میں ایک نام ہے شرافت یار خاں، ہوش نعمانی، شرافت یار خاں سے ہوش نعمانی بننے کی کہانی اتنی اہم نہیں کہ ادب نواز دوستوں کو سنائی جائے۔ اس لئے کہ ہوش نعمانی نے شرافت یار خاں کی شخصیت کو اس طرح اپنی آغوش میں چھپایا ہے کہ ہوش نعمانی شرافت اور انسانیت



کا ایک پیکر بن گئے ہیں۔ ہوش نعمانی وطن دوست شاعر ہیں۔ اگر میں انہیں عاشق وطن کہوں تو کوئی ادب دوست میری بات کی تردید نہیں کرے گا۔ اس لئے کہ ہوش نعمانی کی شاعری خود اس بات کی گواہ ہے کہ ان کے ایک ایک شعر میں ہندوستان کا دل دھڑکتا محسوس ہوتا ہے۔ ایک جانب ہوش نعمانی نے اپنی غزلوں میں دیہی زندگی کی اصل تصویر پیش کی ہے تو دوسری جانب گاؤں کی بھولی بھالی اٹھڑ دو تیزہ کو شہری تہذیب کے خطرناک اثرات سے آگاہ کرتے ہوئے کہتے ہیں۔



چاندی کے چراغوں سے نہ جائے جوانی

منیٰ کے دیئے چھوڑ کے گاؤں سے نہ جاؤ

اسی طرح ہوش نعمانی نے اپنے گیتوں میں اپنے ملک کی اس تہذیب کو پیش کیا ہے جسے گاؤں کی سادہ معصوم زندگی کہا جاتا ہے۔ وہ گاؤں کی ایک ان پڑھ بھولی بھالی لڑکی کے جذبات کو گیت کا روپ دیتے ہیں جو گاؤں میں آنے والے پوسٹ مین سے اپنے محبوب کو خط لکھوانا چاہتی ہے، جو پیسے کمانے شہر گیا ہے۔

منسی کا کا تمام روپیہ

کھت لکھ دیجورے.... کسی سے نا کہیو....

ہوش نعمانی شاید رام پور ہی کے نہیں، ہندوستان کے ان گئے چنے شاعروں میں ہیں جو تقریباً پچاس سال سے ہندوستان بھر میں ہونے والے مشاعروں میں شرکت کرتے رہے ہیں اور آج بھی ان کی مقبولیت میں کوئی کمی نہیں آئی ہے، جبکہ ان کے کتنے ہی ساتھی تھک کر بیٹھ چکے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہوش نعمانی کبھی لیکر کے فقیر نہیں رہے۔ انہوں نے ہمیشہ ادب کی بدلتی قدروں کا استقبال کیا اور اپنی شاعری کے لئے قدیم روایات اور



جدید رجحانات کے درمیان ایک ایسی راہ نکالی، جس سے ان کی شاعری اپنے منفرد لہجے میں ڈھل کر ان کی ایک الگ پہچان بن گئی۔ ان کی شاعری انسانی احساس کی وہ ترجمان بن گئی ہے جو آنے والے وقت میں موجودہ دور کی سچائی پیش کرے گی۔

اگر آج اردو کے نام نہاد نقاد ان کی شاعری کو نظر انداز کر رہے ہیں تو یہ نقادوں کی کوتاہ نظری اور تنگ دلی ہے، مگر آنے والا وقت ہوش نغمائی کی شاعری کا معترف ضرور ہوگا۔ ہوش نغمائی نے زندگی کے بڑے بڑے مسائل کو اپنی غزل کے دو مصرعوں میں سمیٹ کر پیش کیا ہے۔ "ہارٹ اٹیک" ایک ایسا کربناک حادثہ ہے جس پر ہر شخص "اے کیا ہوا، ابھی تو بھلے چنگے تھے" کہہ کر رہ جاتا ہے۔ ہوش نغمائی نے اس المناک موت کی ترجمانی اپنے ایک شعر میں کی ہے:-



وہ تو بتا رہا تھا کئی روز کا سفر
زنجیر کھینچ کر جو مسافر اتر گیا

لیکن وقت کے بگڑتے مزاج اور سچائی کی مٹی قدروں نے انہیں بہت تحسنا کر دیا ہے
شاید اسی لئے انہیں کہنا پڑا ہے:-

صرف میں رہ جاؤں گا، دیوار و در رہ جائیں گے
سح اگر بولا تو رشتے ٹوٹ کر رہ جائیں گے

مگر میں سمجھتا ہوں اس احتیاط پسندی میں ہوش نغمائی کی خود داری اور شرافت پوشیدہ ہے۔ ساتھ ہی انہیں اپنی ذات اور اپنے فن پر کافی بھروسہ ہے۔ اسی لئے انہیں اپنے ایک ہم وطن ہم عصر شاعر کی طرح یہ کہنے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔

مجھے طے نہیں صدیاں نہیں گی
حفاظت سے میری آواز رکھنا



چونکہ ہوش نعمانی کو اپنے فن پر مکمل یقین ہے۔ اس لئے انہوں نے پورے اعتماد کے ساتھ کہا ہے:-

جسم تو خاک ہے اور خاک میں بل جائے گا
میں بہر حال کتابوں میں ملوں گا تم کو



اور شاید اسی احساس نے ہوش نعمانی کو اپنی شاعری کی کتابوں میں محفوظ کرنے پر متوجہ کیا ہے۔ اس لئے کہ وہ اردو دوستوں کی بے حسی سے پوری طرح واقف ہیں۔ مردہ پرستوں کی بستی میں زندگی کا احساس کون کرتا ہے۔ ہوش نعمانی کی کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں۔ ان میں شہادت نامہ کائنات، زم زم و فرات، میرا وطن، گھاؤ شہدوں کے، اندر دھنس وغیرہ ہیں۔ ادب گاہ راجپور ہوش نعمانی کی تازہ تخلیق ہے۔ ایک طویل نظم یا رام پور کے شعراء کا منظوم تذکرہ۔ یہ منظوم تذکرہ ہوش نعمانی کی اپنے شہر سے بے پناہ محبت کا مظہر ہے۔ ادب گاہ رام پور اردو شاعری کے تیسرے اسکول یعنی دبستان رام پور کے شعراء کی منظوم تاریخ ہے۔ اس تذکرہ میں کچھ کمی محسوس ہوتی ہے، جس کا اعتراف ہوش نعمانی نے خود بھی کیا ہے۔

” ادب گاہ رام پور میں تقدیم و تاخیر کا لحاظ یوں نہیں ہے کہ میرے سامنے یا میری یادداشت کے ذریعہ جو محترم نام آتے گئے ہیں، انہیں نظم کرنا گیا۔ ادب گاہ رام پور کو مکمل تذکرہ نہیں کہا جاسکتا۔ مگر میں اسے مکمل جانتا ہوں۔ میرا مقصد نئی نسل کے طالب علموں نیز ادب نوازوں تک اپنے وطن رام پور جو اردو کا تیسرا اسکول تسلیم کیا جا چکا ہے، اس کی مختصر تاریخ ادب پیش کرنا چاہتا ہوں۔“



ادب گاہِ رام پور ایک منظوم تذکرہ ہی نہیں ہے، بلکہ ایک ایسی خوبصورت نظم ہے جس کے ایک ایک شعر میں ہوشِ نعمانی کا وہ خلوص و محبت اور پیار جھلکتا ہے جو انہیں اپنے شہر کے فن کاروں سے ہے۔ انہوں نے اپنے اس تذکرہ میں جہاں قدیم شعرا کا ذکر کرتے ہوئے عقیدت و احترام کو ملحوظ رکھا ہے، وہیں اپنے ہم عصر شاعروں کے تذکرے میں بے پناہ محبت اور جذبات پیش کئے ہیں اور نئی نسل کے شاعروں کے تذکرے میں اپنی شفقت کے اظہار کے ساتھ ان کے اچھے اور روشن مستقبل کی دعا بھی کی ہے، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ ہوشِ نعمانی کے دل میں اپنے شہر کے فن کاروں کے لئے عقیدت و احترام، خلوص و محبت اور شفقت کا ایک بحر بیکراں موجزن ہے۔

ہوشِ نعمانی نے اپنے اس منظوم تذکرہ کو پرانی قدروں کا پابند نہیں کیا ہے بلکہ پوری کتاب پڑھ کر ایسا لگتا ہے جیسے کوئی خوبصورت مرصع غزل پڑھ رہے ہوں۔ میری اس بات کی تائید ادب گاہِ رام پور کے سلسلہ میں ہتھیدی نظم کے اس شعر سے ہوتی ہے۔

میرا وطن صدف سے بھرا طشتِ یم ہے

میرا وطن شبابِ غزل کا نعیم ہے

وہ اپنے تذکرے میں رام پور کے فرزند مجاہد آزادی مولانا محمد علی جوہر کے بارے میں لکھتے ہیں

جوہر جو ایک عظیم مجاہد وطن کے تھے

بلبل وہ ہند جیسے جہانِ سخن کے تھے

کہنا یہ ان کا قوم کے دل کی کلید ہے

قتلِ حسین اصل میں مرگِ نرید ہے





پائی حیات نے یہ نظر کر بلا کے بعد
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کر بلا کے بعد
سرزمین رام پور کے ایک ماہر قانون اور شاعر گھونڈ کشور شوق کے بارے میں لکھتے

ہیں

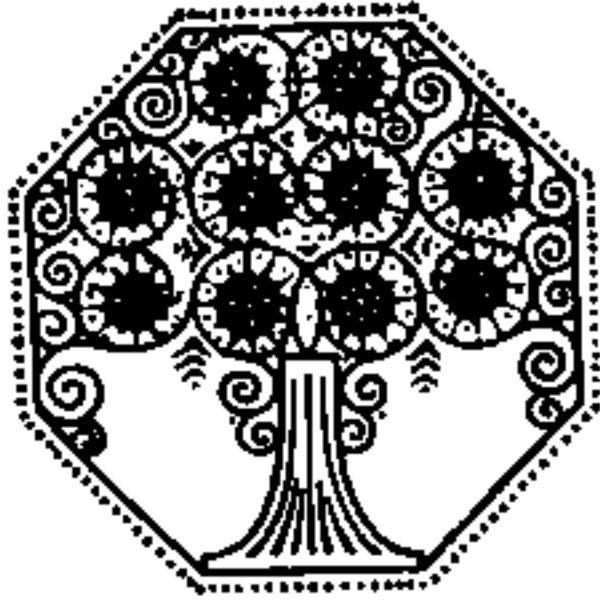


قانون داں وہ صاحب حق صاحب سخن
کرتا ہے ناز آج بھی ان پر مرا وطن
وہ فارسی کی جان رگھونند کشور شوق
وہ نعت ہائے سرورِ عالم کا ان کو ذوق
اسی طرح ہوش نعلانی مشرقی علوم کے نام و در عالم و محقق مولانا امتیاز علی خاں عرشی
صاحب کا تذکرہ بڑی عقیدت سے کرتے ہیں۔



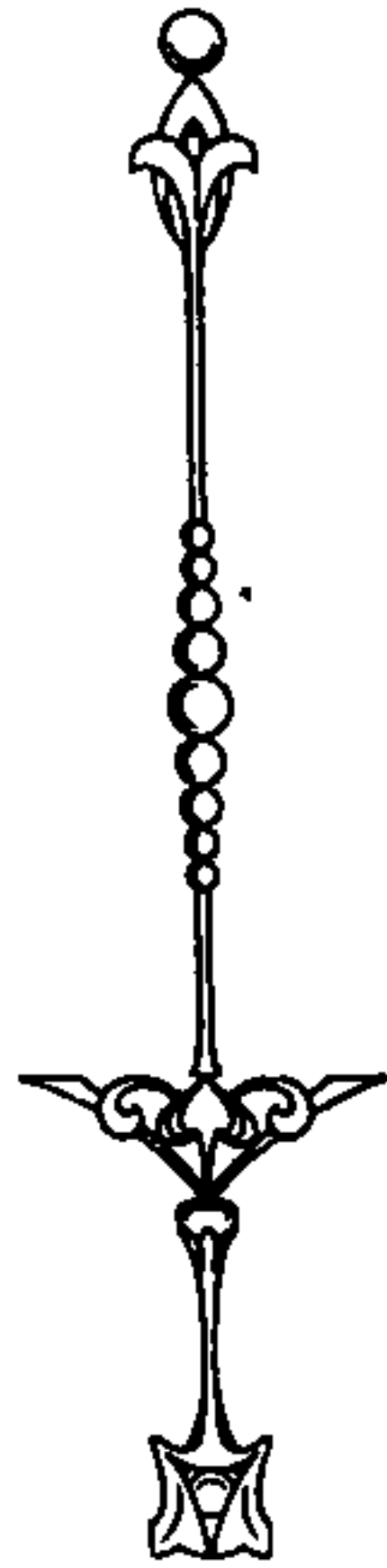
عرشی کہ ایک قلم کے سمندر کا نام ہے
عرشی جہانِ علم کے منظر کا نام ہے
عرشی زمیں پہ بارشِ انوار آگہی
تہذیب کے فلک پہ ستاروں کی رہروی
ہندوستان سے روس تک خیر کا پیام
عرشی شراب خیر سگالی کا ایک جام
نئی نسل کے نمائندہ شاعر اظہر غنایتی کے سلسلہ میں اپنی شفقت کا اظہار اس طرح کرتے ہیں۔
ذروں میں آفتاب کی کرنیں سمیٹ کر
اردو زباں کو بخشتی ہے اس نے نئی سحر





یہ ہے بقائے اردو زباں کا ضمانتی
اس نوجواں کا نام ہے اظہر عنایتی
اظہر عنایتی ہے نئی نسل کا امام
اظہر جہان شعر میں رکھتا ہے اک مقام

اس تذکرہ میں ہوش نعمانی نے شعراء کے ساتھ ساتھ رام پور کے ادیبوں، افسانہ نگاروں
کو یوں، اور صحافیوں کا ذکر بھی بڑے دلنشیں انداز میں کیا ہے۔ ادب گاہ رام پور اردو شاعری
کی تاریخ میں ایک ایسے باب کا اضافہ ہے جو آنے والے وقت میں اردو شاعری کی نئی راہوں
کا ضامن ہوگا، لیکن اس تذکرے میں ایک بڑی کمی محسوس ہوتی ہے، وہ یہ کہ اگر ہوش نعمانی
اس تذکرہ میں شامل شعراء اور ادباء کی تاریخ پیدائش اور موت کا اشاریہ بھی شامل کر دیتے
تو تذکرہ کی ایک دستاویزی حیثیت ہو جاتی۔ پھر بھی مجھے یقین ہے کہ یہ منظوم تذکرہ ادبی
حلقوں میں قدر و منزلت سے دیکھا جائے گا۔



136941

جناب شوکت علیخان (ایڈووکیٹ)

رام پور

دبستانِ رام پور کا منظوم تذکرہ



بیسویں صدی کی پانچویں دہائی کی بات ہے۔ ہندوستان کے پہلے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو کے پرائیوٹ سکریٹری او۔ پی متھانی نے ایک دن قومی رہنما اور مجاہد آزادی اچاریہ سے۔ پی کرپلانی کو ٹیلیفون کیا:

”میں او۔ پی متھانی ہوں۔ وزیر اعظم کی رہائش گاہ سے بول رہا ہوں۔“

کرپلانی جی جو اپنی غیر معمولی ذہانت اور بذلہ سخی کے لئے مشہور تھے؛ برجستہ جواب دیا۔

”میں اچاریہ کرپلانی ہوں اور اپنی ہی رہائش گاہ سے بول رہا ہوں۔“

بیسویں صدی کی آخری دہائی میں آج محسوس ہوتا ہے کہ جیسے اردو زبان کہہ رہی ہو۔

”میں زبان اردو ہوں“ اور اپنی سرزمین — دبستانِ رام پور سے بول رہی ہوں۔“

مشترکہ ہندوستانی تہذیب اور قومی یکجہتی کا دوسرا نام اردو ہے۔ اردو پیار و محبت کی

زبان ہے۔ یہ دنیا کی واحد زبان ہے جس میں دل کے لئے ساڑھے سات سول لفظ، جگر کے لئے

ساڑھے چار سو اور کم و بیش اتنے ہی الفاظ عشق کے لئے ہیں۔ ملک کی جنگ آزادی میں اردو

زبان نے ایک سپاہی کی طرح حصہ لیا اور نہتی قوم کو ”انقلاب زندہ باد“ کے لافانی نعرے



سے مسلح کر کے اس میں سرفروشی کی تمنا پیدا کی۔ بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ بابائے قوم مہاتما گاندھی نے جنوبی افریقہ کے فونکس فارم کے مقام پر ایک پرائمری اسکول قائم کیا تھا، جس میں انہوں نے خود اردو کی تدریس کا کام انجام دیا، لیکن تقسیم وطن کے بعد اردو اپنے ہی وطن میں غریب الوطن ہو گئی۔ اردو کے ممتاز شاعر آئندہ نرائن ملانے اردو کی اس افتاد کا خاکہ اس طرح کھینچا ہے۔



یہ حادثہ سال چہل و نو میں ہوا
ہندی کی چھری تھی اور اردو کا گلا
اردو کے رفیقوں میں جو مقتول ہوا
سننے ہیں کہ ملا نامی شاعر بھی تھا

آئین ہند میں اردو کو اگرچہ ایک قومی زبان کا درجہ حاصل ہے، لیکن سرزمین ہند اسکی نشوونما کے لئے خشک ہوتی جا رہی ہے۔ نامساعد حالات اور نامساعد فضاؤں کے باوجود ابھی تک جس سرزمین پر اردو کا چراغ طمطراق سے روشن ہے، اس کا نام دبستان رام پور ہے۔

ہوش نوحانی رام پور کے ممتاز اور نمائندہ شاعر ہیں۔ ان کی کئی منظوم کاوشیں منظر عام پر آچکی ہیں۔ ”ادب گاہ رام پور“ ان کی تازہ ترین تصنیف ہے۔ یہ تصنیف دراصل ”دبستان رام پور“ کے شعراء کا ایک اجمالی منظوم تذکرہ ہے۔ اس سے قبل حانصاحب نے مسدس بے نظیر اور امیر اللہ تسلیم نے تاریخ بدیع میں دیگر اہل کمال کے ساتھ بعض شعرائے رام پور کا منظوم ذکر کیا ہے۔ تحقیق اور تنقید ایک جراحی عمل ہوتا ہے۔ جس میں محقق یا نقاد کو شخصیت کی کتریہ منت کرنے اور ایذا رسانی سے مفر نہیں ہوتی۔ ہوش صاحب نے اپنی تصنیف میں توصیفی انداز اختیار کر کے عرڈل بدست آور کہ حج اکبر است“ کی توثیق کی ہے۔ اس تذکرہ میں انہوں نے تقدیم و تاخیر کی کوئی قید نہیں رکھی ہے۔ ایسا شاید اس بنا پر ہوا ہے



کہ انہوں نے پہلے سے کوئی فہرست مرتب نہیں کی، اور جو شاعر ذہن میں آتا گیا، اس کو نظم کرتے چلے گئے۔ موصوف نے حصہ بقدر جستہ کو بھی لازم قرار نہیں دیا ہے۔ رام پور کے اولین اساتذہ قائم اور مولوی قدرت اللہ شوق کا ایک ایک سطر میں تذکرہ ہے تو بعض شعرائے ہم عصر سے قلبی محبت کی وجہ سے ان کے باب میں بیس پچیس اشعار تک موجود ہیں۔ غزل کی طرح ہوش صفا کو نظم پر بھی قدرت حاصل ہے۔ رام پور سے بے پناہ محبت اور قادر الکلامی کی وجہ سے وہ برجستہ اور بے تکان اپنے خیالات کا اظہار کرتے چلے گئے ہیں۔ یہ خارجی صناعتی کا ایک، شاہکار ہے۔ یعنی اس میں مختلف افراد کی تصویر کشی کی گئی ہے۔ ان سب میں ایک بات مشترک ہے۔ یہ سب کسی نہ کسی حیثیت سے رام پور سے تعلق رکھتے ہیں اور بحیثیت مجموعی ”دبستان رام پور“ کی نمائندگی کرتے ہیں۔ ہوش صاحب نے اردو کی نئی نسل و نئی فصل کو بھی جس پیرائے میں پیش کیا ہے اس سے ان کے اس اعتماد کا اعادہ ہوتا ہے۔

ہنیں ہے نا امید اقبال اپنی کشت و براں سے
فرا نام ہو تو یہ رہی بہت فد خیر ہے ساقی

ہوش صاحب نے ادب گاہ رام پور کا آغاز دبستان رام پور کی تعریف سے کیا ہے۔ دبستان رام پور کے بارے میں یہ غلط تصور قائم ہو گیا ہے کہ جب ۱۸۵۷ء کے نتیجے میں دلی اور لکھنؤ کے ادوار ختم ہوئے تو وہاں کے شعراء کی نواب یوسف علی خاں ناظم (متوفی ۱۸۵۷ء) اور نواب کلب علی خاں نواب (متوفی ۱۸۵۷ء) نے قدر افزائی اور سرپرستی فرمائی اور جب یہاں دلی اور لکھنؤ کے دبستانوں کے نمائندہ شعراء آئے، امیر اور جلال کے باہمی مقابلے ہوئے تو ایک تیسرا اسکول ”دبستان رام پور“ معرض وجود میں آیا۔ جو ہندوستان بھر میں مقبول ہوا۔ رام پور کے بابہ ناز ادیب شاعر جناب شبیر علی خاں شکیب کا تحقیقی مقالہ ”رام پور کا

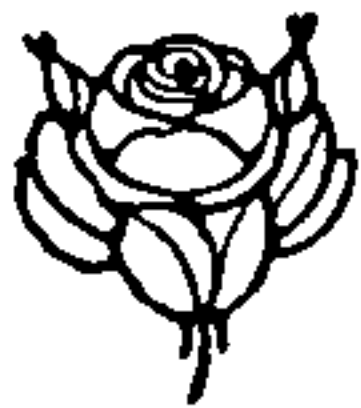


دبستان شاعری " اس تصور کی مدلل نغی کرتا ہے۔ اس مقالہ کا ایک حصہ حال ہی میں رضا لائبریری جنرل ۱۹۹۵ء میں " رام پور کے دبستان شاعری کی ایک جھلک " کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ جس کا ما حاصل یہ ہے کہ رام پور شہر ۱۹۶۴ء میں آباد ہوا اور نیا دارالریاست " قرار پایا، تو دلی کے چار منتقدین اساتذہ میں سے سو دا اور بیر نے اودھ کا رخ کیا۔ قائم چاند پوری رام پور آ گئے، اور درو دتی میں ہی ہے۔ قائم اور ان کے شاگردوں اور دوسرے کئی شعرا کے ذریعہ یہاں بزم سخن آراستہ ہوئی۔ دور اول (۱۹۶۴ء تا ۱۹۶۸ء) میں ہی ان اساتذہ کے شاگردوں استاد کرم غفلت اور استاد طالب شبرانی وغیرہم نے اسے جلا بخشی۔ اسی دور میں جرات کے شاگرد شاہ رؤف رافت مجددی اور ان کے شاگرد غلام نبی، عبرت اور قربت تخلص (متوفی ۱۹۸۴ء) نے قائم کے مقبول عام رنگ میں جرات کے نکھرے ہوئے رنگ کی آمیزش کی۔ عزت نے جب حسب ذیل شعر کہا تو نظام اور دانے نے ہوش بھی نہیں سنبھالا تھا۔



دیکھ آئینے میں وہ زلف دو تا کہتے ہیں
لوگ سچ کہتے ہیں اس کو جو بلا کہتے ہیں

دوسرے دور میں جب ۱۹۶۸ء میں نواب یوسف علی خاں ناظم، تسکین دہلوی، موجد، عنایت، بیتاب، سروش اور عبرت جو مومن کے شاگرد تھے رام پور آ گئے تو مومن کے خالص رنگ تغزل نے رام پور کے ماحول شعرو سخن کو کافی حد تک متاثر کیا۔ مصحفی کے شاگرد بیمار نے اس میں مزید اضافہ کیا۔



سانس آہستہ لیجیو بیمار
ٹوٹ جائے نہ آبلہ دل کا

عرض ۱۹۶۴ء قیام رام پور سے ۱۹۵۶ء کے انقلاب تک اسی برس کے عرصہ میں مقامی



اور دلی اور لکھنؤ کے اثر سے رام پور میں اسی طرح ایک دبستان وجود میں آیا۔ جس طرح لکھنؤ میں اسی مدت میں دبستان لکھنؤ بنا۔

۱۸۵۷ء کے بعد آئے، امیر مینائی اور جلال وغیرہم جیسے رام پور آئے تو یہاں کے رنگ سخن سے متاثر ہوئے اور اپنی خداداد صلاحیتوں سے اس رنگ کو مزید نکھارا۔

دلی اور لکھنؤ کے دبستانوں پر باقاعدہ کام ہو چکا ہے، لیکن "دبستان رام پور" پر ابھی تک کوئی تصنیف منظر عام پر نہیں آسکی ہے۔ شکیب صاحب کا مقالہ کتابی شکل میں چھپ جائے تو یہ ایک بڑا کام ہو جائے۔ "ادب گاہ رام پور" اس سلسلہ میں ہوش صاحب کی پہلی جامع منظوم کاوش ہے، جس کے لئے وہ قابل مبارک باد ہیں۔ وہ ان کی فنکارانہ صلاحیتوں کا منظر ہے۔

ادب گاہ رام پور کی ایک اور خوبی جو اس کو شرف قبولیت عطا کرے گی، وہ یہ ہے کہ اس میں شعراء کے ساتھ ساتھ نثر نگاروں اور ہندی کے کویوں کا بھی احاطہ کیا گیا ہے۔ اس اعتبار سے یہ سرزمین رام پور کے جملہ ادیبوں اور شاعروں کا تعارف پیش کرتی ہے۔ مجھے قوی امید ہے کہ ادبی حلقوں میں اس تصنیف کی پذیرائی ہوگی۔





جناب مرتضیٰ ساحل تسلیمی

رام پور

ایک وسیع القلب شاعر

ہوش نعمانی

”میں جو کچھ بھی کہوں گا پچ کہوں گا پچ کے سوا کچھ نہیں کہوں گا۔“ اور پچ اس لئے کہوں گا کہ محترم ہوش نعمانی کی واردات شعر گوئی کے سلسلے میں کئی سال تک ”موقع کا گواہ“ ہونے کا شرف رکھتا ہوں۔ یہ پندرہ سال قبل کی بات ہے کہ جب ہوش صاحب نے عارضی طور پر رہائش اختیار کر کے میری گلی کو عزت اور مجھے شفقت بخشی تھی۔ ہوش صاحب آج کی طرح ان دنوں بھی مصروف ترین شاعر تھے، لیکن تب وہ تقریباً اتنا ایسے شاعر تھے جو سارے ہندوستان میں ”ادب گاہ رام پور“ کی نمائندگی کر رہے تھے، ان دنوں میں بھی آج جیسا مصروف نہیں تھا چنانچہ ان کی صحبت سے خوب خوب فیضیاب ہونے کا موقع ملتا تھا۔

ہوش نعمانی صاحب بلاشبہ عظیم شاعر ہیں۔ انتہائی قادر الکلام اور زود گو شاعر ہیں۔ میں نے قدیم شعراء کی زود گوئی کے واقعات ادبی کتب میں پڑھے تھے، لیکن ہوش صاحب کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ ایک نشست میں مرثیے کے پچیس تیس بند اس طرح کہنا، جیسے نزول ہو رہا ہو، میرے لئے حیرانی کی بات تھی۔ ان دنوں ”زم زم و فرات“ کتابت کے لئے تیار ہو رہی تھی۔ کبھی کبھی قلم اور کاغذ میرے ہاتھ میں ہوتا اور چائے کا کپ ہوش صاحب کے ہاتھ میں۔

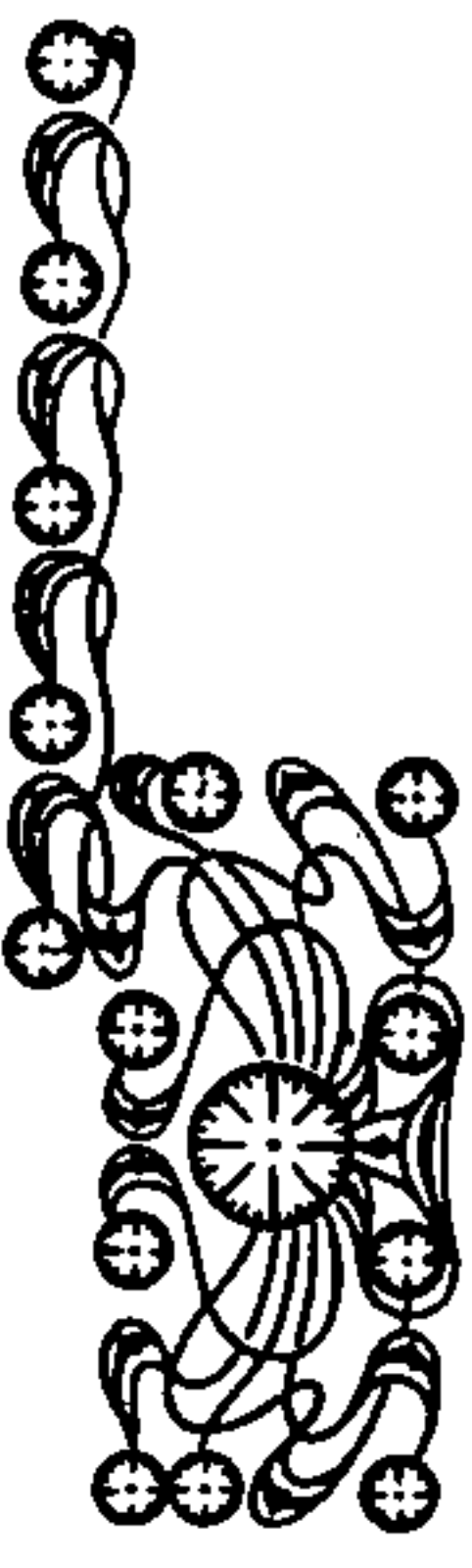


ایسا لگتا تھا کہ الفاظ کے ہار پہنے مصرعے قطار در قطار صفحہ قرطاس پر آنے کے لئے بے قرار ہوں، اور یہ کمال محض مرثیہ تک ہی محدود نہیں تھا۔ انھیں نزل، نعت، منقبت اور قصیدے پر بھی اسی قدر دسترس حاصل تھی۔ اسی زمانے میں منظوم سہرے اور خصتی کو صنف کی حیثیت عطا کی۔ ہزاروں سہرے اور رخصتیاں کہیں۔ بیرونی مشاعروں سے واپس آنے کے بعد شہری احباب کے بھیجے ہوئے شادی کے دعوت نامے کھولتے، اُن سے منسلک نوشتہ یا عروس اور ان کے قریبی اعزہ کے ناموں کی سہلپ نکالتے اور ایک ہی نشست میں یکے بعد دیگرے رخصتی اور سہرے نظم کر کر کے انہی لفافوں میں رکھتے جاتے۔ اس صنف میں جو ملکہ انہیں حاصل ہوا کسی اور کو نہ ہو سکا۔ یہ طے کرنا تنقید نگاروں کا کام ہے کہ ہوش نعمانی نزل کے اچھے شاعر ہیں یا مرثیہ و منقبت و قصیدے کے۔ میں نے ہر صنف میں اُن کی شعری تخلیقات سنجیدگی سے پڑھی ہیں اور مجھے وہ ہر صنف میں باکمال محسوس ہوئے ہیں۔ البتہ اپنے فکری رجحان اور ذوق کی وجہ سے ان کی غزلیں مجھے سب سے زیادہ پسند ہیں۔ جن میں زبان کی لطافت، لہجہ کی جاذبیت، جذبے کی صداقت اور عصری حیثیت خوب خوب ہے۔

محترم ہوش نعمانی کی شاعری کا احاطہ دو صفحات میں کجا دو سو صفحات میں بھی ممکن نہیں ہے اور یہاں یہ شروع بھی نہیں ہے۔ میرے سامنے ادب گاہ رام پور کا منظوم مسودہ ہے جو شعرائے رام پور کی مختصر تاریخ ہے اور تعارف بھی۔ یہ تو سمجھی کہہ سکتے ہیں کہ ”خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں فرمانے والے میں“ مگر ”مرے ہم عصر میرے شہر کے شاعر سب اچھے ہیں“ کہنے کے لئے بڑا ظرف اور وسیع قلب چاہیے۔ ہوش نعمانی چونکہ خود بلند قامت ہیں اس لئے دوسروں سے جھک کر ملتے ہیں۔ کسی سے حسد نہ رقابت، کسی سے



معاصرانہ چشمک اور نہ ہی کسی گروپ بندی کے گنہ گار۔ وہ اپنی ذات میں خود انجمن ہیں اور کئی انجمنیں ان کے نام سے وابستہ ہیں۔ وہ صرف شاعر ہی نہیں شاعر ساز بھی ہیں۔ زیر مطالعہ کتاب ”ادب گاہ رام پور“ میں اپنے ہم عصر، ہم وطن شعراء کا تعارف جس خلوص سے انہوں نے کر دیا ہے۔ وہ بڑی اعلیٰ ظرفی اور دل گردے کا کام ہے۔ نوجوان شعراء کی جو حوصلہ افزائی اس کتاب میں کی گئی ہے اس کے لئے نئی نسل کے ان شعراء کو ہوش صاحب کا ممنون ہونا چاہیے۔ بہر حال اگر شفقت، محبت، مروت، مہمان نوازی، ہمدردی، رواداری، انکساری اور خاکساری جیسی صفات اگر کسی ایک شخص میں جمع ہیں تو وہ ہے۔ ہوش نعمانی





قطعات

ڈاکٹر فرید صیدی

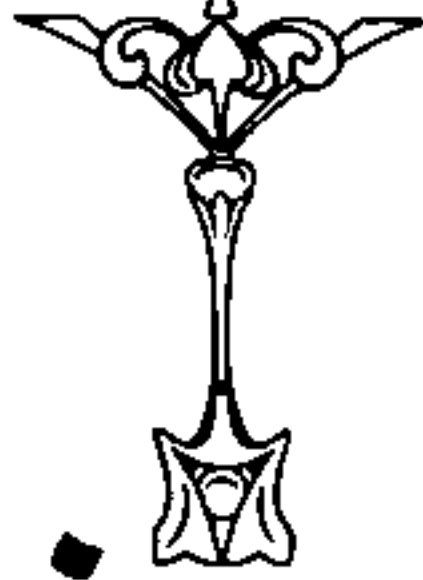
ادب برائے ادب نیک فال بن جائے
زوال جس کو نہ ہو وہ کمال بن جائے
دُعایے میری کہ تخلیق ہوش نعمانی
جہاں نظم میں ضرب المثال بن جائے

اک فکر رہ گزر ہے ادب گاہِ رام پور
تخلیق کا سفر ہے ادب گاہِ رام پور
یہ نظم شاعری کی بھی معراج ہے فرید
بس ہوش کا ہنر ہے ادب گاہِ رام پور

ہر اک زبان پہ جس کا کلام ہے وہ ہوش
ہر اک کتاب ورق جسکے نام ہے وہ ہوش
وہ شاہکار ادب اک مصورِ فطرت
جہاں شعرو سخن کا امام ہے وہ ہوش



باب اول



دربار سے منسلک بیرونی اساتذہ کا تذکرہ

ادب گاہ رامپور



میرا وطن دیارِ سخنِ خلدِ فن ہے ہوش
میرا وطن زبانِ وادبِ کاچن ہے ہوش
میرا وطن صدف سے بھرا طشتِ سیم ہے
میرا وطن شبابِ غزل کا نعیم ہے
اُردو ہے جس کا نام وہ میرِ وطن میں ہے
اور اس طرح کہ جیسے زباں ہر ذہن میں ہے
شامِ اُردو نے شمعِ اودھ سوئپ دی ہمیں
نجدِ دکن نے لیسلی فکرِ ولی ہمیں
ہم آج بھی امانتِ ملت کے ہیں امیں
اُردو کے ہم ہیں اُردو ہماری ہے بالیقین
ماضی میں بھی بکند رہا ہے ہمارا مہر
دنیلے نظم و نثر کی بن کر ہے سحر

ڈنکا جہان بھر میں ہماری زباں کا ہے
جو تیرے غزل میں ہماری زباں کا ہے



قائم مرے وطن میں اساس سخن ہیں ہوش
بانی نظم و شعر و غزل کا چمن ہیں ہوش
قائم شہ کمال ہیں شاہ فنون ہیں
قیس قلم ہیں علم و ادب کا جنون ہیں
قائم نہ تھے تو کچھ بھی نہ تھا میرے شہر میں
چرچا ادب کا ان سے ہوا میرے شہر میں
شہ بی بی کے محل کے قریب ان کا ہے مزار
وجہ بہار خامہ ہیں درج بے بہار
تربت بھی ان کی ہم سے بنائی نہیں گئی
یہ بات اہل خیر میں لائی نہیں گئی

قیام الدین محمد قائم
۱۹۹۸ء



مولوی قدرت اللہ شوق
۱۹۹۸ء

میرے وطن کو شوق نے اپنا وطن کہا
دنیا نے رام پور کو دنیائے فن کہا



آشفته کا چلن بھی قیامت کا تھا چسپن
ہر وقت شعر و شاعری میں رہتے تھے مگن

عبدالرشاد خاں آشفثہ
○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

○○○○

نواب میم یار خاں صاحب سخن امیر
ان کا ہر ایک شعر صداقت کا ایک تیر

نواب محمد یار خاں امیر
○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

○○○○

شاعر کبیر ویسے بھی حاذق حکیم تھے
ہر صنفِ شاعری کے وہ یعنی عظیم تھے

حکیم کبیر علی انصاری کبیر
○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

○○○○

عبرت بھی تھے حکیم ضیاء آپ کا تھا نام
قابو میں جان و دل کرے کچھ ایسا تھا کلام

حکیم میر ضیاء الدین عبرت
○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

عشرت کہ جن کا میر غلام علی تھا نام
ان کا ہر ایک شعر تھا شمشیر بے نیام

میر غلام علی عزت
○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

○○○○

شاعر کئی زبانوں کے ذوقی تھا جن کا نام
وہ ذوقی رام جن کا ہے باغیچہ ذوقی رام

لالہ ذوقی رام حسرت
○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○



حسرت تے لکھا فارسی میں بیشتر کلام
ہم عصر شاعروں میں بڑا ان کا تھا مقام



نصرت خان یعنی کہ سلطان ذی شعور
ان کی غزل میں عشق و محبت کا ہے سرور
بازار ان کے نام سے مشہور اب بھی ہے
خوش فکر نوجوانوں کے معرور اب بھی ہے

نواب نصرت خان سلطان



مرزا محمد اکرم برلاس آشنا
ان جیسا واقعی ہی نہ تھا کوئی دوسرا

مرزا محمد اکرم برلاس آشنا



بے جان کا بھی اسم بڑا جاندار ہے
ان کے یہاں غزل سے بلا کا دلار ہے

عزت خان بے جان



رفعت کہ جن کا مولوی جیلانی نام تھا
استاد شاعروں میں بھی ان کا مقام تھا

مولوی غلام جیلانی رفعت



اسم عطا قریشی غیس لب پہ آگیا
تحریر میں مری عجب انداز آگیا

حکیم عطار اللہ قریشی غین



مولوی محمد اکرم دہلوی

اکرم جو دہلوی ہیں مگر واہ، واہ، واہ
میرے وطن نے ان کو عطا ایسی کی پناہ



محمد عباس خاں عباس

عباس خاں سخن کے بھی عباس ہی ہے
بازارِ شاعری میں وہ الماس ہی ہے



ذیاب احمدیہ خاں افسر

نواب یعنی حضرت افسر کی ذات بھی
اردو زبان ہی کے لئے جیسے وقت تھی



محمد مستقیم خاں وسنت

اوپچی تھی مستقیم خاں وسنت کی بات بھی
حد درجہ محترم ہی رہی ان کی ذات بھی



اخوندزادہ احمد خاں غفلت

غفلت کی شاعری میں ہے جادو زبان کا
ثنائی نہیں ہے ان کے کلام و بیان کا



مولوی اللہ داد طائب

طائب کہ مولوی بھی ہیں اور اللہ داد بھی
شاعر بھی اہل علم بھی محفل نثر اور بھی





کریم اللہ کرم
 ﷺ

خوش فکر و خوش نظر کریم اللہ خاں کرم
 اردو زبان ان سے یہ اردو سے تھے بہم



بہر محبوب علی مفلس
 ﷺ

مفلس تو صرف نام کے محبوب میر تھے
 خود تھے کڑی کمان تو شعرا کے میر تھے



نواب احمد علی خاں رند
 ﷺ

احمد علی خاں رند تھے نواب ذی وقار
 اوریوں بھی شہر علم کے تھے آپ شہر یار



محمد کبیر خاں تبسم
 ﷺ

تسلیم تھے جناب محمد کبیر خاں
 علم و یقین و عقل و خرد کا حسین جہاں



حبیب البنی خاں مجددی رقتا
 ﷺ

رقت مجددی تھے جدید ان کا رنگ تھا
 ان کے لیے کوئی بھی نہ مضمون تنگ تھا



کرامت اللہ شہیدی
 ﷺ

خان کرامت اللہ شہیدی کا راستا
 اک ایک صنف شاعری سے جا کے مل گیا





شاہِ رووف احمد مجدوی رافق
 و شاعر و شاعر

شاہِ رووف احمد رافق مجدوی
 فنِ وادب کی راہ گزائے تھے زندگی

غلام نبی خاں غزبت
 و شاعر و شاعر

غزبت کہ تھے غلام نبی خاں باشعور
 ان کی غزل میں صرف محبت کا تھا سرور

میر حسن تسکین
 و شاعر و شاعر

تسکین یعنی میر حسن شانِ شاعری
 ان کی تلاشِ فکر میں گزری ہے زندگی

میر احمد علی رسا
 و شاعر و شاعر

احمد علی رسا کا بھلا کیا جواب ہے
 ان کا کلام مرکزِ حسنِ شباب ہے

صاحبزادے جو اس علی خاں بیتاب
 و شاعر و شاعر

بیتاب کو سکون زبانِ وادب میں تھا
 انہیں وہی نہیں تھا کہ جو اس وقت میں تھا

صاحبزادے عنایت عین خاں غزبت
 و شاعر و شاعر

اشعار میں جنابِ عنایت کے کیا نہ تھا
 تاہم ان کی فکر میں ایک باغِ سا رہا





شاعر سروش حضرت عبد الوہاب خاں
لفظوں میں ان کے ہوتے تھے معنی نئے نہاں

صاحبزادے عبد الوہاب خاں سروش



اصغر تخلص اصغر علی خان کرتے تھے
جام عروض میں یہ نیارنگ بھرتے تھے

اصغر علی خاں اصغر



حسنت علی خاں موجد صدرنگ شاعری
باطن میں بھی وہی تھی جو تھی ذات ظاہری

حسنت علی خاں موجد



عالی جناب سید رزاق شاہ فقیر
اور آگہی ذہن میں لیکن بڑے امیر

سید شاہ عبد الرزاق فقیر



نمگین اور شفقت و احمد اساتذہ
کر سکتا انہیں کوئی نہیں کچھ موازنہ

عبد القادر خاں نمگین
سید نجف علی شفقت

میر احمد علی شاہ



شاہانِ رامپور

شاہانِ رام پور تھے شعر و ادب کی جان
 اچھے سخنوروں کا وہ رکھتے تھے خوب مان
 سب اپنے اپنے عہد میں شاعر نواز تھے
 ہر اہل علم کے لئے در ان کے باز تھے
 مہمان خانے اہل سخن سے بھرے ہوئے
 جیسے چمن ہوں سر و سخن سے بھرے ہوئے
 ان میں کئی کلام و سخن کے امیر تھے
 لیلیٰ فکر و زلفِ غزل کے امیر تھے



احمد علی خاں زندگی غزلوں میں تھا سرور
 یعنی کہ یہ تھے ساتویں نوابِ رام پور

نواب احمد علی خاں زندگی



یوسف علی خاں تھے نویں نواب ذی شعور
ناظم تخلص آپ کا شہرت تھی دور دور

نواب یوسف علی خاں ناظم

نواب حاجی کلب علی خاں کی بات کیا
ہے ان کی شاعری میں تصوف کا باغ سا

نواب کلب علی خاں

حامد علی خاں رشک نے وہ گل کھلائے ہیں
اپنے معاصرین کو حیرت میں لائے ہیں

نواب حامد علی خاں رشک

خان رضا علی نے تخلص ”رجا“ رکھا
ہندی سے چونکہ ان کو بلا کا لگاؤ تھا

نواب رضا علی خاں رجا

رفعت زمانی صاحبہ عصمت کا ہر کلام
میخانہ قافی و عسرفی کا ایک جام
نوحہ، قیصرہ، مرثیہ و منقبت ہر سلام
ان محفلوں میں بھی بہت اونچا تھا ان کا نام

رفعت زمانی صاحبہ عصمت



آئے ہیں میرے شہر میں جو بھی اساتذہ
 راس آئی اُن کو مُصطفیٰ آباد کی ہوا
 پائے ابیر چومنے آزادیاں چلیں
 پھولوں کا نم لئے ہوئے پروایاں چلیں

ظفر علی ابیر

میں مثنوی خاندان کو یہیں سے ملا عروج
 ایوان شاعری میں بلند ان کے ہیں بروج

ابیر مثنوی

بیمار کو یہیں سے ملی صحت دوام
 بزمِ زباں میں آج بھی روشن ہے جن کا نام

شاہ علی بخش بیمار

میرے وطن کو خوب سراہا جلال کو
 شاعر کو، اس کی شان کو، فن کو، کمال کو

جمال

شہرت کا نور پاگئے استاد فن مینر
 اور ماہتاب بن کے ہے آسمان گیر

مینر

تسلیم کو بھی ہند نے تسلیم کر لیا
 ان کو مرے وطن نے بڑا مرتبہ دیا

تسلیم



آئے قلق تو صرف تخلص رہا قلق
ان پر نشاط و عیش کی چھائی رہی شفق

قلق

عزت تھی جان صاحبِ نازک خیال کی
قائم ہر ایک بزم میں تھی ان کی برتری

جان صاحب

دلی میں داغ بعد ظفر ایک خواب تھے
میرے وطن میں آئے تو کھلتا گلاب تھے

داغ و ہوی

استادِ بحر بن کے رہے جانِ رام پور
تکریم ان کی کرتے ہیں خاصانِ رام پور

شہزاد سے بیجا

رہتے تھے شاہزادے جیامیرے شہر میں
شمعِ شہ ظفر کی ضیاء میرے شہر میں



غالب کے فن کو میرے وطن سے جلا رہی
تخیل و طرزِ نوشتہ کو رنگیں ضیاء رہی

مرزا غالب

مضطر نے خیرباد کہا خیر آباد کو
مجبور کر کے رکھ دیا شاہوں کی داد کو

مضطر خیر آبادی



میرے وطن کے رنگ تغزل کے تھے قتیل
اور رام پور آ کے رہے حضرت حبیب

قتیل
حبیب مانگ پوری

(۱۰)

ہو کہ رہا کلام رسا ہند میں رسا
عابد حسین اوج کو بھی اوج ہی ملا

پیر احمد رسا
عابد حسین اوج



شاداں کو دیکھتا رہا شاداں کا بلگرام
اُن کو ملا جو مصطفیٰ آباد کا پیام
اس درجہ فن پناہ رہا ہے مرا وطن
ہر فن کی جلوہ گاہ رہا ہے مرا وطن
المختصر کہ سیکڑوں اہل ہنر ہے
میرے وطن کی آنکھ میں بن کر سحر ہے
اے رام پور مصطفیٰ آباد زندہ باد
اے حاصل وراثت اعداد زندہ باد
تا حشر تیرے سر پہ ہے تاج شاعری
تقسیم تیرے در سے ہو ہر علم و آگہی

شاداں بلگرامی





بند باب دوم



اس صدی کے نامور مرحوم شعراء کا تذکرہ



ادب کا
رام پور



حال اس صدی کا مختصراً نظم کر چلوں
ماضی کو تیرگی سے اُجالے میں لاسکوں
مرحوم اساتذہ کا بھی کچھ ذکر چاہیئے
اے ہوش اس طرف بھی ذرا فکر چاہیئے

صوفی بزرگ بید عالی نظام شاہ
جن کا کلام جن کی غزل واہ واہ واہ

بید نظام شاہ

میر احمد رتسا کو بھلا کون بھول جائے
اس بارگاہِ علم میں میرا قلم نہ جائے

میر احمد رتسا



اب اُن کا ذکر جن پہ زمانے کو نماز تھا
محمود تھا وہ خود ہی وہ خود ہی ایاز تھا
وہ عہد ان کا عہد وہ دور اُن کا دور
ان کا طریق ان کا عمل اور ان کا طور
بس اُن کی خانقاہ میں سارا جہان تھا
ہاں دیکھنے میں ایک شکستہ مکان تھا
غالب یہاں پہ آکے قدم بوس ہو گئے
بس میرزا جمال قلندر میں کھو گئے
تکریم اُن کی کرتے تھے تو اب رام پور
لیکن ہمیشہ وہ ہے شاہی سے دور دور
تاریخ گوئی میں بد طولی لئے ہوئے
یوں فی البدیہہ جیسے کبھی کے کہے ہوئے
تاریخ کا کمال ہو جس کو بھی دیکھنا
مسجد جو موتی نام کی ہے اس پہ ہے لکھا
ہے کتنا اختصار میں تاریخی مادہ
محراب درپہ کندہ ہے بس خانہ خدا
نام اُن کا لو تو ہونٹ بھی ہو جائیں قنقد
صوفی بزرگ سید منصور ڈھانا بند

میاں منصور شاہ صاحب ڈھانا بند



ہادیٰ خاں وفا
میں ہمیں ہمیں

اک شاعر بزرگ بڑے مرد باصفا
ہادیٰ تھا نام نزم سخنداں میں تھے وفا

۞

جبار آصفی
جبار آصفی

جبار آصفی کا بلندی پہ نام تھا
سارا کا سارا فارسی ہی میں کلام تھا

۞

نجم الغنی خاں نجفی
نجم الغنی خاں نجفی

نجم الغنی خاں نجفی، مؤرخ تھے بے پناہ
اور شاعری میں بھی رہی ان کی حسین راہ

۞

مولوی غیاث الدین عزت
مولوی غیاث الدین عزت

غیاث دین مولوی عزت کی آبرو
کس کی مجال اُن سے کرے کوئی گفتگو
اس کا ثبوت اُن کی غیاث اللغات ہے
دنیا میں جس لغات کی اپنی ہی بات ہے

۞

کچھ جانشینِ دانغ کا بھی تذکرہ چلے
اردو زباں کے بانغ کا بھی تذکرہ چلے
کشتی شاعری کے یہی ناخدا تو تھے
استاد تھے اساتذہ کے رہنا بھی تھے

۲۹



تھا ہند بھر میں حضرت محمود کا وقار
تھا اُن کے دم سے حُسنِ غزل میں عجب نکھار
مرحوم اگرچہ حضرت محمود ہو گئے
اشعار اُن کے زندہ ہیں اب بھی جگمگاتے

حضرت محمود



میرالاساتذہ تھے جناب رشید خاں
علمِ عروض حُسنِ تغزل کے اک جہاں

استاد رشید خاں



حضرت وفا جیاتی ضعیف اور ناتواں
پڑھتے تھے شعر جیسے پڑھے کوئی نوجواں

وفا جیاتی



استاد فن جناب ابوطاہر مجددی
اُن کا بھی اپنے عہد میں ثانی نہ تھا کوئی

ابوطاہر مجددی



اشک اپنے آپ میں تھے خود اپنی ہی اک مثال
اُن کی غزل کہ جیسے چمن زار میں غزال

صاحبزادے اچھن صاحب اشک



شبیر نتھے صاحبِ خوش خُلق کا تھا نام
دربار آپ کا شعراء کے لئے تھا عام

شبیر علی خاں شبیر



ولایت حسین خاں اثر

حضرت اثر تھے یعنی ولایت حسین خاں
رہتی تھی اُن کے دل میں غزل بنکے میہماں



عندلیب شادانی

شادانی عندلیب گلستان شاعری
وہ اپنے آپ میں تھے دبستان شاعری



عشرت رحمانی

شاعر جناب عشرت رحمانی کی غزل
اس دور میں بھلا کہاں ان جیسوں کا بدل



مولانا محمد علی قوہر

جو تھر جو اک عظیم مجاہد وطن کے تھے
بلبل وہ ہند جیسے جہان سخن کے تھے
کہنا یہ ان کا قوم کے دل کی کلید ہے
« قتل حسین اصل میں مرگِ زید ہے »
پانی حیات نے یہ نظر کر بلا کے بعد
" اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کر بلا کے بعد "
بے مثل و بے نظیر محمد علی کی ذات
آنادی وطن کے لئے وقف تھی حیات
آنادی کی اساس ہیں شاہ ظفر کے بعد
آغاز پھر سفر کا ہوا اس سفر کے بعد



انگریز ڈکشنری کی ترازو میں تولتے
انگلش میں ایسے لفظ بھی جو ہر تھے بولتے
آئے نہ پھر غلام وطن میں وہ لوٹ کے
محشر تلک کو بیت مقدس میں جا بسے



حیدر حسین رکھتے تخلص تھے کترین
خم رکھتے آستانہ اردو پہ یہ جبین

حیدر حسین کترین



شاعر کہ اک وزیر محمد وزیر تھے
وہ گیسوئے غزل کے پرانے ایسر تھے

وزیر حسین وزیر



ماہر عروض کے تھے محمد علی اثر
تاریخ پر ادب کے تھی ان کی بڑی نظر

محمد علی خاں اثر

شعر و ادب پہ اُن کا جو منشور کام تھا
کٹوں میں میں نے دیکھا ہے اسکو بھرا ہوا



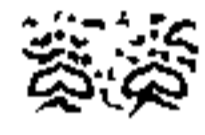
احمد علی خاں شوق بڑے پُر بہار تھے
اُن پر غزل تھی اور وہ غزل پر نثار تھے

احمد علی خاں شوق



بشیرِ درانی

حافظ تمام غزلوں کے اپنی بشیر تھے
درانی اپنے نام کے لکھتے تھے سامنے
لکھے پڑھے نہ تھے مگر اتنے تھے ہوشمند
چرخِ ادب پہ رکھتے تھے تخیل کی کند
رہتا تھا بزم بزم میں چرچا بشیر کا
ہر شعر ان کا ہوتا غزل سے رچا بسا



حکیم الطاف علی خاں الطاف

الطاف خاں حکیم جو میلاد خواں بھی تھے
شاگرد ان کے شہر میں کچھ لہجواں بھی تھے



مولانا محمود شفق

حضرت شفق ستارہ کے مالک مدیر بھی
ان کی قلم کے ساتھ ہی بس زندگی کٹی



ضبطِ ربانی

ربانی ضبط ویسے تو نابینا تھے مگر
ان کا کلام کرتا تھا دل پر بہت اثر



صفدر شمس

تھی لاجواب صفدر شمس کی ذات بھی
عشق رسول پاک میں تھی ساری شاعری





مولانا وجیہ الدین احمد خان وجیہ

شاعر تھے نعت و حمد کے قبلہ و جیہ دیں
 وہ مولوی کہ ہند میں ثانی نہ تھا کہیں
 تقریر وہ کہ جیسے کہ دریا رواں دواں
 تحریر وہ کتابیں ہوں اک لفظ میں نہاں
 وہ مدرسہ دیا مرے ہندوستان کو
 سیراب کر رہا ہے جو سارے جہان کو
 سارے عرب کے سب فصحاء میں سے انکا نام
 اردو زبان میں کیا عربی میں بھی ہے کلام
 تھا واعظین وقت میں اونچا بہت مقام
 ہوتے تھے الوداع میں عیدین میں امام
 اے درس گاہ جامعہ فرقانیہ کے میرا
 لاکھوں سلام تجھ پہ ہوں اے علم کے منیر



یہ نثر زیدی

فاضل اساتذہ میں شرف زیدی تھے شمار
 شہر سخن میں گویا تھا ان کا ہی اقتدار
 شاگرد ان کے آج کے استاد وقت ہیں
 یعنی کتاب عصر میں روداد وقت ہیں
 ترتیب دے گا جو کوئی تاریخ رام پور
 ذات شرف پہ لکھے گا وہ سینکڑوں سطور

مشہور ایک قصہ بھی حضرت شرف کلہے
 ساز ادب کو ملتی ہے جس سے کہ ایک لے
 ثابت ہوا کہ اصل مجاہد غزل کے تھے
 طبعاً جناب حضرت غالب کے دل کے تھے
 اس طبع کا شرف نے کیا یوں مظاہرہ
 گھرنیچ کر انہوں نے کیا تھا مشاعرہ
 دل سے مٹا سکے گا نہ کوئی شرف کا نام
 اے ہوش ان کی رُوح کو پہنچے مر اسلام



یوسف علی خاں مال کے حاکم بھی تھے یہاں
 اردو تھی رُوح فارسی تھی جیسے اُن کی جاں

یوسف علی خاں مال کے حاکم بھی تھے یہاں



منشی بزرگ یعنی کہ طوفاں سخن کے تھے
 بالکل سفید ریش تھے دوہرے بدن کے تھے
 ہوتنگ قافیہ تو یہ لفظوں کو بھونک دیں
 ہوٹل کو یہ بٹل کریں بوٹل "بٹل" کریں

منشی طوفاں سخن





افق بھارتی

تھے قافیہ گر ایک اُفق بھارتی یہاں
افسوس وہ بھی ہو گئے اک بھولی داستان
چلتا تھا دور چائے کا پڑھتے تھے جب اُفق
پچیس آتیس شعروں میں تھکتے تھے کب اُفق



شبین میاں عروج

شبین میاں عروج بھی شاعر تھے باکمال
سید تھے پھر بھی آتا نہیں تھا کبھی جلال



فکر یزدانی

شاعر جو فکر تھے انہیں یزدانی کہتے تھے
دن بھر وہ چلتے پھرتے تھے یاروں میں لہتے تھے
اک شعر ان کا تیر کے کھاتے میں جا ملا
ثابت نہیں ہے پھر بھی نہیں کوئی مانتا
مفہوم شعر اپنے میں لفظوں میں ڈھال کر
کرتا ہوں پیش اُن کو جو ہیں صاحب نظر
وہ آئے صرف اتنا تو دیکھا ہے فکر نے
چلتے چراغوں میں پھر اُجالے نہیں ہے



شمس شادانی

شاعر رباعیات کے شادانی شمس تھے
افسوس وہ بھی پاک ستاں جا کے بس گئے



چھنو خاں برق
 WWWW

چھنو خاں برق بھی بڑے عاشق مزاج تھے
 لیکن یہ محفلوں سے سدا دور ہی رہے



انجان ہدایت
 WWWW

انجان بھی تھے جن کی تھی نسبت ہدایتی
 مفلوج تھے بس ایک پلنگ تک تھی زندگی



احمد علی خاں شاد عارفی
 WWWW

یکتا جہان فن میں وہ شاد عارفی
 اس شاعرِ عظیم کی اللہ زندگی
 وہ جس نے زندگی کو عجب ڈھنگ سجا
 وہ جس نے لمحہ لمحہ نیا زہرِ غم پیا
 دستِ طلب بڑھے تو وہ بازو سے کاٹ کے
 وہ آپ اور جناب کو اک تو سے کاٹ دے
 صرف اک پلنگ پر ہے کٹی ساری زندگی
 خود داری حیات میں آئی نہ کچھ کمی
 برصغیر ہی نہیں یورپ تک ہے شاد
 خود اپنی عظمتوں کی نمایاں جھلک ہے شاد
 جس کے سخن نے اردو زباں کو کیا امیر
 جس نے جگائے طنز سے سوئے ہوئے ظہیر



احساں مظفر حنفی کا نہ بھولیں گے
وہ کام انہوں نے کر دیا جو ہم نہ کر سکے
اُردو جہاں جہاں ہے وہاں شاد کا ہے نلم
اے فخر رام پور، تری رُوح کو سلام



قانون داں وہ صاحب حق صاحب سُنن
کرتا ہے ناز آج بھی اُن پر مرا وطن
وہ فارسی کی جاں رگھو نندن کشور شوق
وہ نعت ہائے سرور عالم کا ان کو ذوق
صد فخر اسم شوق مرے لب پہ آئے ہے
دل میں عقیدتوں کے یہ دریا بہائے ہے



آنند اک موجد خوش طرز و راہ تھے
اور وہ مرید سید عرفان شاہ تھے
فاضل وکیل تھے وہ تخلص سرور تھا
اُن کی ہر اک غزل میں تصوف کا نور تھا
ہر سال اُن کے باغ میں ہوتا تھا ایک جشن
آموں کے ساتھ ساتھ تغزل کا ایک جشن

رگھو نندن کشور شوق

آنند کارچین سرور عرفانی



صبا افغانی
۱۵۱۵۱۵

ہر دم سچے بنے صبا افغانی رہتے تھے
اور شعر بھی سجا کے بنا کے ہی کہتے تھے
کچھ اس قدر صبا کے ترنم میں سوز تھا
چھا جاتا سامعین پہ نشہ سا کیف سا
اُردو جہاں جہاں ہے صبا ہیں وہاں وہاں
ان کا کلام اب بھی ہے اہل وطن کی جاں
رہتا تھا ہر گھڑی جو نغمن مزاج میں
شیر و شکر کی طرح تھے سارے سماج میں
فلموں میں جو بھی گیت لکھے کامیاب ہیں
اس زمرہ سُخن میں وہ سب انتخاب ہیں
رحلت پہ ہوش ان کی جو میں نے کہا ہے شعر
ذکر ان کا ہے اسی لئے نیچے لکھا ہے شعر
”وہ تو بتا رہا تھا کئی روز کا سفر“
”بخیر کھینچ کر جو مسافر اتر گیا“

۱۵۱

شکیل نبوی
۱۵۱۵۱۵

نعمانیوں میں ایک جناب شکیل تھے
اُن سے بڑے خلیل و جلیل و جمیل تھے
وہ بھی عجیب ان کی غزل بھی عجیب تھی
یا لانے دوستانے کے تھی نذر زندگی



ان کا کلام اچھے کلاکار گاتے ہیں
 محفل میں سامعین پہ جادو جگاتے ہیں
 فلموں میں بھی لکھا ہے جناب شکیل نے
 اور کام بھی کیا ہے جناب شکیل نے
 کر کے شکیلہ بانو کی بے نور زندگی
 سوتے ہیں بمبئی کی وہ باہوں میں آج بھی
 کیسا مغنیوں نے ستم ان پہ ڈھایا ہے
 ان کا کلام نام سے اوروں کے گایا ہے
 کچھ غزلیں چند شعر تو ایسے بھی ہیں بے
 منسوب ہیں بدایوں والے شکیل سے



حضرت عروج زیدی کا کردار واہ واہ
 شاعر بھی خوب نثر نگاری بھی بے پناہ

عروج زیدی



استاد فوق صرف گھڑی سازی نہ تھے
 فن عروض میں سرفہرست وہ رہے

استاد فوق



علامہ راز پر رہیں یزداں کی رحمتیں
 ان کے قلم کو رب نے عطا کی ہیں عظمتیں

راز زدانی



ان کا طلسم ہوش رُبا پر بڑا ہے کام
چھپ جائے تو خدا کی قسم ہند کا ہونام



مُنّے میاں ہمارے لئے میرود آئے تھے
صبا بر تھے یوں کہ صبر و قناعت کا باغ تھے

سنے بہاں صبا



لالہ کشوری لکشمی پر شاد خوب تھے
جگدیش بحر ہائے جوانی میں مر گئے

لالہ کشوری لال



ہر دل عزیز اہل وطن شاعرِ عوام
ایمن تخلص اور محمد حسین نام
گیسوتے زنجنتی کو رہے وہ سنوارتے
اک ماہ نامہ پر لپچے کے ایمن مدیر تھے
موصوف اپنی ریختہ گوئی میں طاق تھے
اپنے ہنر میں یعنی کہ چو بند و چاق تھے
رنگ اپنا محفلوں میں بھی ایمن جاتے تھے
سرکاری محفلوں میں بھی موصوف جاتے تھے

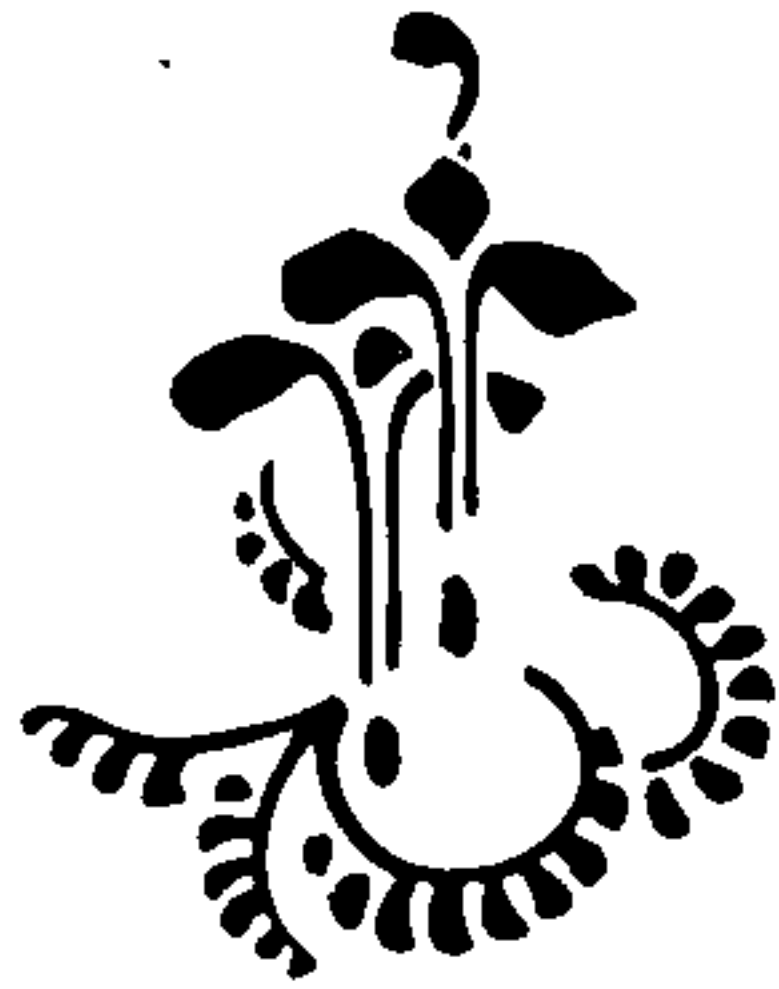
محمد حسین خاں ایمن

طاہر نامہ اصلاح وطن نکالتے تھے





میرے وطن کا حال بھی کتنا حسین ہے
جو خالق ادب ہے وہ مہرِ مبین ہے
اب میں بیان کرتا ہوں ان صاحبان کو
جو شاعری سے کرتے ہیں روشن جہان کو
جو سنیچتے ہیں اپنے لہو سے زبان کو
قائم کئے ہوئے ہیں جو اردو کی آن کو
ان میں بزرگ و برتر و اصلی مقام بھی
ان میں جواں ترقی پسندوں کے نام بھی
ان میں بہت سے صاحبِ دیوان ہو گئے
کچھ وہ جو اپنے عہد کی پہچان ہو گئے
اس وقت سب خدا کے کرم سے حیات ہیں
اردو کے مسئلے میں سبھی ایک ساتھ ہیں





بَاب سوم



۱۹۷۰ء سے لے کر موجودہ دور تک کے اساتذہ

نوجوان شعراء، نثر نگاران اور کومی حضرات کا تذکرہ



۶۱۹۷۰

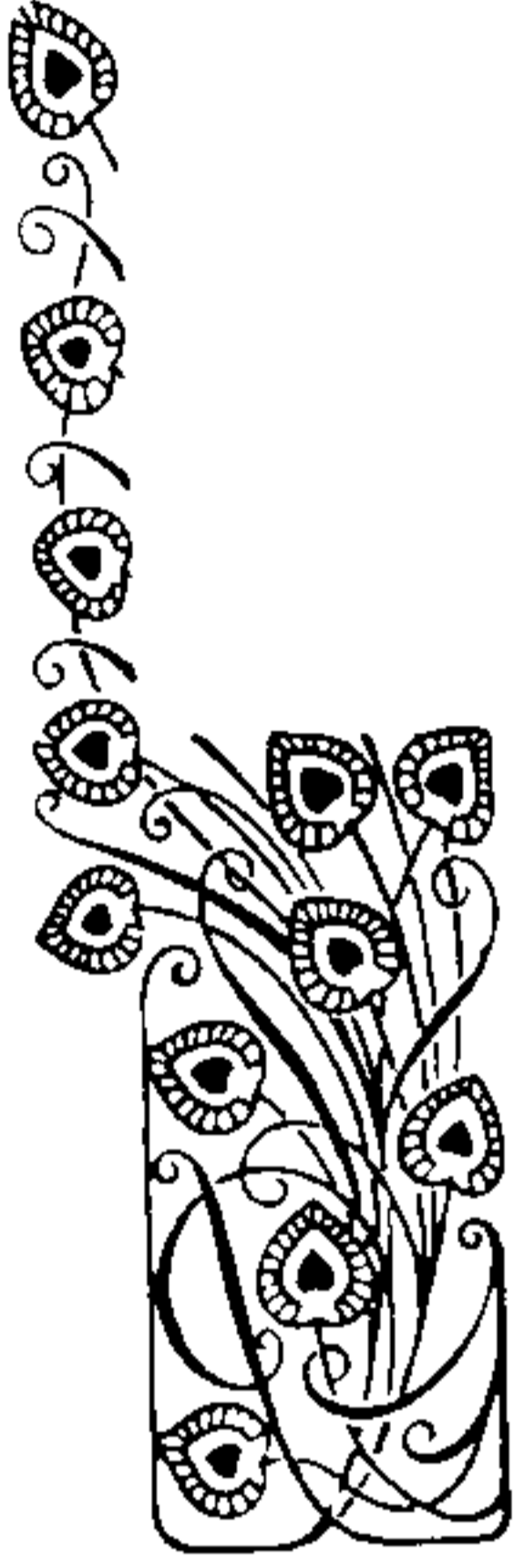
ما

۶۱۹۹۶





انیسویں صدی سن ستر کا رام پور
بکھرا ہے گلیوں کو چوں میں شعر و ادب کا نور
تحصیل پر دورویہ دکانوں کے تختوں پر
بیٹھے ملیں گے ٹولیوں میں صاحب نظر
ان میں صحافی نثر نگار اور رہنما
شاعر ادیب اساتذہ سب کا ہے بیٹھنا
چلتی ہے چائے پان بھی گردش میں رہتے ہیں
بحث و مباحثے میں یہ سب لوگ بہتے ہیں
سجتی ہے شہنشاہ کی بھی چھت پر اک انجن
اس بزم میں بھی ہوتا ہے حد درجہ اپنا پن
ایسا نہیں کہ صرف سیاسی ہی آتے ہیں
اس انجن میں شہر کے شاعر بھی آتے ہیں
چلتے ہیں اختتام تک پان اور چائے
اک مطمح نظر ہے تو سب کی ہے ایک رائے
ناظم پریس میں بھی ہر اک رات دیر تک
رہتی ہے زندگی کی مہکتی ہوئی کھنک





اس سمت ہے محبت علی خاں کی انجمن
خان کمال اپنوں میں اس سمت ہیں گن
آگے بڑے گی گونجی عشرت کی مارکیٹ
خالی چبوتروں پہ بنی ہے ہراک کی بیٹ
خوش فکر نوجوان یہاں روز آتے ہیں
آخر شب تلک یہاں ہنستے ہنساتے ہیں
ایران جیسا شہر مرا رام پور ہے
خوش بوجہ خوش لوائی کا ہر سمت نور ہے
جملوں میں لطف باتوں میں اک چاشنی سی ہے
ہر قدم خدا کی قسم زندگی سی ہے
اللہ میرے شہر میں امن و امان لے ہے
اہل نظر میں مرکز ہندوستان لے ہے



بنی جان خاں بقا

اک دائم الخمر ہیں نبی جان خاں بقا
ان جیسا اس زمین پہ نہیں کوئی دوسرا
دربار میں تھی پہلے بہت ان کی آبرو
نواب رام پور کے رہتے تھے روبرو
دربار میں یہ روز ہی ہاتھی پہ جاتے تھے
یہ بات خود جناب بقا ہی بتاتے تھے



الحاج کریم جعفری خان اتر حادی

صد عظمت و جلالتِ شاہانِ رام پور
شاہنشہ شاہانِ دبتانِ رام پور
ناظم کی شان، کلبِ علی خان کا وقار
شاہانِ رام پور کے عہدوں کی یادگار
اوصافِ حامدی سے طبیعتِ رچی بسی
بھائی رضا کے عہدِ شہہ مرتضیٰ علی
تو اب زادہ سید جعفر علی اثر
شہرِ عروض و ملکِ سخن کے ہیں تاجور
لوندی ہے ان کے گھر کی ہر اک صنفِ شاعری
ان سے ہی فنِ شعر کی قائم ہے زندگی
تاریخ گوئی میں نہیں ثانی ہے آپ کا
اک ایک شعر حسنِ معانی ہے آپ کا
لکھی طلسم ہوش رُبا جیسی داستاں
چودہ ہیں جس کی جلدیں تھیل اُردو زبان
یہ طبع زاد، ایسی عجوبہ کتاب ہے
قصوں میں داستاںوں میں اک آفتاب ہے
یہ چھپ گئی تو دھوم مچا دے گی دہر میں
یعنی سمندروں کو سمویا ہے نہر میں
شائع ہوئی تو سارا جہاں جھوم جائے گا
اُردو کا نام ساری زبانوں پہ آئے گا



بانع ادب کے حق میں یہ رحمت کی نہر ہیں
فخر ادب ہیں "فخر زباں" فخر شہر ہیں
اخلاص کا یہ حال کہ نظریں سچی ہوئی
اہل سخن کے واسطے راہیں سچی ہوئی
اے جان و شانِ مصطفیٰ آباد زندہ باد
اے آن بانِ مصطفیٰ آباد زندہ باد



مولانا امتیاز علی خاں عری



ماضی سے حال، حال سے مستقبل وطن
اک ذاتِ بحرِ علم و ادب مرکزِ سخن
دنیا کے طاقِ عالموں میں جس کا ہے شمار
یعنی کئی زبانوں پہ ہے جس کا اقتدار
تحقیق جس کے گھر میں پئی اور ہوئی جواں
ہیئت، کہ فلسفہ ہو کہ منطق کی داستاں
اصنافِ شاعری پہ حکومت ہے نثر پر
سات آسمان پارِ رُ کے اس قدر نظر
کتنی جگہ مصنف و ترتیب کار ہیں
تاریخ کے مولف و آئینہ دار ہیں
رکھنا زبانِ کاش کتبِ خسانہ رضا
یاجب بھی لکھا جائے گا افسانہ رضا



ہاں اسم امتیاز علی خان رام پور
عرشی و عرش علم و ادب شان رام پور
نسلوں کو تابہ حشر دکھائے گا روشنی
اپنی نگارشات سے بخشے گا آگہی
عرشی کہ اک قلم کے سمندر کا نام ہے
عرشی جہان علم کے منظر کا نام ہے
عرشی جواہراتِ زباں کا خزانچی
عرشی بنام حق و حقیقت عقیدگی
عرشی زمیں پہ بارشس انوارِ آگہی
تہذیب کے فلک پہ ستاروں کی رہبری
اہل عرب کے پیش نظر ارتقاء نواز
اہل عجم کی راہ میں اک نقش امتیاز
ہندوستان سے روس تک خیر کا پیام
عرشی شرابِ خیر سگالی کا ایک جام
عادت کہ خود اٹھا ہوا دستِ سلام ہے
خصلت کہ شفقتوں سے مرصع کلام ہے
چھوٹوں کو بھی بڑوں کی طہ سے خوش آمدید
رُبتے کا اور نہ مذہب و مشرب کا بھابھید





گفتار جیسے پھول کھلے اور بکھر گئے
جملے سماعتوں میں صدق جیسے بھر گئے
اخلاق کا خزانہ شرافت کی آبشار
اک جامع الصفات بشر سب کے غمگسار
اندر ان کے سائے سے رکھنا ہمیں نہال
ایسے کہاں ملیں گے ہمیں صاحب کمال
کرفین سے نجیب، نجیب الدیار ہیں
روہیلوں کا وقار ہیں صد افتخار ہیں
ہے ہوش رام پود ہمہ گیر ہند پر
اور ہند، نرم دہر پہ رکھتا ہے اک اثر



استاد ابراہیم علی خان رام پور
عالی وقار حضرت مہر آن رام پور
یعنی امین رنگ فصاحت مآب داغ
شیریں کلام، محفل محمود کے چراغ
اردو انہیں کے گھر میں پلے پھر جواں ہوئی
نکلی جواں کے گھر سے تو عالم کی جاں ہوئی
چرچا ہے شہر شہر میں ان کی زبان کا
جادو چلا ہوا ہے انہیں کے بیان کا

ابراہیم علی خان مہر



الفاظ دست بستہ ہیں ان کے حضور میں
ان کی زبان بھرتی ہے رنگت بجزور میں
جاگا حضور مہر قوافی کا بانگینے
کھولا ردیف شعر نے آکر یہیں دہن
ملحوظ ان کو کتنی نزاکت غزل کی ہے
مقصود کس قدر انہیں چاہت غزل کی ہے



استادِ بدر شمعِ شبستانِ شاعری
معمارِ قصرِ اردو نگہبانِ شاعری
بیٹے یہ اسمعیل علی خان صبر کے
فردوسی وطن ہیں یہ اپنے کلام سے
دعویٰ ہے میرا ہند کی تاریخ میں نہیں
شخصیت آپ کی ہے جن اوصاف سے بھری
منظوم ادب پہ آپ کے احساں عظیم ہیں
طور سخن کے آپ ہی واحد حکیم ہیں
تعداد ایک لاکھ سے زائد ہے شعر کی
ہر نہکت حیات ہے جس میں بھری ہوئی
تفصیل سے عروض پہ بھی اک کتاب ہے
گلزارِ نظم میں جو مہکتا گلاب ہے

ابراہیم علی خان بدر شاعری



تاریخ ہند نظم کی "تاریخ کانگریس
اتنی طویل نظم مگر قافیے ہیں دس
لیکن ہمنوز ان کی طباعت نہیں ہوئی
ان کی عوام میں ابھی شہرت نہیں ہوئی
فاضل مقررین میں مختار ذات بد
ہر بزمِ نثر میں بھی ہے حد درجہ ان کی قد
ہیں آپ آسمانِ صحافت کی کہکشاں
ہے ان کی رہبری میں سیاست کا کارواں
رونقِ وطن کی آپ روہیلوں کی شان ہیں
ماضی کی عظمتوں کا دمکتا نشان ہیں
طینت میں جیسے کوئی فرشتہ زمین پر
المختصر کہ ہیں ہم اوصافِ اک بشر
میرے وطن میں بدر سے اہل کمال ہیں
کیسے ہو شکر جو کرمِ ذوالجلال ہیں



اعجاز کس سے سیدِ ضامن کا ہو بیاں
جو گلستانِ شعر و سخن کا ہے پاسبان
نورِ نگاہِ شاہِ روہیلاں کا ذکر ہے
بیرِ غزل کا، ذوقِ قصائد کا ذکر ہے

سید اعجاز حسین ضامن



نجدِ زبان و شعر کے مجنوں کی بات ہے
اک غالبِ بلاغتِ مضمون کی بات ہے
ذکرِ دبیرِ فطرتِ حسنِ جہان ہے
جوش و سکونِ بحرِ کلامِ و بیان ہے
صدِ فخر و نازِ حضرتِ ضامن کی ذات ہے
ضامن کی ذاتِ ادب کے معاون کی بات ہے
کس طرح زندہ ہے یہ کوئی جانتا نہیں
یہ بے حسوں کا شہر اسے پہچانتا نہیں



زینتِ مرے وطن کی جنابِ جمیل ہیں
لیکن فقط عروسِ غزل کے قتیل ہیں
ان کا سُخنِ زباں زدِ ہر خاص و عام ہے
ان کا ہر ایکِ دل میں بڑا احترام ہے
کہتے ہیں کون رنج سے صبح کو بھر گیا
کیوں اہلِ دشت کیا کوئی دیوانہ مر گیا
اک ٹیس اک چھین ہے جو ہر دل کے پاس ہے
خاک اڑ رہی ہے رنگِ بیاباں اُداس ہے





حضرت جلیل نعمانی

صد فخر و آبروئے غزل حضرت جلیل
گلزار ہائے خلد تغزل کی سلسبیل
نعمانی ان کے نام کے آگے ضرور ہے
یہ انتخاب بحر میں میرا قصور ہے
زلفوں کے پیچ و خم لب و رخسار کی قسم
شوخی چشمِ نرمی گفتار کی قسم
ان کی غزل کسی کی جوانی کا نام ہے
ان کی غزل شرابِ معانی کا جام ہے
ان کی غزل کا حسن حجابات میں نہیں
مضمون شعر میں ہے اشارات میں نہیں
ان کی غزل جوان امیدوں کی ہے ترنگ
ان کی غزل حیات کے سینے کی ہے اترنگ
ان کی غزل نے طور پہ پائی فسرا زیاں
ان کی غزل ہے جلوہ گہوں کی حجابیاں
ان کی غزل کا دار سے آغاز ہے سفر
ان کی غزل صلیب کو کہتی ہے جاں نگر
محبوب ان کا صحن گلستاں میں آئے ہے
آنکھوں کی مستیوں کو صبا بھر کے لئے ہے
جب بھی خنک ہو ایسے فضا میں بکھر گئیں



آنکھیں سرور و نشہ سے شاعر کی بھر گئیں
تقویٰ جناب شیخ کلمے میں بہادیا
لیجا کے بزیم جام میں اتساں بنا دیا
کہتے ہیں ایک شاخ اگر جل گئی جلے
گلشن میں ڈالی ڈالی نشیمن بنائیں گے
سجدہ کسی امید پہ کرنا خودی کی موت
نور وفا کی عشق کی تابندگی کی موت
دیر و حرم حدوث و قدم سے نکل گئے
نکلے جو بزیم دوست سے نقشے بدل گئے
آئی بہار آتی رہے کیا کمال ہے
مرجھا گئے ہیں پھول جو ان کا سوال ہے
صد فخر و افتخار پئے ہوش ان کی ذات
استاد محترم ہیں مرے قبلہ ذی صفات
رندی میں بھی امام کئی میسکدوں کے تھے
اب یہ کہ عشق مولیٰ میں مسجد کے ہو رہے
خدمات کے صلے کا طریقہ نہیں یہاں
فنکار کو نوازنا بے وقت کی اذال
غم سے بے ہمیشہ نبرد آزما جسلیل
لیکن کبھی نہ سوچی کسی نے کوئی سبیل



المختصر مصوّر فطرتِ جلیل ہیں
مائی کی انگلیوں کی نزاکتِ جلیل ہیں
بعدِ جلیلِ حال غزل کا نہ پوچھئے
اے اہلِ رام پور ذرا دل سے سوچئے



مختصر عنایتی

عالی وقار حضرتِ محشر عنایتی
نازاں ہے جن پہ شمعِ شہستانِ شاعری
جن کا کلام مشعلِ ہر راہِ زندگی
جن کا کلام منزلِ عرفاں کی رہبری
بیشتر مہنی حیات ہے ان کی زبان میں
جہد و عمل کا درس ہے ان کے بیان میں
ان کی غزلِ خلوص کے پھولوں کی نکلتیں
ان کی غزلِ وفا و محبت کی رفعتیں
ان کی غزلِ مسائلِ انساں کا حل لے
ان کی غزلِ جہان کے غم کا بدل لے
امن و سکونِ زیست کا پیغام ہر سخن
ان کا کلام عزم و یقین کا ہے بانگین
صف ہائے زندگی میں جہاں انتشار ہے
محشر کے دل پہ رنج و الم کا غبار ہے



گمراہ کاروانِ سیاست جہاں ہوا
محشر کا عزمِ ماہِ بری بھی جواں ہوا
غربت کا جس جگہ بھی امارتِ دل دکھا
محشر پیا ہوا ہے قلم کارِ پیچِ اٹھا
محشرِ جمالیات کے شاعر ہیں اک طرف
انساں کی نفسیات کے ماہر ہیں اک طرف
اک سمت فلسفے کے جواہر لئے ہوئے
عرفان و جذبِ عشق کے ساغر لئے ہوئے
زلفوں کے پیچ و خم رسن و دار و طور تک
صحرائے تشنگی سے شراب و سرور تک
ممتاز ہر مقام پہ محشر کی ذات ہے
محشر کے ہر سخن میں حیات و ثبات ہے
فطرت کا حسن دیکھنے والی نظرِ ربلی
محشر کے ذہن و دل کو نمودِ سحرِ ربلی
محشر کا ذہن حسن کا اک اَبشار ہے
محشر کا سینہ عشق و وفا کا دیار ہے
چہڑوں میں لپٹے سیم تنوں پر نظر گئی
کچھ اور بھی قلم کی سیاہی نکھر گئی
پگڈنڈیوں پہ کھیلتی اُلٹ جوائیاں



کھیتوں میں جتم لیتی مہکتی کہانیاں
دھانوں میں چھپر کرتے تھرکتے جواں بدن
گہروں کی بالیوں سے اُلجھتے ہوئے نین
کوئل ہتھیلیوں میں وہ مہدی رچی ہوئی
رنگین چوڑیوں سے کلانی سچی ہوئی
گوری کے مائیکے سے سجنوا کے دوار تک
آغاز فصل گل سے مکمل بہار تک
محشر کا گوری نامہ ہے میخانہ حیات
جام رباعیات میں شہدِ جمالیات
کاغذ پہ جو تراشے قلم سے حسین بدن
محشر کو ہوش کہتے ہیں ہسم آند سخن
تاریخ گو جناب ضیائے مجددی
یعنی کہ سیدھے سادے سے اک نیک آدمی
تاریخ مرگ وزبیت میں یہ باکمال ہیں
عالی دماغ ہیں بڑے روشن خیال ہیں
تضمین پر کمال جناب ضیاء کو ہے
اور یہ کمال اپنی جگہ انتہا کو ہے
ہیں پیرزادہ قابل صد احترام ہیں
مشہور ہے کہ آپ بہت خوش کلام ہیں

نوریاں ضیاء مجددی

مخلص ہیں نیک دل ہیں بڑے ذی وقار ہیں
 ہالے کی طرح ذات کا اپنی حصار ہیں
 جتہ نجف دھمی بہت دھمی گفتگو
 ارماں نہ شہرتوں کا نہ خواہش نہ جستجو
 مشکل سے دیکھے جاتے ہیں بزم ادب میں یہ
 ہوں بزم میں تعلق ہوش ہیں ممتاز سب میں یہ



افسر بکارِ خاص وقار الحسن وقار
 ذی علم ذی شعور ادب کا ہیں اعتبار
 یہ علم ارضیات کے اک ڈاکٹر بھی ہیں
 اور شہر نشرو نظم میں یہ با اثر بھی ہیں
 ان کے بنا ہے تشہ ادب گاہ رامپور
 نور ان کی شمع علم کا پھیلا ہے دور دور
 ہر محفل سخن میں بصد شوق آتے ہیں
 اپنائیت کے موتی بھی پر لٹاتے ہیں
 ماضی سے حال تک کا کوئی لے جو جائزہ
 مشہور اب ہوا ہے کتب خانہ رضا
 ہر گام ان کا جذبہ تعمیر دیکھئے
 رُوحِ رضا کے خواب کی تعبیر دیکھئے

ڈاکٹر وقار الحسن مدنی وقار

افسر بکارِ خاص
 رام پور رضا لائبریری

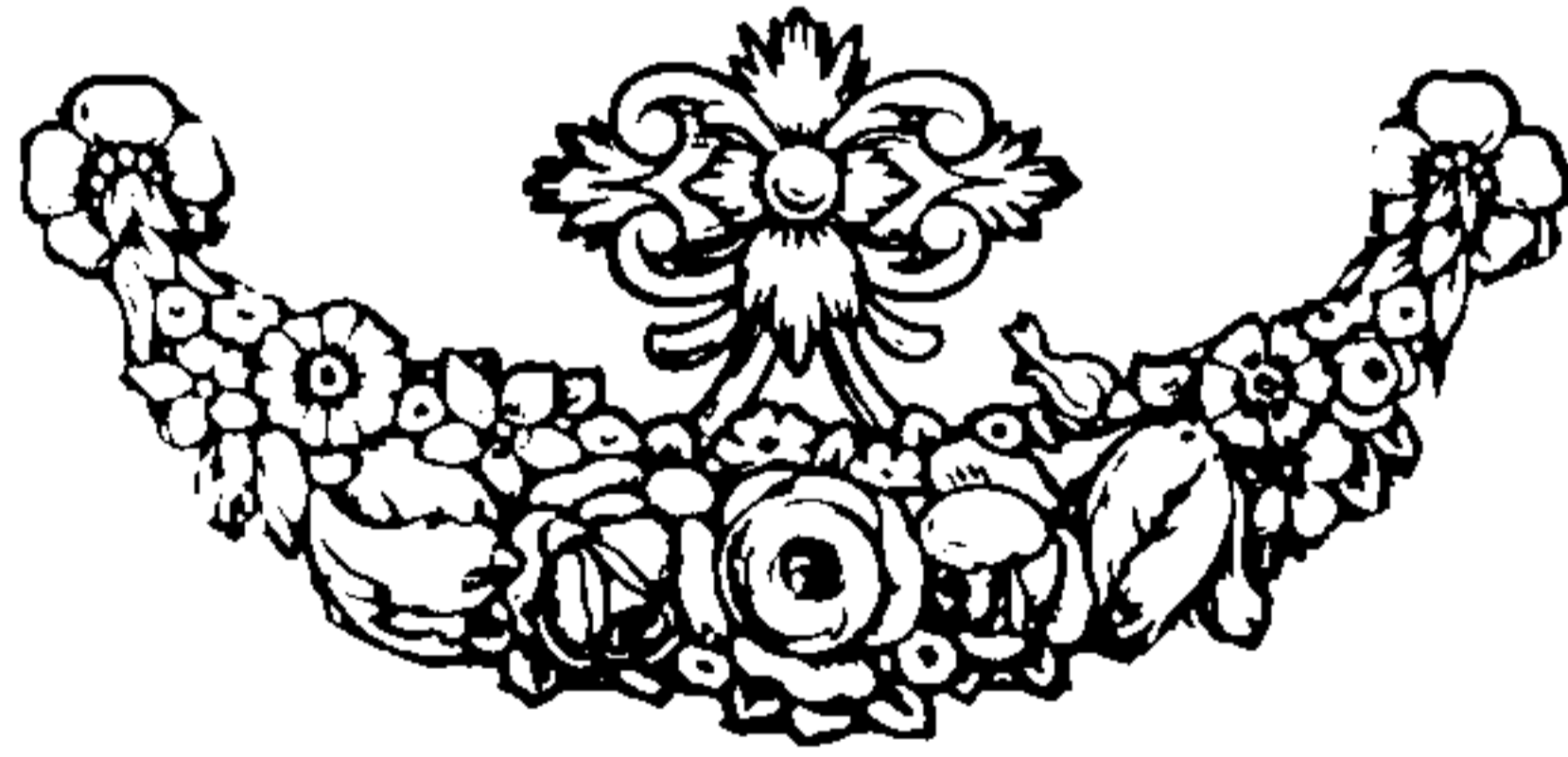




مربوط انہوں نے مشرق و مغرب کو کر دیا
علمی وراثتوں سے ہر اک ذہن بھر دیا
جلسے، علوم و فضل کے وہ منعقد کئے
لائے ہیں ایشیا کی ذہانت سمیٹ کے
کچھ ایسا لائبریری کا نقشہ بدل دیا
سوکھا ہوا درخت تھا سرسبز ہو گیا
صدیقی ہیں تو صدق کے حامل وقار ہیں
انسانیت سے عشق کے قائل وقار ہیں
ایسے گھلے ملے کہ اسی سرزمین کے ہیں
لگتا ہے لکھنؤ کے نہیں ہیں، یہیں کے ہیں
جدت پرست بھی ہیں قدامت پرست بھی
ایمان ارتقار ہے، ہیں رجعت پسند بھی
جذبول میں اعتدال توازن ہے ذات میں
سنجیدگی کا حُسن بھی ہے بات بات میں
ہر صنف میں جو طبع رسا آزمائی ہے
اپنی جگہ فرازِ ادب میں بنائی ہے
تحریر لفظ لفظ ہوں جیسے جواہرات
تقریر جیسے قند میں لپٹی ہر ایک بات



یورپ میں اپنے علم کا سکہ جمایا ہے
اور ایشیا میں تحفہ توقیر پایا ہے
یہ میرا رام پور بڑا خوش نصیب ہے
اہل زبان و شعر و ادب کا جیب ہے
اس کے ثبوت میں ہے وقار الحسن کی ذات
بخشنی کتب کدے کی عمارت کو بھی حیات
طرز جدید سے اسے آراستہ کیا
سامان نو سے دفتروں کو خوشنما کیا
کہنہ کتب کی اور حفاظت کے واسطے
اس فن کے ماہرین سے بھی رابطے کئے
افسر بھی ہیں، ادیب بھی شاعر بھی ہیں وقار
التران کو رکھنا بہیں پر تو برقرار





بند مونی میاں ثروت

مشہور شہر حضرت ثروت کی ذات ہے
علمِ عروض و فنِ سخن گھر کی بات ہے
موتی میاں کا سلسلہ جس خاندان سے ہے
وہ سلسلہ علیؑ سے رسولِ جہاں سے ہے
پیرِ خلوص، امیرِ محبت، اسیرِ حق
صوفی منش کتابِ عقیدت کے سرورق
سوز و گدازِ عشق سے ہر شاہ ہر گھڑی
بزمِ تصورات ہر اک دم سچی ہوئی
شعر و غزل میں عشقِ حقیقی کی گرمیاں
ذراتِ راہِ دوست کے صدرِ شکِ کہکشاں
لیکن اب ان کو گوشہ نشینی پسند ہے
اس طرزِ زندگی پہ ہر اک فکر مند ہے



عابد علی بیگ نگر پوری

اب ذکر کر رہا ہوں حقیقت نگار کا
اسراہِ راہِ زلیبت کے اک لازدار کا
شہرِ غزل کے ایک صنم گھر کی بات ہے
بُت خانہٴ سخن کے اک آئندگی کی بات ہے
اک کیف سا ہے میرے قلم کو سرور سا
لفظوں میں چھوڑتا چلا جاتا ہے نور سا



کاغذ پہ میں قلم کی روانی کو کیا کہوں
حرفوں میں مُسکراتی جوانی کو کیا کہوں
نامِ سحر کے آتے ہی جھوم اُٹھا ہے قلم
شاعر کے کاروانِ خیالات کا علم
رنگِ سخن زمانے سے جس کا جُدا رہا
آوازِ سازِ وقت کا جو ہم نوا رہا
خونِ جگر سے سینچا ہے جس نے زبان کو
جس نے کہ زور بخشا ہے اُتری کمان کو
جس نے غزل کو زلیست کے ہمراہ کر دیا
اور اقتضائے وقت سے ہمراہ کر دیا
جس نے کہ زہر پی کے دیا جامِ انگبیس
جس نے فریب کھا کے کیا وقت کا یقیں
جس نے دیارِ رسم و روایت کو تچ دیا
جس نے غزل کو ایک نئی راہ پر کیا
معنی کو لفظ لفظوں کو معنی عطا کئے
فکرِ سخن سے نظم کے دامن سجا دیئے
تاریکیاں ہی انہوں سے شاعر نے پائی ہیں
جب بھی سحر نے مشعلیں دل کی جلائی ہیں



اک شورہ واہ وا کے سوا کچھ نہیں دیا
دل کا کوئی بھی گھاؤ کسی نے، نہیں سیا
ہر آنکھ خوں بہاتے گی دل منہ کو آئے گا
لیکن سحر کے بعد سحر پھر نہ آئے گا
حساس طبع شانِ وطن حضرت سحر
صدقے نثار تم پہ ہے نختِ سحر



ہلالِ رضوی
عقلمند و عارف

اب ذکر ہے ہلالِ ظرافت نگار کا
از شرق تا بہ غرب مزح کے وقار کا
میرے وطن کی گود نے پالا ہلال کو
میرے وطن نے فہم بھی بخشا ہلال کو
مشہور ہند و پاک میں ان کا کلام ہے
زنگِ سخن پسندِ خواص و عوام ہے
اک انقلاب چاہتے ہیں یہ سماج میں
اصلاح چاہتے ہیں جو رسم و رواج میں
مہنگائی، بھوک، بردہ فروشی نہیں ہے
اس نیکیوں کے دیش میں دوشی نہیں ہے
ان کا کلام سینہ حرص و ہوس پہ تیر
ان کا کلام ایجن ہوشاں میں شیر



ان کا کلام کالی تجارت پہ قہر ہے
ان کا کلام فرقہ پرستی کو زہر ہے
ٹاٹا سے التجا ہے مشینوں کو چھوڑ کر
”آٹا بنائے کوئی ترکیب ہو اگر“
بڑھتی ہوئی گرانی پہ مجبور ہو گئے
انگلش کو چھوڑ ٹھہرے یہ محمور ہو گئے
چالاک دردِ عشق کا ان کے وہاں اٹھا
یعنی کہ چارہ گرنے جہاں ہاتھ رکھ دیا
فلیمیریا سے شاعرِ خبطِ الحواس تک
بے رہ روی کے سینے پہ پڑتی ہے اک دھمک
مُرنے جدیدیت کے پروں کو جلا دیا
سورج کو اس سے چھین کے پردہ اٹھا دیا
نفرت ہے اہلِ زر سے نہایتا سے بیر ہے
ان کی نظر میں دشمنِ افلاس غیر ہے
کہتے ہیں یہ کہ اہلِ امارت کو چاہیئے
ہر مقتدر کو صاحبِ ثروت کو چاہیئے
نادار مفلسوں کو بھی جینے کا حق ملے
کھانے کا حق ملے انہیں پینے کا حق ملے



صحت ادب کی ان کے یہاں برقرار ہے
ان کی ہر ایک نظم و غزل شاہکار ہے

ہادی مصطفیٰ آبادی

ہادی شہر مصطفیٰ آباد کے ولی
ان کے کلام اور قلم میں ہے زندگی
ہادی جدید رنگ ادب کے امام ہیں
ہر شخص کی نگاہ میں عالی مقام ہیں
اردو ہے ان کی جان یہ اردو کی جان ہیں
فکر و نظر جوان ہے خود بھی جوان ہیں

شبیر خاں شکیب ایڈووکیٹ

اک کہنہ مشق شاعر نازک خیال کو
میں نظم کر رہا ہوں غزل کے جمال کو
خود بھی حسین رنگ سخن بھی حسین ہے
ہر انجن میں فیصلہ نسامعین ہے
ہر سو ہے جن کے خلق کا چھایا ہوا طلسم
”شبیر خاں شکیب“ علی درمیان اسم
ماضی سے تابہ حال عزیز وطن شکیب
اک پیکر خلوص، محبت چلن شکیب



ہر انجن کی شمع ہر اک بزم کی ضیاء
خوش فکر، خوش کلام، خوش انداز، خوش ادا
ان کے یہاں غزل کی نزاکت ہے بے بقرار
الفاظ کی نشست میں ہوتا ہے اک وقار
منہ بولتی ردیف قوافی سجے ہوئے
ہر مبتدا خبر میں معانی رچے ہوئے
تیکھا چلن غزل کی جوانی لئے ہوئے
ہر مصرع شکر یوسف ثانی لئے ہوئے
کم گو ہیں صدقے ان پر مگر زود گوئیاں
بیداد ہیں زبان کی لہجے کی نرمیاں
ہیں علم دوست اہل ہمنزہ پر فدا شکیب
ادراک و فہم و عقل و فراست نوا شکیب
تقریریں بھی علم کے دریا بہائے ہیں
ہر گمراہی کو آپ نے رستے دکھائے ہیں
میرے رفیق دوست مرے غمگسار ہیں
میرے ہی کیا بھی کبڑے دوست دار ہیں
تخلیق سے ہے عشق تو تصنیف سے لگاؤ
تالیف کی طرف بھی ہے کچھ ذہن کا بہاؤ



تاریخ بہترین شغف ہے شکیب کا
پڑھنے میں ہوش کیسا گریباں کا جیب کا
وہ گفتگو کہ جس میں لطافت کی نکھتیں!
ایسی زباں کہ جس پہ ہوں قربان مدحتیں
ہر گوشہ حیات پہ گہری نظر کے ساتھ
تقریر سامعین پہ اچھے اثر کے ساتھ
ماحول بات بات میں ہوز عرفان زار
ہر بے قرار دل کے لئے جو بنے قرار
فطرت نے ان کو کتنا حسیں دل دیا، ہوش
یسی مہر و خلق کا محسل دیا ہے ہوش
اللہ مزید صحت و عزت عطا کرے
ہم سب کو ان کا پیار محبت عطا کرے
کردار سے عمل سے زبان و بیان سے
خادم ادب کے دھن سہیں تن میں سے جان سے
قوم و وطن کی بات اگر آگئی کہیں
خود داریاں شکیب کی شمشیر بن گئیں
دام و درم سخن سے بڑھے حضرت شکیب
چپ چاپ منہ کو تکتی ہے راحت شکیب



ہمدرد و غمگسارِ وطن ہے دلِ شکیب
 پھولوں کا مسکراتا چمن ہے دلِ شکیب
 اے میرے شہرِ مصطفیٰ آبادِ اسلام
 قائم ہے گاتا بہ قیامت ہمارا نام
 ہم میں ہر ایک شخصِ وفا کا نشان ہے
 ہر شخص اپنی ذات میں ہندوستان ہے



بنیال الدین خیال لاہوری

ہر دل عزیز شاعرِ رنگیں بیاں خیال
 ہر شعبہٴ حیات میں فکرِ رواں خیال
 خوش وضع خوش خصال تو خوش بخت و خوش بیاں
 خوش طبع خوش لباس خوش اطوار خوش زباں
 ہر ذی شعور حاصلِ عقلِ سلیم ہوش
 کہتی ہے صبحِ نو کی مہکتی نسیم ہوش
 وہ جو عروجِ فن کا جمال و جلال ہے
 ہاں ہاں وہی خیال ہمارا خیال ہے
 جس صنفِ شاعری میں چلا خامہٴ خیال
 اہلِ نظر نے دیکھ لئے جو ہر کمال
 نشہ ہے فارسی کا کلام خیال میں
 ایران کی شراب ہے جامِ خیال میں



تاریخ اور قصبوں کے ماہر خیال ہیں
اور فارسی زباں کے بھی شاعر خیال ہیں
اُردو غزل کا رنگ جہاں نے بدل دیا
روئے غزل پہ غازہ جدت کو کل دیا
لیکن ولی و داغ کی پالی ہوئی غزل
اس دور کے خیال کے دل میں بسی غزل
اک عشق ان کو رسم و رواج غزل سے ہے
رغبتا نہیں روایتی تاج غزل سے ہے
ہر شعر ان کا تاج غزل سے سجا ہوا
اور ہر غزل میں رنگِ محبت رچا ہوا
مشکل ردیف سحت قوافی پسند ہیں
تاریخ گوئی میں بھی بڑے ہوش عمند ہیں
ذرتے میں کوہِ قطرے میں دریا سما دیا
اک ایک شعر گنجِ معانی بنا دیا
ہر عصر میں ہے متصا دم معاصرین
خونِ ادب سے سُرخ رہی ان کی آستین
اس وقت بھی صفِ شعراء میں ہے انتشار
ہر سینہ چاک چاک ہے ہر ایک دلِ فگار
لیکن ہر ایک بزم کے ہیں معتمد خیال
رکتے نہیں کسی سے کبھی کوئی کد خیال



ہر رکنِ انجن کے دل و جاں خیال ہیں
شاعر سے پہلے نیک اک انسان خیال ہیں
والد تھے ان کے جانِ زباں شانِ شاعری
ورثے میں ان کو دولتِ شعر و سخن ملی
میرے وطن کو ناز ہے اپنے خیال پر
اہل وطن کو رشک ہے اس باکمال پر



واحد القادری

آگے جنابِ حضرتِ واحد کا نام ہے
یہ نام ہوشِ صدق و شرافت کا جام ہے
لکھتے ہیں اپنے نام کے آگے یہ قادی
ان کو پسند کرتی ہے شاعرِ برادری
واحد قسمِ خدا کی فرشتہ صفات ہیں
ہر زہرِ خو کے سامنے طبعِ نبات ہیں
کہہ تو دیارِ نیس نے ہو کر جگرِ نگار
انساں ملے تو دولتِ کونین بھی نثار
انساں وہ آگے حضرتِ واحد میں دیکھ لیں
اس خانقاہِ وقت کے زاہد میں دیکھ لیں
اوپلے ہے فخر و ناز سے انسانیت کا سر
میرے وطن کو ناز ہے واحد کی ذات پر



حافظ سبھی اساتذہ فارسی کے ہیں
انداز ان میں پھر بھی بہت سادگی کے ہیں
ازبر میں مثنویاں 'مسدس بھی حفظ ہے
پدماوتی بھی یاد ہے سب اس بھی حفظ ہے
واحد کا ذہن ہے کہ کتب خانہ سخن
واحد کا سینہ جیسے کہ کاشانہ سخن
محبوب پردہ دار ہے غرق حجاب ہے
پردہ اٹھے تو قلم صد انقلاب ہے
ذکرِ وفا بھی کرتے ہیں یوں پردہ دار سے
جیسے کہ دل کا حال کسی غم گسار سے
پاکیزگی عشق کو کافی ہے اتنی بات
اس حادثے سے جھوم اٹھے شاعر کی کائنات
ذکرِ رقیب بھی ہے بڑی خوش دلی کے ساتھ
شوخی بھی ہے کہیں بڑی سنجیدگی کے ساتھ
واحد نے ہوش اُردو کی راہیں سجانی ہیں
نازاں ہوں میں کہ وہ مرے عم ناد بھائی ہیں



سیماب رنگ ساز صفت ساز بھی تو ہیں
عصر جدید و کہنہ کے ہمارے بھی تو ہیں

نزاکت عینال سائیبانی



بے شک انیسِ اُردو رفیقِ زباں ہیں ساز
 ان پر دیارِ علم و فصاحت کے در ہیں باز
 پاکیزہ رنگ ان کا مہذب کلام ہے
 ان کا کلام عشق و محبت کا جام ہے
 ان کی غزل مجاز و حقیقت کا روپ ہے
 ان کے یہاں وصال بھی وقت کی دھوپ ہے



نازِشِ نیازِ
 نیازِشِ نیازِ

میرے قلم کے چہرے پہ اک زندگی سی ہے
 لب پر جو نامِ حضرتِ نازِشِ نیازِشِ ہے
 نازِشِ کہ شعرِ فہمِ سخنِ سنج، نکتہٴ دان
 نازِشِ نیازِشِ نازِ ادب، صاحبِ زباں
 شاعر بھی بے مثال ہے انساں بھی بی مثال
 نازِشِ خود اپنی فطری سعادت کا ہے جمال
 نازِشِ کا ذہن جام ہے، رنگیں شراب کا
 نازِشِ کا دل گلاس ہے زم زم کے آب کا
 لفظوں کے لب سے مہرِ خموشی کو توڑ کر
 نازِشِ سجا رہا ہے غزلِ دلِ نچوڑ کر
 نازِشِ غزل کے روپ میں دریا کی مونج ہے
 نازِشِ جہانِ شہر میں رفعت ہے اونج ہے

شوقِ اثری

اپنا قلم جو شوقِ اثری کی طرف چلا
میرے دماغ و دل میں چلی لفظوں کی ہوا
ماحول میں دھنک کے سبھی رنگ بھر گئے
کاغذ پر حرفوں لفظوں کے موتی بکھر گئے
یکساں کئی زبانوں پہ جس کو عبور ہے
جو اپنی زود گوئی کا روشن شعور ہے
قطعہ رباعی نظم و غزل اور چہار بیت
پسح ہے کہ وہ جو چاہیں تو لکھیں ہزار بیت
محفل میں فی البدیہہ یہ اشعار کہتے ہیں
اک بار ہی نہیں یہ ہر اک بار کہتے ہیں
فرق عروض میں بھی مہارت ہے شوق کو
ہر صنفِ شاعری سے محبت ہے شوق کو
شاگرد اس قدر ہیں کہ گنتی نہ کچھ شمار
بعض ان میں ہندوپاک میں بھی پاگئے وقار
ان کے قلم کی زد میں ہے دیہی سماج بھی
"میلہ" پرانی نظم جو تازہ ہے آج بھی
چھوٹی ٹنٹستیں ہوں کہ ہوں کل ہند محفلیں
ممکن نہیں کہ شوق سے "میلہ" نہیں سنیں



چھوٹوں میں چھوٹے اور بڑوں میں بڑے ہیں شوق
اخلاق میں بلند ہمیشہ رہے ہیں شوق
اجاب سے خلوص تو یاروں سے التفات
اپنوں سے تول ناپکے کرتے نہیں ہیں بات
حد درجہ نیک بیدھے سے سچے پھٹان ہیں
دیکھو تو عمر دار، سنو تو جوان ہیں



رئیس رام پوری

ماہِ زباں رئیسِ سخنِ حضرتِ رئیسِ
از سنگ تا بہ گنگ رہی شہرتِ رئیسِ
روئے وطن کیا ہے اُجالا رئیسِ نے
بھولے ہوؤں کو یاد دلایا رئیسِ نے
ہندوستان میں اب نہیں ایسا کوئی مقام
پہنچا جہاں نہیں ہے رئیسِ غزل کا نام
الفاظِ سخت کی متحمل غزل نہیں
کیسے در زبانِ ادق پر جھکے جیس
بس وارداتِ قلب سے ہر مصرعہ رئیسِ
ہر ہر غزل ہے سینوں کی دھڑکن دلوں کی ٹیس
اک ایک لفظ شعر میں موئی چٹنے ہوئے
تاروں سے جیسے رات کے آنچل بنے ہوئے



فطرت میں بے پناہ سعادت رچی ہوئی
آنکھوں میں التفات و مروت بسی ہوئی
ہنگامے مجلسیں ہیں پسندِ دل رئیس
ہر محفلِ فنونِ لطیفہ کا ہے انیس
بزمِ چہار بیت کہ ہو محفلِ سماع
آمد پہ ہونشست کہ ہو محفلِ وداع
موسیقیِ جدید و کہن کی سمجھا سچے
ہوں مہتمم رئیس تو شب بے طرح جگے
میرا قلم جو خوفِ طوالت سے رک نہ جائے
نامِ رئیس پر یہ محبت کے گل کھلائے



ذاتِ صغیر، ہو نظر انداز کس طرح
روکوں میں اپنے ذہن کی پرواز کس طرح
تصویر ہیں خلوص کی اپنے صغیر بھائی
فطرت میں اُن کی خلق و مروت، انتہائی
حد درجہ بذلہ سنج بھی ہیں حضرتِ صغیر
بے طرح زود رنج بھی ہیں حضرتِ صغیر
جس بزم میں صغیر ہوں باغ و بہار ہے
پروانہ وار ان پہ ہر اک ان کا بار ہے

صغیر خاں صغیر راہروی



محدود ان کا حلقہٴ یاراں سہی مگر
ہر قدر دانِ شعریٰ اُن پر رہی نظر
ان کو جس لطیف بحدِ اتم ملی
ان کی غزل جیات سے اکثر بہم ملی
ان کے لئے ہے اہل سخن کا یہ فیصلہ
ہے امتزاجِ رنگِ جدید و قدیم کا
اک ایک لفظ ان کے یہاں ہے جچا تگلا
ان کا ہر ایک شعر ہے آورد سے بجا
آمد بھی ہے کہیں تو بڑی احتیاط سے
گل ہائے فکر سے سچی شعری بساط سے
شہرت کی آرزو نہ تمنائے داد ہے
بس خاطرِ صغیرِ محبوں میں شاد ہے
اردو کے جاں نثار، رفیقِ ادبِ صغیر
میرے وطن کی نام وری کا سبب صغیر



اے میرے رام پور مری جنتِ سخن
ہر دور میں نکھرتا رہا ہے ترا چلن
ہر ہر قدم ہے غنچہ و گل سے سچی ہوئی
زرخیز کس قدر ہے زمیں رام پور کی

انجمِ نیاقی ایندو کیسٹ
۱۹۸۱ء



اک چند سالہ صاحبِ دانش پہ کیا لکھوں
تصویر اس کی کاش میں کاغذ پہ کھینچ دوں
میں کیا ہوں سائے شہر پہ حیرت سی چھائی ہے
اس نے جو دھاک بزمِ سخن پر جمائی ہے
ذروں میں آفتاب کی کرنیں سمیٹ کر
اردو زباں کو بخشی ہے اس نے نئی سحر
یہ ہے بقائے اردو زباں کا ضماتی
اس نوجواں کا نام ہے اظہر عنایتی
اظہر کے رنگِ نو سے جو اظہر بہار ہے
صد سالہ کہنہ مشقِ سخن شرم سار ہے
وارفتگانِ عشق کا اظہر ہے ترجمان
ہر شعر اس کا اہل دل و جاں کا ہے جہاں
اس کے یہاں نمود و نمائش سے ہے گریز
اس کے یہاں روایتی بندش سے ہے گریز
بند و قیود میں بھی ہے آزادیاں لئے
الفاظ کی نشست میں فنکاریاں لئے
چھلکا رہا ہے شعروں میں دل کی شراب کو
غزلوں میں ڈھال دیتا ہے ظالم شباب کو



اس کے یہاں غزل کا ہے انداز ہی نیا
نغمہ نیا ترنگ نئی ، ساز بھی نیا
اظہر یہ کہہ رہا ہے کہ اے دوستو سنو
راہبر سے اب نشانِ قیادت کو تھپین لو
ہر دستِ رعشہ دار کو حق جام کا نہیں
آغاز کا خیال ہے ، انجام کا نہیں
پھولوں سے جو لدے ہیں گلو وہ یہ سوچ لیں
جو ہاتھ باغباں کے گریبان تک اٹھیں
کہتا ہے ظلم و جور کا پنجہ مروڑ دو
جو ہاتھ تم پہ اٹھتا ہو وہ ہاتھ نوزدو
انسانیت کے نام پہ مٹ جاؤ دوستو
دین سکون و امن کو پھیلاؤ دوستو
خود داری حیات پہ جاں نذر دل نثار
اظہر کی آنکھ غم سے نہیں ہوتی اشکبار
اظہر عنایتی ہے نئی نسل کا امام
اظہر جہانِ شعر میں رکھتا ہے اک مقام
پروازِ فکر قوتِ تخلیق کی قسم
بزمِ جہاں پہ چھلے گا اظہر ترا قلم
اے ہوش میرا شہر کہ ہیروں کی کان ہے
بھارت کی جان ہے مے بھارت کی شان ہے



منوال شاعر آئی ایڈوکیٹ

سادھو نہیں ہیں سادھوؤں جیسے ہیں منوال
 اردو زبان کے پڑھے لکھے ہیں منوال
 ان کی غزل بھی، خود بھی یہ حقدارِ داد ہیں
 اچھے بھلا یہ کیوں نہ ہوں شاگردِ شاد ہیں
 کچھ شعر تو زباں زد ہر خاص و عام ہیں
 شرمائے شہر کا، اک خاص نام ہیں



حکیم مسیحی نظامی

ہے اس طرح مسیحی نظامی کا تذکرہ
 شاعرِ حکیم ادیبِ عوامی کا تذکرہ
 آساں زباں کلامِ بلاغت نظام میں
 اظہارِ حکمتوں کا ہے ان کے کلام میں
 بے حد خلیق، ہیں بڑے اچھے ہیں میرزاں
 بیٹھک ہے ان کی گزری روایات کا نشان
 شائستگی، شگفتگی سادا مزاجیاں
 دھیمے کھنکتے لہجے میں جادو بیاباں
 حکمت ہے دن میں رات کو ہوتی ہے شاعری
 نکلتی ہے ان کو گردشِ دوراں کھڑی کھڑی
 گھر سے نہیں نکلتے مگر شہر پر نظر
 ہر کوچہ ہر گلی کی مسیحا کو ہے خبر



اک فرد جو ادیب ہے شاعر حکیم ہے
اللہ! تو کریم و غفور الرحیم ہے

۶۶۸

بند ذوقی رامپوری

ذوقی کو ہے روایتی رنگِ غزل پسند
لہجے میں اک مٹھاس سی الفاظ میں ہے قند
شعروں میں تازگی ہے لطافت ہے نور ہے
ان کی غزل خمار ہے نشہ مُرور ہے
ہجر و فراق حسن و محبت وفا جفا
راہی و راہ زن و سالارِ قافلہ
ذوقی میاں کی غزلوں کی بنیادیں ہیں یہی
ذوقی انہیں ذریعوں سے چھوتے ہیں زندگی
محفل میں خود یہ پڑھتے نہیں ہیں کبھی غزل
ہے اک جوان فوقی تا کا جو ہے بدل
پڑھتا ہے جب وہ ذوقی میاں کے کلام کو
یہ جات ہے فلک پہ وہ دادِ عوام کو

۶۶۹

قیصر شاہ خاں استاد رامپوری

استاد رامپوری کا لکھنا ہے مجھ کو حال
طنز و مزاح میں نہیں جن کی کوئی مثال
بعد از ہے شاد عارفی طنز و مزاح نگار
استاد رامپوری تختِ سبھی کا یار



قیصر ہے نام قیصری اس کا کلام ہے
شمشیر اس کا ذہن ہے اور بے نیام ہے
کتنا ہی کیوں نہ کوئی بڑا ہو، امیر ہو
صوفی ہو خانقاہی کہ محفل کا پیر ہو
طاقت میں کوئی شیر ہو رستم ہو سام ہو
ینتاؤں کا کہ شاہ کدوں کا غلام ہو
وہ چاک پردہ نام نہادوں کا کرتا ہے
اللہ کے علاوہ کسی سے نہ ڈرتا ہے
استاد زود گوئی میں رکھتا نہیں جواب
اس کا ہر ایک شعر ہے دنیا سے احتساب



یکتا ابوالمجاہد زاہد کا ہے کلام
درس خودی و درس خود آگاہی تمام
عمر اپنی ساری درس گہوں میں گزار دی
کی صرف علم و فضل کٹنے میں زندگی
وہ شاعری کہ روشنی ایمان کو طے
اک بیدھی سچی رہنڈر انسان کو طے
ہر قدم شریعت مرسل کا پاس ہے
لب پر ولانے آل محمد کی پیاس ہے

مولانا ابوالمجاہد زاہد
رحمۃ اللہ علیہ



نعت و قصیدہ، منقبت و مرثیہ، سلام
قطعہ رباعیات و غزل نظم میں ہے نام
اب بھی کئی رسالوں کے اعلیٰ مدیر ہیں
زآہد قسم خدا کی ادب کے دبیر ہیں



موج اپنا ہوش یعنی محمد علی میاں
ہنتا ہنتا راتیں جگاتا یہ نوجواں
تخلیق کار شاعر خوش طرز و فکر ہے
ہر نزم و انجمن میں محبت کا ذکر ہے
شاعر یہ ابتدا میں ہی مشہور ہو گیا
آنکھوں کا سارے شہر کی یہ نور ہو گیا
اللہ نے علم و فضل کی دولت بھی دی اسے
احباب کی رفاقت و چاہت بھی دی اسے
مستقبل اس کا ہوش بڑا تابناک ہے
فطرت بھی صاف ستھری، جلینت بھی پاک ہے
اشعار میں خلوص کی خوشبو بسی ہوئی
غزلوں میں زندگی کی حقیقت لچی ہوئی

محمد علی میاں مہتاب زبیر





محمد حسن خاں
عرفت بھوندو خاں صاحب

صائب بزرگ اہل سخن نام بھوندو خاں
گھڑیوں کی یہ دکان شعرا کا ہے اک جہاں
خوشیوں کا ہے نہ رنج و سخن کا ہے تذکرہ
دن بھر یہاں پہ شعر و سخن کا ہے تذکرہ



گل بیہ خاں دل عارفی
★ ★ ★ ★ ★

دل عارفی کہ شاعر خوش فکر و باشعور
رہتا ہے یہ تصنع، بناوٹ سے دور دور
اردو زباں میں بھی یہ حقیقت نگار ہے
ہندی کی شاعری بھی بڑی پُر بہار ہے
سب سے الگ ہے سب سے جدا اس کی زندگی
یہ خود ہی اپنی شمع ہے اور خود ہی روشنی



یہ اشتیاق میناں ہوش نظامی
چھپو چھپو

ہے باوقار ہوش نظامی کی ذات بھی
ان کا قلم ہی صبح بھی ہے دن بھی رات بھی
شاعر ہیں اور اچھے مدیر و صحافی ہیں
ہم رند مشربوں کی یہ شاید تلافی ہیں
فرصت ملے تو شعر کہیں شاعری کریں
اخبار قومی جنگ سے لے جو کچھ بچیں





بہارِ تسلیمی

”صد فخر مجھ کو ہوش“ مرے دوست ہیں بہار
رہنے پہ اُن سے ملتا ہے دل کو مرے قرار
تاریخ گوئی کا جو ہنر ہے بہار میں
یہ بات اک اضافہ ہے ان کے وقار میں
صحنِ غزل میں وقت کے یہ گل کھلاتے ہیں
اشعار میں زبان کے دریا بہاتے ہیں
تسلیم اہل شہر کو ہیں شاعرِ بہار
عزت ہیں آبرو ہیں وطن کا ہیں افتخار
رومان ہے خلوص و محبت ہے شاعری
تعمیر ہے تو باعثِ عزت ہے شاعری
ٹوٹے کو جوڑ دیتی ہیں غزلیں بہار کی
حق کی طرہی جاتی ہیں راہیں بہار کی



ساتھی عارفی

ساتھی کی دوستی پہ بڑا مجھ کو ناز ہے
ساتھی کی شخصیت ہی بڑی دلنواز ہے
ساتھی بساطِ شاعری پر اک ستون ہے
ساتھی غزل کے نجد میں پھیلا جتون ہے
ساتھی کی شاعری میں جو ہے طنز کی رمق
وہ آسمانِ شعر پہ ہے حسن کی شفق



ساتھی کا جو ادب ہے برائے حیات ہے
ساتھی کی شاعری میں نوائے حیات ہے



بید سعید رامش

بید سعید حضرت رامش پہ کیا لکھوں
پرہیزگار مستی و نیکِ دل کہوں
اک پاکباز پاک سرشت اور پاک خو
نسبت کے میکدے میں جو ہے حاملِ بو
ہے قادری تو قادریت اس کے ساتھ ہے
اس کی تو دو پہر بھی ہمیں چاند رات ہے
اس کے یہاں حجازِ حقیقت کا رنگ ہے
اس کے جنوں کے سامنے تو عقلِ دنگ ہے
وجدان و کیف و مستی و سرشاری حیات
رامش کی ہر غزل میں بیداری حیات
شامل ہیں حمد و نعت میں اس کی عقیدتیں
انسانیت کی ہوتی ہیں غزلوں میں چاتیں



دورِ آزیدی

اللہ مرے قلم کو تو انانی بخش دے
جو دورِ نو کے دور کا کچھ ذکر کر سکے
نسلِ پٹھان کینٹا آفریدی ہیں
شروعِ سخن میں آپ مکمل بیدری ہیں



مجموعہ کلام کا 'ویرانیاں' ہے نام
جس کا ہے سارے شہر میں اک خاص احترام
ویرانیاں کے ساتھ بھی ہے ایک داستاں
مالک تھے پہلے اس کے مسترت حسین خاں
کچھ اعتراض دور کو تھا پیش لفظ پر
آزاد لکھ چکے تھے حقیقت تھی جس قد
آخر کو آفریدی لہو جوش کھا گیا
چھپوا کے بار دوم اُسے اپنا بنا لیا
زیرک ہیں ہوشمند بڑے ہوشیار ہیں
المخقر کہ دور بڑے ذی وقار ہیں



اس عصر میں جنابِ دو اکر سازو د گو
اردو کے حق میں فال ہے اک نیک ہمدو
اک نامور صحافی و شاعر ادب نواز
ابھی کہ ہوش واقف راز نیاز و ناز
ہندی ادب سے ان کو کبھی تھا بہت لگاؤ
ہندی عروس کرتی تھی ان کے لئے بناؤ
اردو نے ان پہ پیار سے ڈالی جواک نظر
ذہن اور دل پہ ان کے ہوا خوشگوار اثر

دعا کر رہی



رنگین دل لطیف تھا احساس آپ کا
نظروں کو تھی تلاش کوئی حُسنِ جانفزا
راہی کوی سے آگئے شاعر کے روپ میں
اردو زبان و شعر کے ساحر کے روپ میں
ناول لکھے فسانے لکھے گیت بھی لکھے
ہندی ادب سے مدتوں یہ منسلک رہے
اردو زبان نے راہی کو وہ مرتبہ دیا
مہر آسمان ہند کا ان کو بنا دیا



یہ شور آرا شہنشاہِ ابد و کربلا
یہ شور آرا شہنشاہِ ابد و کربلا

میرے قلم پہ کس کا جنوں چھایا ہے ہوش
یہ آج کس کا نام حسین پا گیا ہے ہوش
تخلیق کس کی یہ اثر انداز ہو گئی
کس کی ادائے شعر و سخن اس کو بھاگئی
یہ آج کس کے شعر و ترنم کا ہے شہید
کس کی زبان و طرز تکلم کا ہے شہید
کھینچا ہے نقشہ سینہ قرطاس چہر کر
آذر سمجھ کے خود کو ہوا ہے خمیدہ سر
کس کا حسین نام اُبھارا سرورق
شاعر کے ذہن و دل پر بھی چھانے گی شفق



تختیل کے گلوں پہ بھی شبنم بکھر گئی
تختین کی صداؤں سے محفل نچر گئی
حسنِ سخن سراپا غزل شوکتِ زباں
یعنی کہ آسمانِ تغزل کی کہکشاں
شبنم کہ جس کے شعروں میں پھولوں کی نکبتیں
شبنم غزل میں جس کی محبت کی رنگتیں
جس کا کلام صرف محاکات و واردات
جس کا کلام فرقت و وصلت کے واقعات
سنگم نشاط و غم کا ہے ان کے کلام میں
شامل ہے مسکراتی سحران کی شام میں
ہر شعران کا تلخ حقائق کا ہے امیں
ہر لمحہ ایک حادثہٴ غم کا ہے یقین
ان کے یہاں ہیں عشق کے معنی جدائیاں
ان کے یہاں ہے برف کا مفہوم گرمیاں
ان کے یہاں خیال کی رعنائیاں بھی ہیں
ان کے یہاں جمال کی پرچھائیاں بھی ہیں
فقدانِ فلسفے کا تصوف کا زور ہے
ان کے یہاں فراق کی گھڑیوں کا شور ہے



ان کی غزل، غزل کے معانی لئے ہوئے
فرقت کی اک طویل کہانی لئے ہوئے
ہجو سبک خیال حسین، چست بندشیں
شبنم بساط شعر میں بھرتی ہیں رنگتیں
بیگم کا نام بزم سیاست میں ہے بلند
اور نام کشور آرا ہے سب کی ہیں درد مند
مشہور ادب میں آپ ہیں شبنم کے نلم سے
لیتے ہیں نام اہل زباں احترام سے
ممبر اسمبلی کی رہیں، اب وکیل ہیں
ہر بے سبیل کے لئے شبنم سبیل ہیں



زلفِ غزل کا سایہ جو نعمانیوں پہ ہے
تخلیق ایک ایک کی جولانیوں پہ ہے
اظہر کہ اک تصادمِ حسن اور عشق ہے
اظہر کہ نغمہ ہائے غزل کی جوان لے
شاعر عم و پدر ہیں برادر ادب شناس
اظہر کہ اک کتابِ ادب کا ہے اقتباس
وہ کہہ رہا ہے سینے سے نکلی ہوئی صدا
آنکھیں جو دیکھتی ہیں وہی شرکی ادا

اظہر جمیل خاں اظہر نعمانی



کیفیتِ شباب و جوانی ہے شعر میں
شاعر کے اپنے دل کی کہانی ہے شعر میں
اظہر سمو کے شعر میں ہر غم کی دھوپ کو
اظہر نکھارتا ہے امیدوں کے رُوپ کو
اک بات میں کئی کئی پہلو نکالنا
اظہر کو خوب آتا ہے لفظوں کو ڈھالنا
برجستگی میں اس کو لحاظِ مناسبات
اظہر سے جھینپتی ہے عروسِ لسانیات
دل کو تلاشِ حُسنِ نظر نقد سے بھری
پڑ ہے مئے دو آتشہ سے جامِ اظہری
جملوں میں قہقہوں کے ہیں طوفاں بسے ہوئے
لفظوں میں زندگی کے حقائق پچے ہوئے
اشعار میں اُمنگ مچلتی جوانیاں
اس مبتدی پہ ہوشِ فدا کہنہ مشقیاں
اظہرِ خلوص کارِ نجات پرست ہے
اظہر کو جو ملا ہے اسی میں وہ مست ہے



اکبر علی خاں
یہ فارسی زبان کے بھی ماہر زیادہ ہیں

اکبر علی خاں وہ ہیں کہ جو عرشِ زادہ ہیں
یہ فارسی زبان کے بھی ماہر زیادہ ہیں

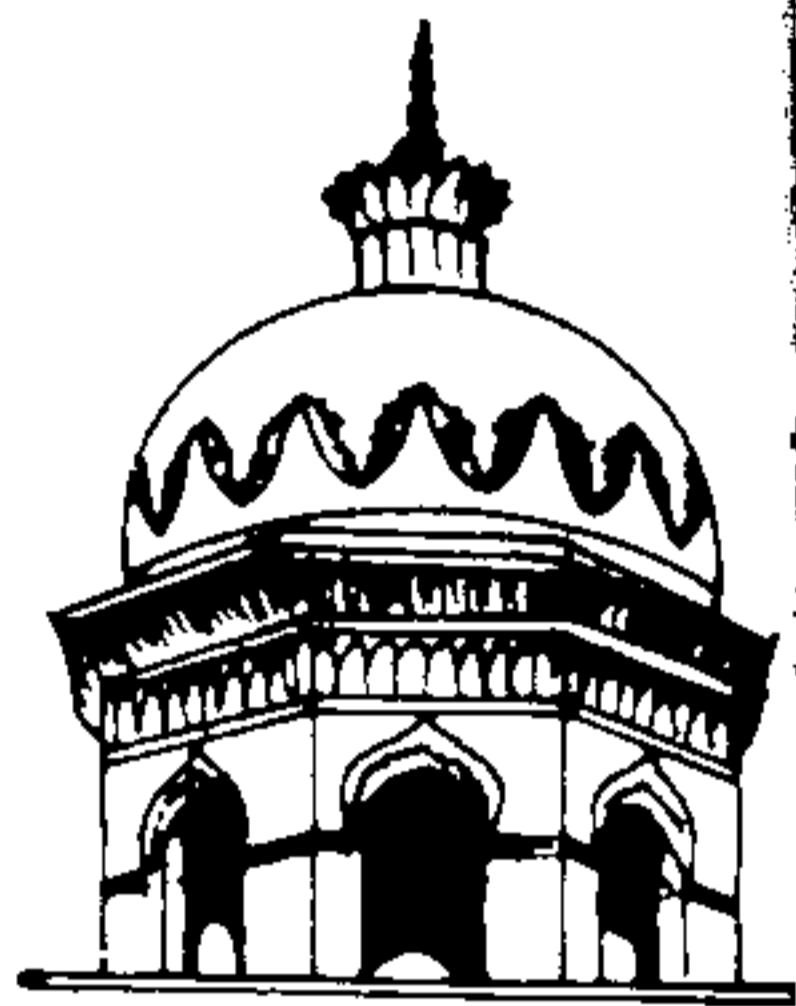


شہر غزل میں اعلیٰ ترین ان کا ہے مقام
 ہے کوہِ نورِ ادب کے خزانے میں ان کا نام
 وہ علم و آگہی کے زمانہ نظر میں ہے
 نام ان کا ہر جریدہٴ فن کی بزم میں ہے
 کرتے ہیں تجربات غزل میں نئے نئے
 لیکن سدا یہ غرقِ کتب خانہ ہی رہے
 ہندوستان ہی نہیں دنیا میں نام ہے
 ہوش ان کی عظمتوں کو ہمارا اسلام ہے
 ایسا نہیں کہ ان کو ہے کچھ علم پر غرور
 بزمِ سخنورال سے جو رہتے ہیں دور دور
 اپنے وقار کا جو تحفظ نظر میں ہے
 ان کا جہانِ قلعے میں یا اپنے گھر میں ہے



حضرت محمد احمد کاوش پھان ہیں
 سنجیدگی و سادگی کی ایک شان ہیں
 ہر اہل علم سے انہیں رغبت ہے پیار ہے
 ان کا تمام شہر میں اعلیٰ وقار ہے
 یعنی پچاس سال کی بنیادِ شاعری
 لے ہوش بے مبالغہ کاوش کی زندگی

محمد احمد خاں کاوش
 ہوش و سادگی کی ایک شان ہیں



ادب گاہ رام پور

ہوشِ نعمانی

رام پور رضا لاٹری
 حامد منال - رام پور - یو پی
 ۲۰۲۹-۰۱



بدول معاصرین کی چشمک سے ہو گئے
رہتے ہیں اب نشستوں کا بھی کچھ لئے دیئے
دلچسپیاں مگر وہی شعر و ادب سے ہیں
ہر اچھے شعر پر یہ بڑی داد دیتے ہیں



ڈاکٹر فرید صدیقی
پہنچتے ہیں

اک پیکرِ خلوص و وفا ڈاکٹر فرید
رنگِ سخن پرانا مگر شعر میں جدید
زیرک ہیں کہنہ مشوق ہیں اور باشعور ہیں
نزدیک شاعری کے ہیں محفل کا نور ہیں
ہر شخص ان کا دوست ہے یہ سب کے یار ہیں
یہ اپنی ذات میں بڑے باغ و بہار ہیں
ہم عسروں میں ہر ایک کی رکھتے ہیں یہ بتر
ہر شاعر و ادیب کا یہ جانتے ہیں گھر
نظم و قطعہ، رباعی، غزل خوب کہتے ہیں
موضوع کی تلاش میں دن رات رہتے ہیں
جو دیکھتے ہیں بس وہی کہتے ہیں شعر میں
لفظوں کے ساتھ خود بھی یہ بہتے ہیں شعر میں
کوئی نہ کوئی بات نئی کہتے ہیں فرید
کچھ شعر تو خدا کی قسم ہیں بڑے جدید



ان کا کوئی رقیب نہیں سارے شہر میں
سب کے ہیں پیارے سب کے دلارے ہیں شہر میں

✽

برش اور قلم پہ حاوی شہنشاہ صابری
کاغذ پہ کینوس پہ کرے ہے جو آزری
رکھتا ہے تیز تیز قدم اپنی زندگی
سوچی ہے خوب سمجھی ہے پرکھی ہے زندگی
سب کچھ ٹٹائے رہنے کو تیار ہر گھڑی
لیکن بچائے رکھتا ہے ہونٹوں کی وہ سنہری
پس اس کی شاعری کا ہے ایماں حقیقتاً
افلاس کو وہ دیتا ہے الفاظ کا کفن
دہمن قنوطیت کا عمل کا وہ یار ہے
بس اس کی شاعری کا ہی تو شعار ہے
کہنہ روایتوں پہ ہو جیسے نیا محل
لے ہوش دیکھ یہ ہے شہنشاہ کی غزل
اپنے سے جو بڑا ہے اُسے سر بٹھائے ہے
عزت دے دوسروں کو تو خود کو گھٹائے ہے

✽

اپنے وطن میں مضطر بہزادی بھی تو ہیں
ہیں باخبر کہ بے خبری سے بری تو ہیں

یاد شہنشاہ صابری
✽

مضطر بہزادی
✽



• ناظم میں 'قومی جنگ' میں کرتے رہے ہیں کام
 اخبار ان کا اپنا بھی ہے جانے کیا ہے نام
 سنتے ہیں فلمی دنیا سے بھی منسک ہے
 افسانے بھی لکھے ہیں کئی گیت بھی لکھے
 مضطر کی شاعری میں روایت پسندیاں
 بھاتی نہیں ہیں آپ کو جدت پسندیاں



مالک غبارِ راہ کے راہبر ہیں ڈاکٹر
 ان کا ہے شاعری سے صحافت تک سفر

ڈاکٹر شجاعت علی خاں راہبر



راہبر ہیں ایک اور جو الماسی لکھتے ہیں
 کاتب بھی خوب خوب ہیں غزلیں بھی لکھتے ہیں

راہبر الماسی



بھاتی کلیم طوری کا دانش کیسا جواب
 اس درجہ صاف گوہ ہے کہ جیسے گھٹی کتاب
 سیدھے صحافی سچے ہیں شاعر کلیم خاں
 ہونٹوں پہ اک تبسم خاص اک ادا عیاں

کلیم طوری



سلطان نظامی صاحب دل صاحب نظر
 پڑھتے ہیں خوب ان کا ترنم ہے پُر اثر

سید سلطان نظامی



اظہر بڑے بزرگ ہیں نسبت ہے قادری
ہے ان کی شاعری میں تصوف کی چاشنی

یہ اظہر القادری
○○○○○

○○

حضرت خمر ہیں شمس تغزل کی دھوپ ہیں
یہ اپنے چہرے مہرے میں غالب کا روپ ہیں

خمر شمس
○○○○○

○○○

نوحہ گری میں ہاشمی یکتائے روزگار
دل اس کا مدح آل محمد میں بے قرار

ہاشمی الہیودی
○○○○○

○○

گدی نشیں زیارت خرمہ کے ہیں نسیم
ان کی غزل میں حُب بزرگاں کی ہے شمیم

نمود میاں ذی
○○○○○○○○

|||||

میرے قلم کو ساغر جیلانی چاہیے
اردو کے گلستاں میں گل افشانی چاہیے
ساغر غزل کو ایک نیا موڑ دیتے ہیں
آجائے کوئی لفظ ادق چھوڑ دیتے ہیں

ساغر جیلانی
○○○○○○○

○○○

قرطاس پر مفاضل حق مہری کا ہے نام
کرتے تھے جن کا دل سے وطن والے اترام

مفاضل الحق مہری
○○○○○

|||



یکدم قلم کی زد پہ کچھ ایسے ہی آ گئے
معنی کی طرح لفظوں میں جیسے سما گئے
سینچیدہ ہوں تو سنگ کی جیسے چٹان ہو
ہنس دیں تو جیسے بکھر ہوا زعفران ہو
جملہ کہ جیسے مصرعہ ہو مع مبتدا خبر
چپ ہوں تو ایک راز نظر آئیں سر بسر
اشعار جب پڑھیں تو سماعت شکر شکر
مفہوم وہ کہ سامع کے دل پر پڑے اثر
اوصاف میں فرشتہ طبیعت میں آدمی
گفتار نقد تو لہجے میں دل بری
اردو میں طاق ہیں عربی کے ہیں منہتی
آنکھوں میں عقل و فہم و تدبیر کی روشنی
مہری بڑے ہی صاحبِ دل صاحبِ نظر
رہتے ہیں زندگی کے مراحل سے باخبر



شہزادہ گلریز

گلریز شاہ زادہ شہر زبان ہے
لہجہ ہے منفرد نیارنگ بیان ہے
بزم مقاصد ہو کہ محفل سلام کی
داد سخن زیادہ ہی گلریز کو ملی



خلیل خاں نعمانی

شہرہ خلیل خاں کا ہے اب تک چہار سو
مدت ہوئی کہ چھوڑ چکے محفلِ سُبُو
ہر دلعزیز ایسے کہ گلیوں کا حسن ہیں
خلوت کدوں کا حسن ہیں زاہوں کا حسن ہیں
شفاف آئینے کی طرح ذہن و دل لئے
یارانِ سنگِ خو کو بھی پانی کئے ہوئے
باتوں کے ایسے باغ لگاتے میں بزم میں
روتے ہوؤں کو پل میں ہنساتے ہیں بزم میں
شعر و سخن کا ہو گیا محدود سلسلہ
اب خاص محفلوں میں ہی جانتے آپ کا



حکیم شیر علی خاں طرب ضیائی

حاذق حکیم صوفی و شاعر طرب ضیائی
یعنی ہر ایک فن میں ہیں ماہر طرب ضیائی
ہے وقف دوستوں کے لئے ان کی زندگی
ہے ان کی شخصیت میں بلا کی فرشتگی
ان کی غزل میں شمعِ طریقت کا نور ہے
اشعار میں شراب و فسا کا سرور ہے
خوش خلق و خوش اصول ہیں مہماں نواز ہیں
اہل وطن کی نظروں میں یہ سرفراز ہیں



الفاظ کچھ گراں ہیں ادق ہے زباں مگر
ہوتا ہے سامعین کے دل پر مگر اثر
سب کے رفیق سب کے بہی خواہ ہیں طب
لیکن غرض پرستوں سے آگاہ ہیں طب
دن بھر مطب میں شاعروں کو یوں کی بھڑھے
بیمار اکاؤنٹ کا ہیں اچھوں کی بھڑھے

|||||

مرثیہ ساجل تہی

روشن ہے سب پہ مرثیہ ساجل کا سلسلہ
ملت کے نو نہالوں کے حق میں جو کچھ کیا
اردو میں کہ ہے شاعری بچوں کے واسطے
اس نے جو یہ تقاضے ہر اک سمت سے
اس نیک کام کے لئے بیڑہ اٹھایا
پھر مقصد حیات اُسے اپنا بنا لیا
بچوں کی شاعری کے لئے ملک میں ہے نام
پھیلا ہوا کتابوں میں ہے مرثیہ کا نام
چھوٹی بڑی کتابیں تو اب درجنوں میں ہیں
اسکولوں مدرسوں میں ہزاروں گھروں میں ہیں
جو کام سائے اہل سخن کو ضرور محفّا
تنہا وہ کام مرثیہ ساجل نے کر لیا



غزلیں بھی خوب خوب کہیں نظمیں بھی لکھیں
اس کے قلم پہ ہوش کوئی بند گھر نہیں



طاہر فراز

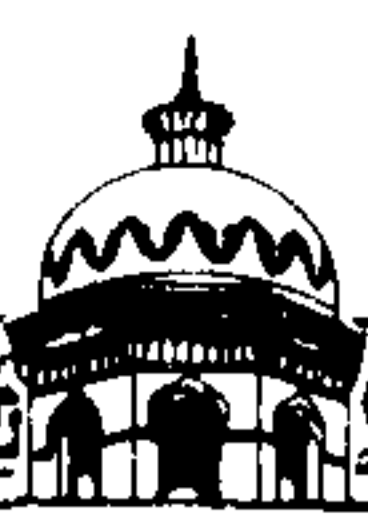
طاہر فراز ملک کا شاعر ہے نام و در
جاگے ہے اس کی شاعری میں اک نئی سحر
اس کا ترنم اس کی ادا اس کی ہر غزل
اس کا مشاعروں میں نہیں ہے کوئی بدل
پڑھنے میں اس کے ساتھ ہوا گنگنائے ہے
زلفوں کو آنچلوں کی صبا چھڑ جائے ہے
بیرون ملک بھی وہ بہت کامیاب ہے
ہے فخر ہم کو اپنے چمن کا گلاب ہے

۵۵

نیعمی

اللہ نعیم نجی کی آواز میں کھنک
ماحول میں کہ جیسے بکھر جاتی ہے مہک
شہرت ہے دور دور تلک اب نعیم کی
ہے ارتقار کی سمت رواں اس کی شاعری
ایک دن وطن کے نام کو روشن کرے گا یہ
پس اور صرف پس کو ذریعہ کرے گا یہ





کوشش عالم

ہے سس عالم الوالعزم نوجوالے
 اس کی غزل میں جہد و عمل حوصلہ عیاں
 اٹھتی ہوئی بساط تمدن کا اک نشان
 رہتا ہے خود بھی سب کو بھی رکھتا ہے شاداں
 جیسا یہ خود ہے ویسی ہی ہے اس کی شاعری
 خود بھی ہے معتدل متوازن ہے زندگی
 اشعار اس کے دل میں اترتے ہوئے لگیں
 سن کر سمٹنے لگتی ہیں بھری سماعتیں
 عالم کی خوبیوں کو گناؤں میں کس طرح
 جو بات اس میں کہ وہ بتاؤں میں کس طرح
 کاغذ کی تنگ دامنی ملحوظ ہے مجھے
 ورنہ مراقم اسے کیا کچھ نہیں لکھے
 ہے اس کی شاعری کی ہر اک ذہن پر کند
 شاعر سخن نواز اسے کرتے ہیں سب پسند



منظر وادی

منظر جو واحدی ہیں بڑے رنگ دار ہیں
 اپنی سخن گری میں بڑے ذمہ دار ہیں
 ہے ایسا تحت جس پہ ترفن نثار ہے
 ان کا سخن ودیعت پروردگار ہے



الفاظ کو برتنا انہیں خوب آتا ہے
 ان کا کلام شہر میں سب کو ہی بھاتا ہے
 اشعار میں تنوع ہے جدت سرُوپ ہے
 ان کی غزل میں موسمِ ہر ماکی دھوپ ہے
 منظرِ محبتوں کے نظارے کا نام ہے
 منظرِ ادب کے ایک ادارے کا نام ہے



مختار خاں نسیم بڑے خوش خصال ہیں
 ہیں نوجوان اور نہ یہ کہنہ سال ہیں
 یہ دل سے قدرداں کلاسیکی غزل کے ہیں
 سنتے ہیں کچھ دنوں سے بریلی میں لہتے ہیں

مختار خاں نسیم
 ۱۱۱۱۱۱



گووند رشک آبرگھرانے کے ہیں چراغ
 عطرِ غزل سے مہکا ہوا ان کا ہے دماغ
 ان کے یہاں ترقی پسندی بھی خوب ہے
 ان کے یہاں رعایتِ لفظی بھی خوب ہے
 غزلوں میں تجربات نئے رشک کرتے ہیں
 رنگِ جدید کہنہ روایت میں بھرتے ہیں
 ان کی غزل صداقتِ احساس کی امیں
 کچھتی اور فلاح کا ہر شعر ہے یقین

گووند رشک
 ۱۱۱۱۱۱



سنتوش کمار موج

سنتوش موج عاشقِ اردو زبان ہیں
 میرے وطن کی شان ہیں یہ آن بان ہیں
 راج ہے جو بھی صنفِ سخن اس میں ہے کلام
 انسانیت کا دیتے ہیں ہر شعر میں پیام
 سنجیدہ شاعری ہے زباں پاک صاف ہے
 بالکل درست ان کے یہاں شینِ فنا ہے



عینِ آفریدی

یہ جو جوانِ رعنا عتیقِ آفریدی ہیں
 آغازِ شاعری ہی سے بالکل جدیدی ہیں
 تخلیق ان کی سنگ ہے اک ٹھہرے پانی میں
 اک راستہ الگ ہے ان کی کہانی میں
 خامی کہیں پہ دیکھیں تو یہ چونک جاتے ہیں
 ظلم اور زیادتی ہو تو یہ تلملاتے ہیں
 اشعار میں سمو کے زمانے کی تلخیاں
 سوئے ہوئے صنمیں وہ پہ رکھتے ہیں برچھیاں
 انسانیت کے رخ پہ پسینہ جب آئے ہے
 شاعرِ عتیقِ خون کے آنسو بہائے ہے
 اس کی غزل میں تیر بھی، نشتر بھی، زہر بھی
 اس کی غزل میں غصہ بھی، نفرت بھی، تہر بھی



لیکن یہ اس لئے ہے کہ اصلاحِ زلیت ہو
انسائنت جہان میں مدارِ زلیت ہو
کرتا ہے چاک چہروں پہ پردے پڑے ہوئے
پاکیزہ اک سماج کی چاہت لئے ہوئے



سید شکیل غوث

سید شکیل غوث کی تعریف کیا کروں
مداح میں بھی اس کی صلاحیتوں کا ہوں
حرفوں کو لفظوں، لفظوں کو جملے کی شان دے
شعروں میں حسیت کا چمکتا جہان دے
اس نے ہوا کی نبضوں پہ رکھا ہے اپنا ہاتھ
چلتا ہے یہ فضاؤں کی آہٹ کے ساتھ ساتھ
اس کی نگاہ کچے مکاں سے محل تک
اس کی نظر ہے کانٹوں سے لیکر کنول تک
اس کی نظر دلوں سے گذر کر جب آئے ہے
چنچل سی ایک چمھتی غزل ساتھ لائے ہے
نظمِ مشاعرہ کا بھی ناظم ہے باکمال
ڈانس پہ ہو تو دیکھے کوئی غوث کا جمال
جاری شکیل غوث کا شعری سفر ہے
موجودہ اس حیات پہ گہری نظر ہے



یہ ادیب مسر ممتاز عربی

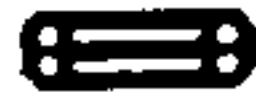
ممتاز عربی وقت کی رفتار کا ہے نام
ہم عمر شاعروں میں وہ رکھتے ہیں اک مقام
الفاظ کو تراشنا ان کے ہنر میں ہے
ڈکشن کا زور ان کی غزل کے سفر میں ہے
کہتے ہیں یہ غزل میں نئی بات لائے
ممتاز کر کے خود کو زلمنے پہ چھلئے
ان کوششوں میں ان کی ہے تعمیر کی جھلک
اک تابناک کل کی ہے تنویر کی چمک
یہ بات سچ ہے سب الگ ہٹ کے کہتے ہیں
اشعار میں معانی کے جھرنے سے بہتے ہیں
ممتاز نے سمیٹ لیں دامن میں چاہتیں
اب انتظار یار میں لذت نہ زحمتیں
یہ منکسر مزاج بھی شیریں زبان بھی
رکھتے پھٹن ولی کی نمایاں سی شان بھی

فرید مزاج

اشعار میں فرید نے جو گل کھلائے ہیں
ان سے سماعتوں نے گلستاں سجائے ہیں
اس نے نئے سماج کو یوں برہنہ کیا
اپنا برائیوں نے بھی رستہ بدل دیا



اس نے رگ معاشرہ میں زہر دیکھ کر
اپنے قلم کو خوں میں ڈلوایا بلا خطر
پردہ رُخ رسوم جہالت سے کھینچ کر
انسانیت کو دیدیا آئینہ بشر
تجزیہ جب بھی کرتا ہے وہ اپنے آج کا
ہوتا ہے ایک راستا بس احتجاج کا
کہتا ہے شعروہ کھلی شمشیر کی طرح
ہے اس کی ذات بھی کسی تصویر کی طرح
اُردو کی لاج شعرو سخن کی ہے آبرو
پھولوں سے بھی زیادہ ہے نرم اسکی گفتگو



بہتر نغمہ فرحت

اب رہگذار مرتضیٰ فرحت پہ ہے قلم
دوش سخن پہ جس کی حکومت کا ہے علم
ایسی غزل کہ جس کا دلوں پر ہو یہ اثر
حوریں سنیں تو آئیں فرشتوں کو چھوڑ کر
اللہ چند سال میں ایسی ترقیاں
گر دیدہ کر کے رکھ دے جو سارا سخن ستاں
حمد ایسی جو کہ روح کی گہرائیاں چھوئے
نعت ایسی جو کہ قلب مسلمان کو سوز دے



ایسی غزل کہ سحر کرے ساری بزم پر
ایسی غزل کہ امن کی بارش ہو لازم پر
مصرع کہ جیسے موتی پروئی ہوئی لڑی
ہر شعر جیسے جملہ راحت میں روشنی
ایسا کرے ہے بحر و قوافی کا انتخاب
آجائے ہے جو ان غزل پر نیا شباب
اللہ اس کو عرفی و بیدل کی روح دے
حالات خوشگوار دے اور عمر نوح دے



بہر معظّم شکوہ زبیر

شاعر میاں زبیر معظّم شکوہ بھی
کہتے ہیں ایسا شعر کہ ہو جس میں آگہی
شوکت ہے ان کے شعروں میں لفظ و بیان میں
پھولوں کا شہد گھولتے ہیں یہ زبان میں
سمٹا ہوا زمانے کا ہر دکھ ہے شعر میں
انساں کی زندگی کا بھی ہر سکھ ہے شعر میں
لفظوں سے یہ بنتے ہیں تصویر زندگی
ان کی غزل میں ہوتی ہے اک خاص نغمگی



مکرم الحق زکادم

سب سے الگ تھلک ہے مکرم میاں کی بات
کردار سونے جیسا ہے چاندی سی انکی ذات



پاکیزہ شعر پاک غزل پاک ہے کلام
ان کو پسند کرتے ہیں اہل سخن تمام
اخلاق میں بلند تدبیر میں طاق ہیں
خوش دل ہیں خوش لباس ہیں اور خوش مذاق ہیں



مولوی حافظ قاری طیب نعمانی

وہ جو ہیں ایک طیب نعمانی مولوی
اشعار کہہ کے پاتے ہیں اپنے میں تازگی
رغبت ہے اردو اور عربی کے کلام سے
پیتے ہیں یہ فرزدق و سعدی کے جام سے
بس سچ پہ منحصر ہے تمام ان کی شاعری
غزلوں میں ان کی ہوتے ہیں اسرار زندگی
درس و پیام زبیت ہے ان کے کلام میں
ندرت ہے ان کی حمد میں نعت و سلام میں
گذرے ہیں زندگی کے نشیب و فراز سے
واقف ہیں یار دوستوں کی ساز باز سے
کیفیت دلی کو سموتے ہیں شعر میں
اپنے لہو کے موتی پروتے ہیں شعر میں
طیب کی شاعری میں تصنع نہیں ذرا
اک آئینہ ہے دیکھ لے جس کو ہے دیکھنا



مناجات الحق حسان آندی

حسان ہیں متانتِ حق میر شاعری
 رکھتے ہیں یہ عروہنی کتابوں سے دوستی
 کہتے ہیں شعر بندِ معانی کو کھول کے
 الفاظ کو برتتے ہیں یہ تول تول کے
 بھرتی کا شعر ان کی غزل میں نہیں ملا
 مضمون جو بھی ہے، وہ ہے واضح کھلا ہوا
 کل یہ صفِ اساتذہ میں آنے والے ہیں
 اس وقت نوجوان غزل کے جبالے ہیں



فی شاہِ خاں خیرم بھوری

خیام جن کا نام نبی شاہ خان ہے
 ان کی غزل سخن کا حسین پھولدان ہے
 حساس ہیں یہ زود حس و زود رنج ہیں
 ویسے یہ مجلسی ہیں بڑے بذلہ سنج ہیں
 ملتے ہیں دوستوں سے مگر احتیاط سے
 کرتے ہیں واسطوں کا سفر احتیاط سے
 یارانہ جن سے ہے انہیں سنتے سنتے ہیں
 عزت بھی کو دیتے ہیں عزت ہی پاتے ہیں



صدائے سیسی

سنجیدہ ایک شاعرِ تسلیمی صدر ہیں
 ہوں کیوں نہ سر بلند کہ فرزندِ بددہ ہیں



بزمِ سخنوراں میں بہت کم ہی جاتے ہیں
اشعار دوستوں کو خوشی سے سناتے ہیں
ہنس مکھ ہیں، وضع دار ہیں، مہماں نواز ہیں
سننے میں دیکھنے میں بڑے دل نواز ہیں



شکیل شاعر ایڈووکیٹ

بھائی شکیل شاعر ادیب و وکیل ہے
ہے لحن بھی حسین، ترنم جمیل ہے
اشعار میں ہیں اس کے زباں کی نزاکتیں
مفہوم کہنہ میں بھی تو ہوتی ہیں ندرتیں
پجتا ہے جتنا وقت بھی مصروفیات سے
اشعار کہہ کے کھلتے ہیں لفظیات سے



یعقوب علی خاں تہر

کرتے ہیں تہر ماسٹری ذوالفقارؒ میں
فرصت ملے تو ہوتے ہیں شعری کچھار میں
ماضی میں تو شریک محافل ہے مگر
اب ساری شب گزارے ہیں یعقوب خاں کے گھر



نوناں رسا رامپوری

شاعر خلوص کار رسا رامپوری ہے
ان کا ہر اک نشست میں ہونا ضروری ہے

* ذوالفقار اسکول رام پور



یہ اور بات سیکے کہ یہ جاتے نہیں کہیں
ہاں یاد ان کو جو کرے پائے انہیں وہیں
جس دوست بھی ملتے ہیں یہ منہس کے ملتے ہیں
کرتے ہیں بات چیت تو غنچے سے کھلتے ہیں
اب تک بھی شعر کہتے ہیں اور تیز کہتے ہیں
فرصت بہت ہے کم کہ یہ مصروف ہوتے ہیں



اک سادہ سوزے نیکے شاعر وقار ہیں
مخلص فراع ذہن ہیں یاروں کے یار ہیں
کہتے ہیں جب تو اچھا ہی اشعار کہتے ہیں
اک بار ہی نہیں یہ ہر اک بار کہتے ہیں



الفاظ ہی نہیں حسن اقبال کے لئے
غزلوں میں یہ جلاتا ہے اخلاص کے دیئے
ستا ہوں میں تو کیف سا محسوس ہوتا ہے
دل میرا اس کے نام سے مانوس ہوتا ہے
تاثر لسی ہوتی ہے اس کے کلام میں
محبوب کے لکھے ہوئے جیسے کلام میں
کانٹوں پہ اس نے سو کے گزاری ہے زندگی
لیکن حسن نے پھر بھی نہ ہاری ہے زندگی



ہندوستان میں سن اقبال کی ہے دھوم
قسمت میں اپنی خودی جڑے ہیں مد و نجوم
اللہ اس کو اور ترقی عطا کرے
اس کے لئے تمام زمانہ دُعا کرے



سحر افغانی

تج کر کے جاورہ سحر افغانی آگئے
آتے ہی یہ تمام محافل پہ چھا گئے
نوخیز نوشگفتہ غزل کے امین ہیں
انکی غزل بھی خوب ہے خود بھی حسین ہیں
میری اور ان کی دوستی تو جاورہ سے ہے
ان کا بھلا ہو میری دُعا یہ خدا سے ہے



ریش منظر

ذکر ریش منظر جادو بیان ہے
جو کاغذ و قلم کا نرالا جہان ہے
مضمون ہو، قسانہ ہو یا ہو وہ شاعری
یہ جس طرف بھی جائے ادھر جائے زندگی
تحقیق کے مزاج سے ہے آشنا ریش
تخلیق اس کا شیوا ہے تالیف کا انیس
تخریر اس کی اونچے رسائل میں دیکھئے
اس کی تلاش ہو تو کتب خانے چھلینئے



یہ شخص ہوش آپ ہی اپنی مثال ہے
اس کا ہے جو کمال بھی وہ لازوال ہے



آئی ٹانڈوی
100000

راہی جو ٹانڈوی ہے وہ شاعر ہے نام و
اشعار اس کے کھولتے ہیں ذہن و دل کے در
شعر و شراب اصل میں اس کی حیات ہے
کاغذ قلم پیالہ ہی بس کائنات ہے
حساس ہے متین ہے خود دار ہے بہت
رنج و الم کے سہنے میں جی دار ہے بہت
دنیا نے جب ستیا تو بینا رہو گیا
گھن کھ کے اس جہان کے بخوار ہو گیا



آئی ٹانڈوی
100000

فہست میں جناب نیا ٹانڈوی بھی ہیں
وہ حاملِ خلوص و خرد آگے بھی ہیں
افسوس کا روبرو میں وہ اپنے بھنس گئے
گن میوں کے غار میں بیچتے بھنس گئے
پہلے تو ہر زبان پر نام نسیا رہا
لیکن نیا زمانہ انہیں کم بنے جانتا



ایمیر یوسفی

شاعر امیر یوسفی کیا و نڈر جو تھے
 برسوں بساطِ شعر و سخن پر جمے رہے
 خانہ نشین ہو گئے سب چھوڑ چھاڑ کر
 پتے میں جو بھی کچھ تھا سبک ہیں وہ جھاڑ کر
 اب اللہ اللہ کرتے ہیں بس گھر میں رہتے ہیں
 اپنے ہی بس مکان کے منظر میں رہتے ہیں



فتیس راہسوری

ہوش اب تو قیس جیسے کہ دلی کے ہو گئے
 ایسے گئے وطن سے کہ یہ ہم سے کھو گئے
 وابستہ اب بھی تیر یہ اُردو زباں سے ہیں
 شہرت کے اعتبار سے یہ آسماں پہ ہیں



سید سلیم میاں بلا پوری

قصبہ بلا پور میں سید سلیم ہیں
 اُردو کے یہ انیس غزل کے نعیم ہیں
 ہے حلقہ تلامذہ ان کا بہت وسیع
 فن ان کا ہے بلند تو ذات انکی ہے وسیع
 خادم ادب کا خود کو سمجھتے رہے سلیم
 ان کو مگر سمجھتے ہیں سب شاعرِ عظیم



واجب تو بچنے سے ہی دلی چلے گئے
ہاں رام پور والوں کو بھولے نہیں ہے
خدمات ان کی لائق صد آفرین ہے
ہوں کیوں نہ ماشاء اللہ بلا کے ذہین ہے

واجب نوری



نعمانی ہیں فرید جو شاعر ہیں بالکمال
جن کے ہر ایک شعر میں ہے وقت کا جمال
معیاری شعر کے لئے مشہور ہیں فرید
ہنگامہ ہائے شعر سے ہاں دور ہیں فرید
شوق مطالعہ ہے کتابوں کے یار ہیں
ہر دم حصول حق کے لئے بے قرار ہیں

فرید نعمانی



لو کہ ہیں آئی دلی میں گھر رام پور ہے
ترک وطن کا دھیان بہت ان کے دور ہے
دہلی میں ہے اشاعت و ترویج ان کا کام
اخبار میں رسالوں میں خوب ان کا نام

آئی رام پوری



شاعر چہار بیت و غزل کے سلیم ہیں
خاور ادب کی صبح میں چلتی شمیم ہیں

سلیم خاں



چپ رہتے ہیں مرخا مرنج ان کی ذات ہے
ان کی غزل حسین سی اک واردات ہے



تنہا عنایتی

تنہا عنایتی کا میں بھولے ہوئے تھا نام
یہ ماسٹر تھے شہر میں ان کا تھا نیک نام
افسوس جلد چھوڑ گئے اس جہان کو
کر کے پسند اپنے اجل کے مکان کو



دانش عنایتی

صد شکر ہے کہ ہم میں ہیں دانش عنایتی
ان کا مزاج بیسے کہ شفاف چاندنی
اب تو بزرگ شاعروں میں ان کا نام ہے
تدریس و درس ہی فقط اب ان کا کام ہے



اصدا شرفاں آرزو نعمانی

آرزو کہ خود جواں ہیں جواں ان کی شاعری
حرفوں میں ہے اُجالا تو لفظوں میں روشنی
ان کی غزل میں خاص تغزل کی چاشنی
ان کا شعور شعر کو دیتا ہے زندگی
ہیں راہ بر جو نام نہاد اُن سے پیر ہے
ہر خادم وطن کے لئے لب پہ خیر ہے

آزر غزل تو کہتے ہیں یسکن کبھی کبھار
 نامہریوں کا چھاتا ہے جب بھی کبھی غبار
 سر چڑھ کے جھوٹ آئے تو یہ کانپ جاتے ہیں
 بے چین ہو کے پھر یہ قلم کو اٹھاتے ہیں
 حق کہنے میں جھجک ہے کوئی خوف ہے نہ ڈر
 حالات پہ یہ رکھتے ہیں گہرائی سے نظر
 آزر کا کل حسین ہے اور تابناک ہے
 اس کا قلم سماج پہ مارِ ضحاک ہے



بالم نظامی

بالم نظامی شاعر طنز و مزح نگار
 خود بھی ہیں شاندار سخن بھی شاندار
 سب کے ہیں دوست سب کے بڑے نغمگسار ہیں
 ہر مقرر اریار کے دل کا قسار ہیں
 تعمیر ان کے طنز میں صحت مزح میں ہے
 لفظوں میں ہے وہ رنگ جو قوس قزح میں ہے
 نیت جو صاف ہے تو کوئی کیوں برا منائے
 ان کا کلام کیوں نہ ہر اک کو پسند آئے
 گاہک تھے پہلے آج یہ دوکاندار ہیں
 اور راہ م تفضی پہ ہر راہ گزار ہیں



پہچاننا

بالم سے جو نیر میں جناب چچا بلانغ
اپنی غزل سے کرتے ہیں محفل کو بانغ بانغ
پائی ہے اچھی فکر تو ہے ذہن بھی رسا
اصلاح کرتے رہتے ہیں لیڈر کی یہ سدا
ملتے ہیں میزبان کی صورت بس اٹپے پر
دوران کار رکھتے ہیں اجاب پر نظر

سید افتخار طاہر

سید ہیں افتخار ہے طاہر قلم کا نام
ہے ان کا نوجوانوں میں حد درجہ انعام
فطرت میں ان کی حسن سعادت رچا ہوا
دل میں ہے احترام بزرگیاں بسا ہوا
اچھی غزل کے ساتھ ترنم ہے لاجواب
پاتے ہیں ہر نشست میں یہ داو بے حساب
شکوہ کسی سے اور نہ شکایت ہے شعر میں
چاہت، خلوص، پیار، محبت ہے شعر میں

افتخار سائل

یہ افتخار وہ ہیں کہ ساحل کہیں جنہیں
بزمِ مشاعرہ کا سبھی دل کہیں جنہیں
شعروں میں ان کے ہوتا ہے اصلاحی سلسلہ
کم کرتے ہیں خدا سے یہ بندوں کا فاصلہ



اپنے ضمیر اپنی انا کا وقار ہیں
یہ دولتِ وفا سے بہت مالدار ہیں
ہر دل عزیز شاعر و انساں ہیں افتخار
ہر شعبہٴ حیات میں ہیں پورے ذمہ دار



اک باعمل جوان عزیز بقائی ہیں
یہ شعر و شاعری کے سدا سے فدائی ہیں
کہتے ہیں میر و داغ کے انداز کی غزل
شفاف پائیوں میں کھلاتے ہیں یہ کنول
تقریب ادب کی کوئی بھی ہو ان کو سوچئے
پھر حسن انتظامِ عزیز کی دیکھئے
کارِ ادبِ خلوص سے کرتے عزیز ہیں
ہر مرحلے سے سہل گزرتے عزیز ہیں

*
بید عزیز بقائی
*
*
*



مشہور شاعروں میں جو انور بخاری ہیں
باہر زیادہ رہتے ہیں وہ کاروباری ہیں
اللہ قسم غزل کی طرح یہ حسین ہیں
سید ہیں محترم ہیں بہت ہی عظیم ہیں

*
بید عزیز بخاری
*
*
*



تنویر یعنی

تنویر یعنی ابن سحر رام پوری ہیں
یہ میری اس کتاب میں بے حد ضروری ہیں
غزلوں کے ساتھ کہتے ہیں نعت و سلام بھی
اور اس کے ساتھ ساتھ گہستی کے کام بھی
اللہ ان کو اور ترقی عطا کرے
دامن سدا امیدوں سے ارمالوں سے بھرے



شہنشاہ بابر

بابر کہ جن کا نام شہنشاہ خان ہے
میرا پسندیدہ غزل گو جوان ہے
ہے اس کی شاعری نئے رستوں پہ گامزن
اس نے کہا حیات کو محبوب گل بدن
ایمان اس کا ہے کہ جینو اور جینے دو
امن و اماں کا شہد پیو اور پینے دو
انسائنت کی راہ میں روشن چراغ ہے
اس کی غزل شراب وفا کا ایانغ ہے



مسرور ادیب

مسرور ادیب ہیں نئے انداز کے ادیب
محبوب ان کو شاعری سب کے ہیں یہ حبیب



موجودہ اس سماج پہ گہری نگاہ ہے
مصروفیت ہی ان کی سدا سدا راہ ہے
آہستہ رو ہے آج اگر ان کی شاعری
اللہ نے چاہا ہوگی یہ کل تیز گام بھی



کیا ہے ظہیر تیرے سخن میں کلام میں
اور کیا نہیں ہے تیری غزل کے نیام میں
تو نے وہ کر دکھایا ہے اس عمر میں کمال
چھوٹوں کو طعنہ دیں گے تو دیں گے تری مثال
تو نے غزل کو ایک نیا موڑ دے دیا
کہنہ روایتوں کا ہر اک توڑ دے دیا
اس دوڑتی حیات کے اک ایک گام پر
تو نے ظہیر رکھی ہے ہر دم کڑی نظر
تیرا ہر ایک شعر ہے شمشیر کی طرح
مصراع دل ستم پہ ہے اک تیر کی طرح
تجھ سے بہت امیدیں ہیں ہم اہل شہر کو
دے گا وقار تیرا قلم اہل شہر کو
جاری ہے ادب کا سفر عمر ہو طویل
تو رحمتی ہے رحمت حق ہو تری وکیل



خلیل خاں کشمیری

ہیں بردبار شاعرِ فکر و نظر خلیل
ہے نثر میں کشش تو ہے نظموں میں بھی اپیل
لکھتے ہیں یہ خلیل خاں کشمیری اپنا نام
صدیوں سے رام پور رہا ہے مگر مقام
افسانوں میں ہے رُوح تو لفظوں میں جان ہے
تحریر ان کے کل کا سنہری نشان ہے



قاری حافظ نقیب نعانی

شاعر یہ ایک حافظ و قاری نقیب ہیں
ہیں دور یہ کسی سے نہ خود کفریب ہیں
قرآن کا درس دیتے ہیں عقیق کلمات ہیں
دنیا کو ساتھ رکھتے ہیں رشتے نبھاتے ہیں



بیہوشم و درمیاں

کاتب جو ایک سید مسرور تھے کبھی
والبستہ اب ہے اُن کی صحافت سے زندگی
نظم و غزل کا اچھا ذخیرہ ہے ان کے پاس
ان کا قلم ہے آج کل اخبار کی اساس
اعلانِ رام پور کہ جو روز نامہ ہے
ذہن و قلم کا اس سے ہی اب ان کا رشتہ ہے

شاہ رفیق عالم مسلم آفاقی
صدر دفتر

اک خاص نام ذہن سے میرے اتر گیا
یاد آیا جب تو خود پہ کچھ افسوس سا ہوا
دیرینہ دوست شاہ رفیق اپنے یار ہیں
وہ تو بیچلے دوستوں کے غم گسار ہیں
چالیس سال سے ہیں مرے رام پور میں
اس میکڈے کے شعروادب کے سرور میں
اخباروں میں مدیر رہے ہیں یہ آج تک
شاعر ہیں شاعری میں تغزل کی ہیں کھنک
پرچم خود ان کا اپنا ہے اخبار آج بھی
کرتا ہے ہفت روزہ ادا حق راہبری
ہے شہہ رفیق نام تو مسلم ادب میں ہیں
آفاقی ہیں تو ذکر ہر اک روز و شب میں ہیں

ۛ

انجمن
سوان

اعجاز اپنے شہر کے ان شاعروں میں ہیں
آنکھوں میں اہل فہم کی جو ماہروں میں ہیں
دس بیس شعر ناستہ کرنے میں کہتے ہیں
خامہ بدست اپنی دکاں پر یہ رہتے ہیں
شاگرد ان کے سب ہیں رہ اتداد پر
پوسے نہیں اترتے یہ ان کی خراد پر



اکثر مشاعروں کی نظامت بھی کرتے ہیں
 خالی جگہوں میں خوشنما اشعار بھرتے ہیں
 ہے حافظ غضب کا کہ دیوان یاد ہے
 وہ زود گو ہیں ان کو مری دل گدا ہے
 سلطانی اپنے نام میں لکھتے ہیں یہ ضرور
 الخضر ہیں حضرت اعجاز باشعور
 بات آئے شاعری کی تو یہ تن بھی جاتے ہیں
 یاروں سے روٹھ جاتے ہیں پھر من بھی جاتے ہیں



اپنے وطن میں اک ہری شکر تمنا ہیں
 ان کی غزل ہے رادھا تو یہ خود کہتیا ہیں
 فاضل وکیل ہیں مرے استاد بھائی ہیں
 اپنے بلند حوصلوں سے یہ خسلانی ہیں
 غزلوں میں ان کی روپے رنگت نکھا رہے
 ان کی نظر میں فصل خزاں بھی بہا رہے
 ان کی غزل کہ آئینہ حسن پار ہے
 ان کو نہیں کسی کا مگر انتظار ہے
 کرب فراق و بحر میں ڈوبی ہے شاعری
 ہے دیکھنے میں ان کی بہت خوب زندگی

ہی شکر یاد ویکٹ بنانا
 WWW



کیفیت اضطراب کی شعروں میں پائی ہے
 یہ کس ڈگر پہ زسیت انہیں لے کے آئی ہے
 تھوٹے بہت سیاسی ہیں فاضل وکیل ہیں
 اردو کے ارتقا کے لئے اک سبیل ہیں
 تھے ان کے خاندان میں ایسے بزرگ بھی
 تھی اوڑھنا بچھونا ہو اردو کہ فارسی



شاعر، وکیل دونوں بشارت فروغ ہیں
 کچھ شک نہیں سراپا شرافت فروغ ہیں
 لیکن مشاعروں میں یہ جاتے نہیں کبھی
 گھر سے کچھری تک ہے بس اب ان کی زندگی

بشارت خاں فروغ

یہ نزدانی ایک کیف بھی ہیں اس دیار کے
 وہ رام پور چھوڑ عسلی گڑھ میں جا بے
 آتے ہیں جب بھی شہر گلے سے ملتے ہیں
 رہتے ہوتے یہ دور بھی نزدیک سے کے ہیں

کیف یہ نزدانی

بنجیدگی اوج پہ قربان جاسے
 جب ان کو دیکھے تو اک اونچائی پلے

ظہور خاں اوج رامپوری



وہ دن بھی تھے کہ بزمِ غزل کی یہ جان تھے
خالق تھے اچھی غزلوں کے جادو بیان تھے
افسر ہیں روڈویز میں بس یہ ہے زندگی
سننے سنتے اب بھی ہیں یاروں میں شاعری



بزمِ غزل
راپوری

اچھی یہاں پہ حضرت بزمی کی بات تھی
تھی سب کو ہی پسند یہاں ان کی شاعری
سڑکوں پہ تو سلام دعا ہوتی رہتی ہے
بزمِ ادب میں حاضری ان کی نہیں سی ہے



حق راپوری

حق راپوری نظموں میں اب لاجواب ہے
ہر نظم، ہر نظم نو کے لئے احتساب ہے
حق کے یہاں معاشرے کے حق میں خیر ہے
راہ فرار ڈھونڈنے والوں سے بیر ہے



قریبانی

اک خاص بیج فکرِ قمر میں دکھائی دے
جس وقت گرد و پیش پہ اس کا قلم چلے
اب سے نہیں کبیس برس پہلے سے قمر
شعروں میں اپنے بھرتا ہے اخلاص کا اثر



سچی ہے اس کی شاعری، سچا کلام ہے
 سن کر ہی سب سمجھ لیں زباں اتنی عام ہے
 کچھ شعروہ ہیں جو کہ ادب میں اضافہ ہیں
 تعمیری انقلاب کا روشن ذریعہ ہیں



استاد بن کے آئے تھے کالج میں آفتاب
 لیکن وہ رام پور کے ہو کر ہے جناب
 فرصت ملازمت سے ملی گھر بنا لیا
 بن کر درخت خود کو یہیں پر جمالیا
 بالکل جدید طرز کی ہے ان کی شاعری
 شعروں میں ان کے گونجتا ہے ساز زندگی
 نثری ادب میں بھی یہ بڑے ذی وقار ہیں
 مہماں نواز اور محبت شعار ہیں
 اب آفتاب شمسی بھی ہیں جانِ رام پور
 ان کو یہاں ملا ہے محبت کا وہ سرور
 نثر

بہارِ فن و فنکارانہ
 لکھی گئی ہے کہ

تخلیق کارِ انتہائی رضوی عجیب ہے
 اس دور کو جو چاہیے یہ وہ ادیب ہے

انتم رضوی



نقشہ آمارتا ہے یہ اپنے سماج کا
 رستہ نیا نکالتا ہے احتجاج کا
 اشعار لکھ کے فخر کا اظہار کرتا ہے
 یہ اپنی شاعری سے بڑا پیار کرتا ہے



مہاویر سکیڈنا ماہر نعمانی ایڈووکیٹ



قصیدہ بگ میں ماہر نعمانی کی حیات
 وقف زبان اردو مہاویر کی ہے ذات
 کہتا ہے ایسا شعر کہ دل پر اثر کرے
 ایسی غزل کہ رُوح میں بھی اپنا گھر کرے
 قانون کا وکیل سخن کی دیسیل ہے
 ترویج شاعری کے لئے اک سبیل ہے



عبد الحمید طارق

عبد الحمید طارق خوش فکر نوجوان
 ٹانڈے کے لال پور میں شاعر کا ہے مکان
 ہے اچھے شاعروں میں شمار اس جوان کا
 جادو چلے ہے اس کے بھی حسن بیان کا



شاعرانہ نعمانی

دنیا سے جلد شاعرانہ نعمانی چل بسا
 کم عمری ہی میں اعظم نعمانی بھی گیا



طاہر نظامی بھی بڑا عجلت پسند تھا
اللہ کو پیارا یہ بھی بہت جلد ہو گیا

طاہر نظامی



ناراض ہو کے ہائے گئے رمزِ چستی بھی
دنیا کو چھوڑ کر گئے افسوسِ جام بھی

رمزِ چستی
جامِ افسوس



بیٹے عروجِ زیدی کے عرفانِ زیدی ہیں
یہ بھی تو نظم و نثر کی زلفوں کے قیدی ہیں

عرفانِ زیدی



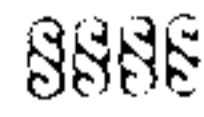
تناقب بھی شعر کہتے ہیں لیکن کبھی کبھی
ویسے بھی ہے مزاج میں ان کے تشگفتگی

تناقبِ افسوس



شاگرد ہیں بمبئی میں وہاں بھی فعال ہیں
نظم و غزل کی راہ میں وہ باکمال ہیں
کافی ضخیم عظمتِ ہند اک کتاب ہے
آپ اپنی ہی مثال ہے اپنا جواب ہے

شاگردِ بمبئی



اک نوجوان آشدِ اعجاز ہیں یہاں
شاہِ زبانِ حضرتِ صنّام کے ہیں نشان

آشدِ اعجاز



ہیں نعمت اللہ کیف سخن کے جہان میں
جیسے چمکتا تارا بھرے آسمان میں

نعت الشریف



فرحان سالم اپنی ہی پہچان بن گئے
شعرو سخن کی بزم کی یہ جان بن گئے

فرحان سالم شمس



غفران فریدی بزم غزل میں جیتے ہیں
وہ اپنے سامعین کے ذہنوں چھاتے ہیں

غفران فریدی



شاعر شکیب ماہر و احمد ضیائی ہیں
دونوں جواں جدید غزل کے فدائی ہیں

شکیب ماہر
احمد ضیائی



ہیں ارتقا پسند بہت نقش قادری
اور ہمنوائے عصر ہیں سلمان شمس بھی

نقش قادری
سلمان شمس



جاوید شمس اور شکیل وفا ضیائی
اردو زبان و شعر کی کرتے ہیں حق ادائی

جاوید شمس
شکیل وفا ضیائی





تعمیری ذہن ساجدِ امجد بھی رکھتے ہیں
شعروں میں اعتدال کی اک حد بھی رکھتے ہیں

ساجد امجد



نعمانی اک جنابِ لطافت میاں ہیں سیف
انکی غزل میں ہوتا ہے بس روح و دل کا کیفیت

لطافت میاں سیف نعمانی



شاعر بزرگ خاورِ خوش فکر ٹانڈا کے
فوٹو گرافی میں بھی یہ یکتا سدا رہے
اشعار میں زبانِ بلا کی حسین ہے
شعری ادب میں ان کی نظر بھی مہین ہے

خاور ٹانڈوی



فوٹو گرافی میں ہیں عزمی بھی باہنر
یہ ابروی تھے شعر بھی کہتے تھے خوب تر
پیارے خدا کو ہو گئے اپنی جوانی میں
الفاظ جا کے چھپ گئے گویا معانی میں

عزمی راہنوری



بھائی قنیل حسن غزل کے قنیل ہیں
پہلے سے شاعری میں یہ اپنے کینیل ہیں
شاعر ہیں شاعری کے فوائد ہیں جانتے
اچھے سخنوروں کو ہیں دل سے مانتے

قنیل مراد آبادی



۶ خان خاں جھانسی
ن ن ن ن ن ن ن ن

عرفان جھانسی کی غزل میں ہے بانگین
مفہوم شعر جیسے دوپٹے میں گلبدن
اب مستقل ہے ان کا وطن اپنا رام پور
اس میکدے سے پاتے ہیں یہ رُوح کمرود

۵۵

ضیاء اللغات خاں غنیار غنیاتی
ن ن ن ن ن ن ن ن

بیٹے بلال خاں کے ضیاء عنایتی
نعت و غزل میں رنگ ہے ان کا روایتی
یہ اپنے یار دوستوں میں چاہے جاتے ہیں
کوئی بھی انجمن سجھے یہ پائے جاتے ہیں

۷ بلال اللغات خاں

۵۶

دلایندہ ولی آہسوان
ن ن ن ن ن ن ن ن

ہیں یادداشت میں وکی جید بزرگ بھی
فنکار سوز خوانی کے شاعر بھی تھے ولی
سب کو دعائیں دیتے تھے سب تھے خوش فکری
بس خاص باغ میں ہی کٹی ساری زندگی

۵۷

مہربان کاشی پوری
ن ن ن ن ن ن ن ن

فاضل ادیب اچھے سخنور ہیں مہربان
یہ قصبہ کاشی پور کے ہیں ایک نوجوان
خدمات نظم و نثر بھلائی نہ جائیں گی
یہ خوشنما لکیریں مٹائی نہ جائیں گی



حسین گرامی

حسین تھے گرامی یہاں کے نہ تھے مگر
لیکن بنا کے اپنا ہے ہیں یہاں پہ گھر
اشعار میں چھپن تھی ترنم تھا دل نواز
انسوس ان پہ جلد ہوا در لحد کا باز



ظہور فرحت

شاگرد اپنے مرتضیٰ فرحت کے ہیں ظہور
ہیں نشہ شراب تغزل میں آپ چور
میں ان کے آج میں جو نیا کل ہوں دکھتیا
روشن ہے شہرتوں سے ہر اک اس کا راسخا



عبدالوہاب جن

عبدالوہاب جن کا تخلص سخن ہے آج
اپنے قلم سے دیں گے ادب کو نیا رواج
جتنا بھی میں نے ان کو سنا ہے وہ خوب ہے
جو آج تک ادب کو دیا ہے وہ خوب ہے



بالکل نجیب و ناز سے حضرت شجر بھی ہیں

بالکل نجیب و ناز سے حضرت شجر بھی ہیں
مخلص ہیں محترم ہیں یہ صاحب نظر بھی ہیں
بچاے آتے جاتے نہیں ہیں جو یہ کہیں!
یوں اپنے شہر والوں کی نظروں میں یہ نہیں



جیب بھوپال

بھوپال سے جیب بھی آکر نہیں گئے
شادی بیاہ کر کے یہیں کے وہ ہوئے
دو دو سو بار ایک غزل پڑھتے تھے جیب
تم "تم" کے قافیوں سے الجھتے رہے جیب



عبدالرشید خاں

اک نوجوان محمد عبدالرشید خان ہے
خالد تخلص، اور وہ اپنوں کی جان ہے
رنگ سخن بھی اس کا جڈا سب سے ہے الگ
جب سے کہ ابتداء ہوئی بس جب سے الگ
دیکھے بہت نشیب و فراز حیات ہیں
پھر بھی بغیض رب یہ امین ثابت ہیں
ہر شعر ہر غزل ہے حقیقت کا آئنا
ہے اتنا صاف گو کہ یہ کہتا ہے بر ملا
مستقبل اس کا مثل منہ و آفتاب ہے
بالغ نظر ہے جبکہ شروع شباب ہے
خالد نے نثر میں کئی مضمون ہیں لکھے
روشن کئے ہیں طنز نگاری کے بھی دیئے
اپنے وطن کے نام کو اونچا کرے گا یہ
قطرے سے ایک لفظ کو دریا کرے گا یہ



ہے دست بدستہ عرض خدا کے حضور میں
دوشیزہ غزل ہے اس کے حضور میں



نو عمروں میں ہیں فیصلِ ممتاز آج اگر
کل اپنے سامعین میں وہ ہوں گے معتبر

فیصل ممتاز



ہندی پڑھے ہیں ویسے تو اونکا سنگھ و ویک
اردو میں بھی وہ لینے چلے ہیں کوئی بریک

اونکا سنگھ و ویک



جمشید خان یعنی کہ ناوم جوان ہیں
ان کے لئے ابھی تو کئی امتحان ہیں

جمشید علی خاں ناوم



ریحان آج ویسے تو نشتر ہیں اور کل
اپنے ہر ایک شعر کا پائیں گے وہ بدل

ریحان خاں نشتر



احمد خاں احمد آتے نہیں ہیں نشست میں
آئیں تو بھر پار کریں ایک جست میں

احمد خاں احمد



طالب ہیں علم و فن سخن کے وزیر خاں
اشعار میں ترقی کے ملتے ہیں کچھ نشاں

ذیشان وزیر



اپنے قلم سے اپنے لئے میں لکھوں تو کیا
ہاں بس دیارِ علم میں طالب ہوں علم کا
یہ شاعری و دلیعت پروردگار ہے
اس فن میں طاق ہونے کا ہی انتظار ہے
ہے یارِ خاں بھی اسمِ شرافت کے ساتھ ساتھ
اب ہو گئی ہے میری تریسٹھ برس حیات
باہوش ہوں یونہی تو تخلص بھی ہوش ہے
کچھ کر گزرنے کے لئے خوں میں بھی ہوش ہے
استاد آبروئے تغزل جلیس تھے
نعمانی ہوں میں اس پہ بہت فخر ہے مجھے
ہر شاعرِ وطن میرا دل میری جان ہے
تہذیب کا نشان ہے اردو کی شان ہے
لاکھوں سلام تجھ پہ ادب گاہِ لام پور
روشن کرے جہان کو تیرے ادب کا نور

(۴)

ہدایت اللہ خاں ہدایت

شاعرِ ہدایت اللہ خاں نو وارد سخن
ہو تازہ تازہ جیسے کوئی غنچہ چمن
شعر و سخن سے ان کا سدا سے لگاؤ ہے
اشعار میں روانی سلاست بہاؤ ہے



مشق سخن رہی تو پھراک دن وہ آئے گا
نام ان کا بزمِ شعر میں اونچائی پائے گا
کاتب ہیں خوشنویس ہیں حد درجہ خوش قلم
کاغذ پہ ہے گرفت تو تحریر میں ہے دم
کاتب صحیفہ خانہ رضا کے ہیں مستقل
رکھتے ہیں اپنے کام میں شائق اپنا دل
مرقوم ہے انہیں کی ادب گاہ رام پور
فن ان کا اس ذریعہ سے پہنچے گا دور دور
میری دلی دعائیں ہدایت کے ساتھ ہیں
یعنی بصدِ خلوص محبت کے ساتھ ہیں



ہیں منشی دولہ جان خاں عارف کی ذات میں
وہ خوبیاں جو حسنِ جگائیں حیات میں
عارف بزرگ سب کے ہیں، ہیں سب کے معتبر
لکھتے رہے ہیں پھلی روایات و رسم پر
منظوم ایسے قصے کئی آپ نے کئے
جس سے کہ نسل نو کو ملیں سیدھے راستے
فیشن میں بے حیائی کے عارفِ خلا ہیں
شیریں زباں ہیں ذہن و طبیعت کے صاف ہیں

منشی دولہ جان خاں عارف تسلی
شاگردِ فقیر تسلی مرحوم



چند مرتوبین بزرگ

مشہور اسی صدی کے کئی نام اور ہیں
جن کے کلام قابل صد فکر و غور ہیں



مولوی فیاض الدین خاں فیاض

شاعر تھے ایک مولوی فیاض باکمال
فرزند جن بزرگ کے ہیں حضرت خیال



چھٹن خاں واثق اور حبیب اللہ خاں حبیب
تھے شاعری میں عرشِ انزاکت علی طیب



رحمانی تھے اثر تو جلالی سہیل تھے
عابدہ بخاری شہرِ خموشاں میں جا بے



امن خاں عیش ہائے وہ رسوا حبیب خاں
بس ان کا رہ گیا ہے کتابوں میں کچھ نشان



مچھن شباب حضرت محشر کے تھے عزیز
شعری مزاج رکھتے تھے پڑھنے میں تھانیز



شاہِ چہار بیت جو استادِ صبر تھے
خنجرِ قمر بھی اپنے زمانے میں تھے بڑے



چھٹن خاں واثق
حبیب اللہ خاں حبیب
حکیم نزاکت علی خاں عرش

اثر رحمانی
سہیل جلالی
عابدہ بخاری

امن صاحب عیش
حبیب خاں رسوا

مچھن بابا شباب

استاد صبر
قمر استاد
خنجر استاد





نثر نگاران

دُنیا ئے رام پور جو دارالسرور ہے
ہر موسیٰ ادب کے لئے کوہِ طور ہے
ہیں جس قدر بھی نثر نگارانِ رام پور
ہر ایک ان میں جانِ وطن شانِ رام پور



اک بادشاہِ خامہ و قرطاس عبدِ حی
یعنی علوم و فضل میں عباس عبدِ حی
دینا و دیں کے علم میں اک بحرِ بیہکراں
تخلیق کارِ خلق و موت کا اک جہاں
علمی ادارہ، الحسنات آپ کی ہے دین
اُردو ادب کو تازہ جیتا آپ کی ہے دین

مولانا ابوبکر محمد عظیم
پروفیسر، جامعہ اسلامیہ
راولپنڈی



صدہا کتابیں قوم کی اصلاح کے لئے
جاری ہیں آج تک بھی رسائل کے سلسلے
گنتی شمار کوئی مضامین کی نہیں
سارے نگارشات اجالوں کا ہے یقین

عبدالملک سلیم
✶ ✶ ✶ ✶ ✶

بیٹے سلیم بھی تو کسی سے نہیں ہیں کم
ماں باپ کی دعائیں ہیں اللہ کا کرم
✶ ✶ ✶ ✶ ✶

یوسف اصلاحی
✶ ✶ ✶ ✶ ✶

میر علوم یوسف اصلاحی کے لئے
یورپ کی درسگاہوں کے ہیں راستے کھلے
ان کی کتابیں علم کدوں کی ہیں نیتیں
اصلاح جن سے پاتی ہیں انساں کی فطرتیں
ذکر ہی بھی اک ذریعہ اصلاح دین ہے
ایمان کے جسمیں پھول کھلیں وہ زمین ہے

ذکر علی خاں
✶ ✶ ✶ ✶ ✶

ذکر علی خاں یوں تو کراچی میں بس گئے
وابتہ اہل مصطفیٰ آباد سے ہے
ان کی سبھی کتابوں سے چھلکے ہے رام پور
ان کے چراغ دل میں اب تک وطن کا نور



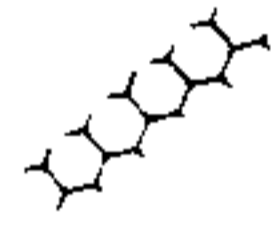
عابد رضا خاں بیدار

عابد رضا خاں یعنی کہ بیدار کی حیات
علم و ادب کی خود میں سمیٹے ہے کائنات
دنیا کے کونے کونے میں بیدار کلہے نام
ایسے جہانِ علم و ادب میں کئے ہیں کام



ڈاکٹر ابن فرید

باہر کے یوں تو ڈاکٹر ابن فرید تھے
وہ رام پور آئے یہیں کے ہی ہوئے
تالیف تصنیفات کی بہ جان اک نشاں
بس ان کی ذات علم و ادب کا ہے اک جہاں
انگلش ادب پہ ان کو بلا کا عبور ہے
اردو ادب کا رُوح میں ان کی مُروپ ہے



شیر علی خاں شیب

حضرت شیب نثر میں بھی بے مثال ہیں
تقید و تبصرہ میں بھی یہ بالکمال ہیں
تحقیق پر عبور ہے، تاریخ پر ہے بس
قالبو زبان پر ہے قلم پر ہے دسترس



منہاج الدین

مینائی خاندان کے منہاج دین ہیں
یہ طاقتِ قلم کا مکمل یقین ہیں

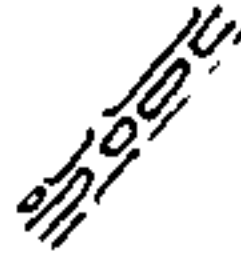


اہلِ خرد میں نام جو مینائتوں کا ہے
یہ نام علم و فضل کی رعنائتوں کا ہے



مولانا شمس نوید عثمانی

دیں کے جیالے شمس نوید اب نہیں ہے
لیکن بڑا عجیب وہ اک کام کر گئے
ثابت کیا کہ سارے ہی مذہبِ خدا کے ہیں
ہندو جنابِ نوح کی امتِ سدا کے ہیں



مولانا سلیمان قاسمی

تصنیف کار یعنی سلیمان قاسمی
اپنے قلم سے دیتے ہیں کاغذ کو زندگی
اوپنچے پڑھے لکھوں میں بھی ہے ان کا تذکرہ
دن رات بس کتابوں سے ہے ان کا واسطہ



آئی خیر آبادی

مائل جو آئے ہیں یہاں خیر آباد سے
اہلِ وطن نے ان کو نوازہ بنے داد سے
دیکر حجاب ڈاکٹر ابنِ فرید کو
لے آئے گھر رسالے کی روشن امید کو



دلدار نصری

دلدار نصری ایک بڑا نام ہے یہاں
تنقید کا، فسانوں کا تحقیق کا جہاں



بدلے میں ہے ضعیفی، عتیا میں ثقل ہے
دھیے سروں میں چلتی ہے اب زندگی کی لے

بھولے میاں وکیل

بھولے میاں وکیل بھی ہیں صاحبِ قلم
کہرا ہے ہیں نام کے ان کے ابھی علم
لفظوں میں رنگِ جملوں میں انکے مٹھاس ہے
وہ ماننا نہیں ہے کہ جو ناسپاس ہے

دینی اقبال

مشہور ادب میں ہے وہی اقبال کا قلم
افسانوں اور ناولوں میں ان کا ہے بھرم
لکھتے ہیں صفتِ علمی مضامین آج کل
دینی ادب سے پاتے ہیں تسکین آج کل

مست حسین خاں آزاد

ہیں تبصرہ نگار مسترت حسین خاں
نثری ادب میں ماننا ہے ان کو اک جہاں
آزاد کہنہ مشوق صحافی کے ساتھ ساتھ
تمقید کے جہاں میں بھی رکھتے ہیں اپنی بات

پاشا رضا خاں

پاشا رضا خاں حسن نگاری میں اک مثال
ان کی کہانیوں میں حقیقت کا ہے جمال



سلطان اشرف صاحب

سلطان اشرف ایک بڑا نام نثر میں
شائع ہوا ہے کام بڑا ان کا نثر میں

نعمت مسعود

مسعود خاں کی بیٹی نعیمہ کا کیا جواب
قاری نے دیکھے ان کی کہانی میں اپنے خواب

سید فضیلت شاہ

سید فضیلت آج بھی گویا جوان ہیں
نی، وی سے فلم تک کامیاب ہیں

آجدرمن

ماجد رمن نے پہلے تو اپنوں کے داد لی
اب اختیار کر لی ہے دہلی کی زندگی

سید فرحت

سب سید فرحت الگ رنگ رکھتے ہیں
اپنی برائیوں سے سدا جنگ رکھتے ہیں

ایم ظفر

اہل قلم ہیں ایم ظفر اور صحافی بھی
ان کی زبان سادہ میں، دل کی روشنی



مسعود اختصار پسندِ اک کہانی کار
نسبتِ ظفر ہے اونچے اویوں میں کج شمار

مسعود الظفر

مسعود آغا ساتھ جو لکھتے خلیل ہیں
بس اپنے آپ میں ہی یہ اپنی دلیل ہیں

مسعود آغا
میں لکھتے ہیں

بے

صدیق جن کا نام تبسم نشاط ہے
ان کے تو حرفِ حرف میں بھی احتیاط ہے
یہ شہر میں جدید کہانی کے ہیں امام
بس حرف لکھنا پڑھنا ہمیشہ رہا ہے کام
افسانے جتنے لکھے تبسم نشاط نے
ہندوستان بھر کے رسائل میں ہیں چھپے

تبسم نشاط
1111111111

میدانِ نشر میں بڑا نکہت کا نام ہے
ان کا ہر اک فسانہ صداقت کا جام ہے

نسبتِ ظفر

تحقیق کے جہاں میں ہیں ڈاکٹر ظہیر
لکھے پڑھوں میں ان کی کتابیں ہیں دلپذیر

ڈاکٹر ظہیر
میں لکھتے ہیں



شوکت علی خاں ایڈووکیٹ

شوکت علی خاں پیشے سے یوں تو وکیل ہیں
لیکن قلم کی صفت میں یہ روشن دلیل ہیں

صداقت راپوری

افسانوی ادب کی صداقت اساس ہیں
پہلے کبھی یقین تھے مگر اب قیاس ہیں

صہین خاں شفا

مشہور ہیں حکیم محمد حسین خاں
کاغذ پہ نشر کرتے ہیں صد رنگ آسماں

شعائر اللہ خاں

فاضل شعائر اللہ خاں اچھے ادیب ہیں
یعنی کہ یہ مدیر و مدرس خطیب ہیں

سید نذر الحسن قادری

تحقیق میں ہیں سید نذر الحسن میاں
تصنیف کی ہیں راہوں میں یہ بھی رواں دواں

بشارت فروغ

میدانِ نشر میں ہیں بشارت فروغ بھی
کچھ گزری نظم میں بھی تو ہے ان کی زندگی

منظور فاخر

منظور فاخر اپنی جگہ اک ادیب ہیں
تخریر میں یہ دین سے بحد قریب ہیں



گستاخ اپنی طنز نگاری میں لاجواب
لاتے ہیں یہ بھی نثر کی دنیا میں انقلاب

زیر گستان

کاوش کا ہادی نام ہے مسجد کے ہیں امام
مذہب کے سلسلے میں بہت سا کیل ہے کام

عبدالہادی خاں کاوش

انجم بہار شمسی کے افسانے واہ واہ
ملتی ہے زندگی کو محبت کی ایک راہ

انجم بہار شمسی

شاہد جناب حضرت ضامن کے ہیں پسر
اردو ادب پہ ان کی بہت گہری ہے نظر

شاہد ایاز

خامہ صبحہ شمسی کا ہے تیز رو بہت
ان کی کہانیوں میں ملی ہے نئی جہت

صبحہ شمسی

آغازی ایاز نظر کا حسین ہے
وہ ارتقائے فن کا مکمل یقین ہے

ایاز نظر

مسلم وہ نوجوان کہ غازی کہیں جسے
وہ بھی جلا رہا ہے ادب کے نئے دینے

ظہور مسک غازی



ذکی اللہ خاں

اچھی ہے نثر میں ذکی اللہ خاں کی بات
تاریخ ساز مانتے ہیں سب ہی انکی ذات

اطہر مسعود

چلتا ہے خوب اطہر مسعود کا قلم
نثری ادب میں اوپنچا ہے اس شخص کا علم

م. تفضی ساحل تیسری

تحریریں سب ہیں مرتضیٰ ساحل کی پراثر
بچوں کی نفسیات پہ بھی ان کی ہے نظر
اس سلسلے میں خوب ہی لکھتے ہیں مرتضیٰ
مضمون ہوں کہ چاہے کتابوں پہ تبصرہ
اک وقت میں صحافی بھی ہیں اور مدیر بھی
القصد نذر ساری قلم کو ہے زندگی

عقین جیلانی سالک

جیلانی جو عتیق ہیں سالک بھی نام ہے
لکھنے میں ان کو صبح ہے دن نہ شام ہے
میری بھی ہر کتاب پہ مضمون ان کا ہے
میں کیا دل و دماغ بھی مضمون ان کا ہے

نفس صدیقی

بھائی نفس اپنی جگہ کامیاب ہیں
مضمون میں ڈراموں میں بہ انتخاب ہیں



کیا آفتاب شمسی کی تعریف یاں کروں
ہیں طاق نظم و نثر میں کس کا یاں کروں

آفتاب شمسی

بیٹے جوان ہیں وصی اقبال کے نوید
کہنہ تصورات قلم ہے مگر جدید

نویا اقبال

میں نے بھی بہت سی لکھی ہیں کہانیاں
اب ان کے سامنے ہے گڑھتی ہی کا جہاں

میں انعمانی

اک صاحبِ قلم کہ جو ہیں امتیاز خساں
لمبے ترانگے چوڑے حسین ایک نوجواں
فاضل صحافی اچھے یہ مضمون نگار ہیں
اسپورٹ کے جہان میں یہ باوقار ہیں
شعروں سے شاعروں کے بڑا ان کو پیار ہے
ہر اک کو ان کی دوستی کا اعتبار ہے

استیاز الرحمن خاں

عباس جن کو کہئے حسن جن کا نام ہے
ان کا دیارِ نثر میں اصلی مقام ہے

ڈاکٹر سید حسن عباس

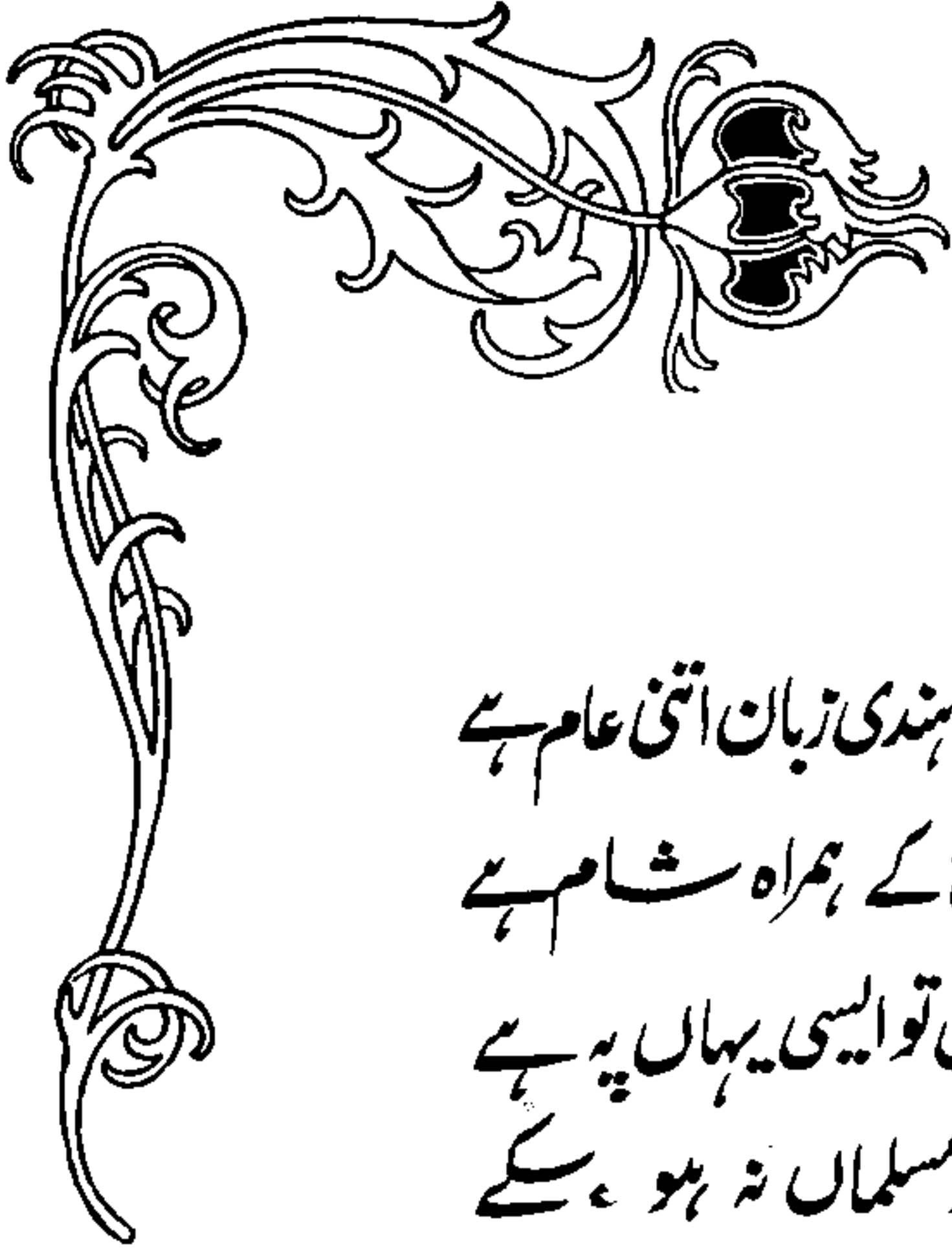


تالیف ان کا شغل ہے ترتیب ان کا کام
تخلیق تو ودیعتِ فطرت ہے ان کے نام
اک منہتی فارسی ہیں ڈاکٹر حسن
ایران کے دبستان کا جیسے کوئی چمن
ترتیب دی ہیں جتنی کتابیں بھی آپ نے
مربایہ ادب میں اضافے گئے گئے
تاریخ کا فلک ہے کتب خانہ رضا
عباس اس فلک کے ستاروں کی ہیں ضیاء
احسن ہے فکر لائق تحسین ہیں حسن
روح رضا کے واسطے تسکین ہیں حسن
ان کی نظریں قدرِ قدیم و جدید ہے
تحریر ان کی دونوں پہ حسن مزید ہے
چارہ گر ادب ہیں، حکیم زبان ہیں
نقشے پہ آگہی کے سنہرے نشان ہیں
عباس بھی حسن بھی ہیں یہ ڈاکٹر بھی ہیں
اہل دماغ اہل دل اہل نظر بھی ہیں





کوی صاحبان



میرے وطن میں ہندی زبان اتنی عام ہے
جیسے ہر ایک صبح کے ہمراہ شام ہے
اور عام بول چال تو ایسی یہاں پہ ہے
کچھ امتیاز ہندو مسلمان نہ ہو، سکے
تہذیب سب کی ایک سی اور ایک سا لباس
اک دوسرے کے رہتے ہیں سب لوگ اس پاس
وہ کاروبار ہو کہ غمی ہو کہ ہو خوشی
مُل جُل کے سب گزارتے ہیں اپنی زندگی
ہندی کی گوشٹی ہو کہ اُردو مشاعرہ
ہر شخص ذوق و شوق سے سننے کو جائے گا
اب کچھ کروں میں ذکر گوی صاحبان کا
یعنی کہ اپنے شہر کی ہندی زبان کا



لکھتا ہوں سب سے پہلے ششٹی جین کا میں نام
ہندی جگت میں ہی نہیں اردو میں ہے مقام

کلیان کمار ششٹی جین



ترجمہ جناب لکشمی پانڈے کا نام ہے
ہیں ان کے لوگ گیت کہ ہوئی کی شام ہے
گنگا پہ جو کویتا ہے وہ شاہکار ہے
چھپ جائے یہ سمجھی کو بڑا انتظار ہے

ترجمہ پانڈے



ناگیندر ڈاکٹر ٹرے ودوان ہیں یہاں
ہندی جگت میں رکھتے ہیں اپنا سویم نشاں

پتھو شال ناگیندر



واچش پتی اشیش بھی لیکھک و شیش ہیں
گیت ان کے سوکھی دھرتی پہ ساون کیش ہیں

واچش پتی اشیش



اُپدیش ایکتا کا ہی دیتے ہیں اوم کار
رچنائیں ان کی جیسے کہ ٹھنڈی چلے بہار
انبار ان کا ہندی میں رام و رحیم ہے
یہ بھائی اوم کار کا کارِ عظیم ہے

اوم کار رحیم اوم



اتنا ہمیش راہی کی کوتا میں پیار ہے
اک اینٹ ہنکتی ان کی گلابوں کا ہار ہے

ہمیش راہی



نتہور ہیرالال کرن کے ہیں میٹھے بول
چھندوں تکان میں بڑی انکی ناپ تول

ہیرالال کرن



ودھیارتی شمشو ہیں توجے کے رتن بھی ہیں
اور شونہ کے نام سے رادھا رن بھی ہیں

آرینی ودھیارتی شمشو
جے کے رتن
رادھا رن شونہ



ایشور مرن کوی شری سنگھل بھی ہیں یہاں
جگدیش ہیں ویوگی کہ ساہتہ کا آسماں

ایشور مرن سنگھل
جگدیش مرن ویوگی



شہرت میں اگر سین و نر آج آگے ہیں
رگھیر شراونیک میں رنگت جاتے ہیں

اگر سین و نر
رگھیر شراونیک
آندھیں شرد
گوتم منوج



آندھیں شرد تو ہیں گوتم منوج بھی
گیتوں میں دونوں کو یوں کہ ہوتی ہے کھو بھی

برج لال پانڈے
شیو سروپ
نچھل

۷۴۷

میں برج لال پانڈے کی تعریف کیا کروں
یہ سوچتا ہوں نچھل و بھوشن پہ کیا لکھوں

لام بھوشن



بھائی نریندر یعنی بمل اپنے یار ہیں
چنگ، مینک و ویک بھی بندوں کا ہار ہیں



رادھا کشن، سچن کا ہے بھاشا پہ اختیار
لوہرنگہ روہیلا کی رچنا میں ہے بہار



آنند کا کمد کا دھریندر کا کیا جواب
گووند گوپی رام بہادر پہ ہے شباب



کہتے ہیں جن کو رام کشور اور ورتاجی
بھاوک ہیں بھاؤ ناؤں میں ہتی ہے شاعری



جتنی ہمیش چندر کو سٹھی بھی کہتے ہیں
گیت ان کے پیار پر کم کے جذبوں میں ہتے ہیں



کو تیا ائل تر ویدی کی بالکل نوین ہے
ہر رچنا شیم گیت کی اک نازین ہے



نریندر بمل
اندرا بھینک
ادم کار و ویک
جگدیش مینک
رادھا کشن سچن
لوہرنگہ روہیلا
کمد آنند دھریندر
چندر پرکاش
گووند گوپی رام
رام کشور

میش چندر چین سبھی

نیل تر ویدی
شیم گیت
ڈاکٹر پاشک



روی پر کاش صرف
کشوری لال پیغم

پاٹھک روی صرف ہوں باہوں کشوری لال
یہ سارے بند بند میں کرتے ہیں اک کمال



اوم چنتک
لام بہادر سکینہ

چنتک سے بھائی رام بہادر تک چلیں
کاویہ میں اپنی آمتا کاروپ دیکھ لیں



ریکھا سکینہ
اینتا جین

ریکھا اینتا جین، سنگیتا سرشتی پر
مانو سرسوتی کی ہے کرپا بھری نظر



نگیتا سرشتی
گریما گیتا

سندر بہت ہی گریما گیتا کے گیت ہیں
مانوتا کے پستیا کے من کے گیت ہیں



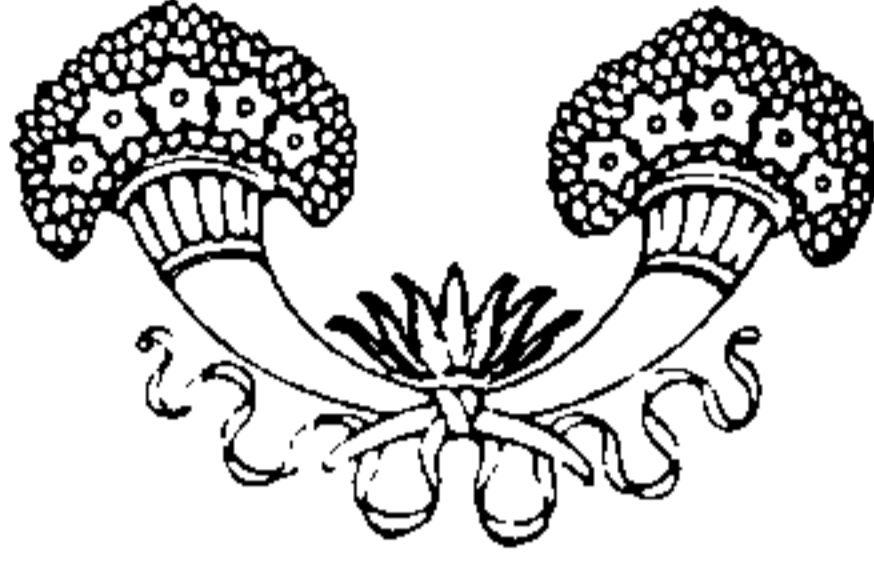
مردو ل مرد

کاویہ میں گیان دھیان ہے مردو کہ مرد کے
شروتا سویم میں لین ہوں وہ گیت ہیں لکھے





نثری رمیش کمار چین نثری



نثری مد رمیش چین کوی اک و شیش ہیں
سیوک سرسوتی کے ہیں مانو رمیش ہیں
سپادکوں میں نام ہے ان کا رجت کے ساتھ
ہرے رہا ہے ان کا سدا لیکھنی کے ساتھ
پھولوں پہ پیر لوپوں پہ رچنائیں ہیں بہت
ان سے مرے وطن کو بھی آسائیں ہیں بہت
بیٹے اند کمار کے پیارے ہیں شہر کو
لیکھوں سے اپنے، آپ سنوارے ہیں شہر کو
ساہتیہ کی سمھاؤں میں بھی ان کا نام ہے
اس چھیتر میں رمیش کا چندن سا کام ہے
اردو سے ان کو عشق ہے ہندی پیار ہے
اس نوجواں کے بائے میں سب کا وچار ہے

۱۰۱ رجت اخبار



تاریخی قطعات

سید سلطان نظامی

بہار تسلیمی

جوہر باسودھوی



تاریخی قطعات

تعمیر ساز جس کا ہوا ہوشِ ذی شعور
اللہ اس کو رکھیو تو مشہورِ دُور دُور
سلطان اس کے واسطے تاریخ یوں کہو
تخلیقِ برق سوزِ ادب گاہِ رام پور

نید سلطان نظامی

۱۹۶۹



گفتارِ نطقِ عظمتِ گفتارِ تیغِ او
رفتارِ کلکِ عالمِ رفتارِ تیغِ او
از چشمِ ہوشِ بارِ باسدگانِ دید شد
ہر کارِ ہوشِ کارِ طرحِ دارِ تیغِ او

۱۶ — ۵ — ۱۲



کہا ہوش نے خود برائے ادب
 نکھرتی ہے اس سے فضائے ادب
 سوالی ہوا خود، دیا خود جواب
 غزل ہوش کیا ہے ادائے ادب

۱۴ ————— ۱۴



از نتیجہ فکر
 بہار سپہی

ہر کج گلستانِ سخن دیکھ جھوم اٹھا
 ہے صورت بہار ادب گاہِ رام پور
 اب تم بہارِ مصرعہ تاریخ یوں کہو
 اردو کا افتخار ادب گاہِ رام پور

۱۹ ————— ۱۹



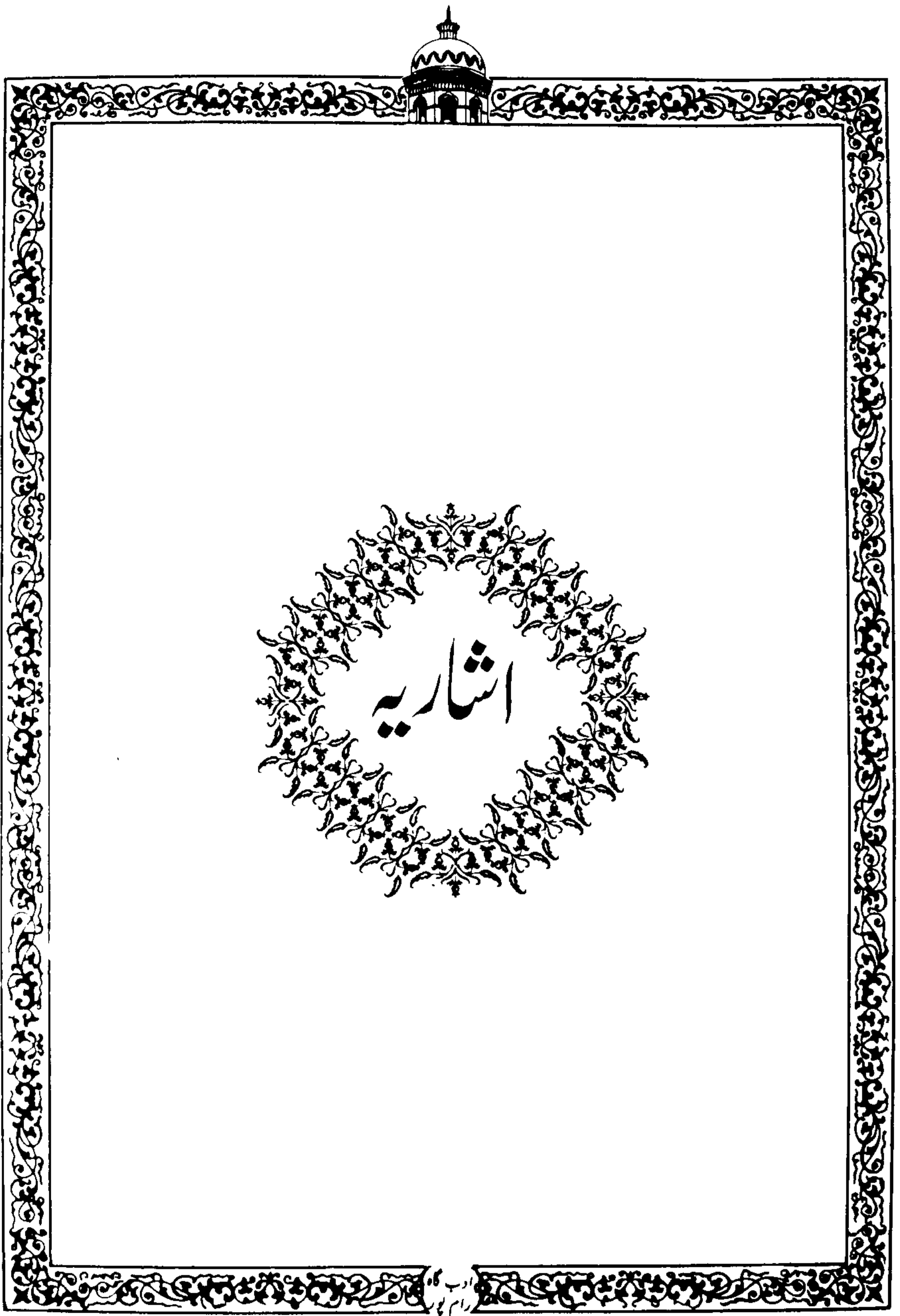
جوہرِ باسودِ صوی
 گنجِ باسودہ

(ایم بی بی)

اپنے جو علم و فن میں یکتا ہے
 جس پہ جوہر ہے فضلِ ربانی
 فخر سے آج میرے بھائی کو
 لوگ کہتے ہیں ہوشِ نعمانی

گلزارِ عقیدت







(آ)

۵۰	اشک، صاحبزادے اچھن ضا	۱۶۶	آزاد، مسرت حسین خاں
۱۶۶	اوشیش، واپش پتی	۱۳۸	آزر نعمانی احد اللہ خاں
۲۰	اصغر، اصغر علی خاں	۱۳۶	آسی رامپوری
۱۱۶	اظہر، سید اظہر القادری	۳۵	آشفق، عبیر شاہ خاں
۱۶۲	اظہر مسعود	۳۶	آشنا، مرزا محمد اکرم برلاس
۹۶	اظہر غیاثی ایڈوکیٹ	۱۲۹	آفتاب، پروفیسر آفتاب شمسی
۱۱۱	اظہر نعمانی، اظہر جمیل خاں		(۱)
۱۲۵	اعجاز، اعجاز سلطانی	۱۶۵	ابن فرید، ڈاکٹر
۳۶	افسر، نواب احمد باز خاں	۱۶۳	ابوسلیم محمد عبدالحی، مولانا
۵۶	افق، افق بھارتی	۶۶	آثر، الحاج کرنل جعفر علی خاں
۱۶۹	افلاک، نکت افلاک	۱۶۱	آثر رحمانی
۱۳۳	اقبال، حسن اقبال	۵۲	آثر محمد علی خاں
۱۱۲	اکبر، اکبر علی خاں عرشی زادہ	۵۱	آثر ولایت حسین خاں
۳۶	اکرم، مولوی محمد دہلوی	۱۵۶	احمد خاں احمد
۵۳	الطاف، حکیم الطاف علی خاں	۱۵۲	احمد ضیائی
۱۶۲	امتیاز الرحمن خاں	۱۲۹	اختر رضوی
۱۵۳	امجد، ساجد امجد	۱۰۱	انسار رامپوری، قیصر شاہ خاں
۲۳	امیر، امیر مینائی	۱۶۸	اشرف، سلطان اشرف ضا



۵۲	بشیر، بشیردرانی	۱۳۶	امیر، امیر یوسفی
۶۶	بقا، بنی جان خاں	۳۵	امیر، نواب محمد یار خاں
۱۲۰	بلاغ، اختر چچا بلاغ	۵۶	انجان، انجان ہدایتی
۱۶۹	بمل نریندر	۱۶۱	انجم بہار شمس
۱۰۶ ۱۸۲	بہار تسلیمی	۱۲۱	انور، سید انور بخاری
۱۶۸	بھوشن رام بھروسے	۱۸۰	ایتنا جین
۱۶۷	بھولے میاں ایڈوکیٹ	۱۲۷	اوج، ظہور خاں رامپوری
۳۹	بیتاب، صاحبزادے عباس علی خاں	۲۵	اوج، عابد حسین
۳۶	بے جان، عزیز خاں	۱۸۰	اوم چنتک
۱۶۵	بیدار، ڈاکٹر عابد رضا خاں	۱۷۷	اوم کار سرن
۲۳	بیمار، شیخ علی بخش	۶۱	ایمن، محمد حسین خاں ریختی گو

(پ)

۱۶۹	پاٹھک، ڈاکٹر
۱۶۷	پاشا رضا خاں
۱۲۰	پریم کشوری لال
۱۶۹	پنچ، اندرا پنچ

(ب)

۱۳۹	بالم نظامی
۷۱	بدر، ابراہیم علی خاں بدر تسلیمی
۱۷۸	برج راج پانڈے
۵۷	برق، چھنوخاں
۱۰۲	برق زیدی
۱۲۸	بزمی، بزمی رامپوری



		(ت)	
۴۵	جلیل، جلیل مانگپوری		
۷۴	جلیل، حضرت جلیل نعمانی	۱۵، ۱۶۹	تبسم نشاط
۷۳	جمیل نعمانی	۳۹	تسکین، میر حسن
۱۸۴	جوہر باسودھوی	۴۳	تسلیم
۵۱	جوہر، مولانا محمد علی جوہر	۳۸	تسلیم، محمد کبیر خاں
۱۷۹	جینی، رمیش چندر سیٹھی	۱۴۶	تنہا، ہری شنکر ایڈوکیٹ
	(ح)	۱۴۲	تنویر، تنویر سحری
۱۶۱	حبیب، حبیب اللہ خاں	۱۳۸	تنہا، تنہا عنایتی
۱۵۶	حبیب بھوپالی		
۱۳۱	حسان، متانت الحق حسان آفندی		(ث)
۳۵	حسرت، ہلال ذوقی رام	۱۵۱	ثاقب رام پوری
۱۷۳	حسن عباس، ڈاکٹر سید	۸۲	ثروت، سید موتی میاں
۱۵۵	حنین گرامی	۱۱۷	ثرشمسی
۱۴۸	حق رامپوری		(ج)
۴۴	حیا، شہزادے میاں	۱۵۱	جام رامپوری
	(خ)	۴۴	جان، جان صاحب
۱۵۶	خالد، عبداللہ خالد	۱۵۲	جاوید شمسی
۱۵۳	خاور ٹانڈوی	۴۹	جبار، صفی
		۴۳	جلال



	(س)		خاور سلیم خاور
۱۱۹	راز، پروفیسر اوم پرکاش گپتا	۱۳۴	خلیل، خلیل خاں کشمیری
۶۰	راززدانی	۱۲۰	خلیل، خلیل خاں نعمانی
۱۵۱	راشدا عجاز	۱۶۹	خلیل، مسعود آغا
۳۹	رافت، شاہ رؤف احمد مجددی	۱۶۱	خنجر استاد
۱۸۰	رام بہادر سکینہ	۸۹	خیال رام پوری، نہال الدین خاں
۱۰۶	رامش، سید سعید میاں	۳۱	خیام رامپوری، بنی شاہ خاں
۱۶۹	رام کشور وراما		(د)
۱۳۵	راہی ٹانڈوی		داع
۱۰۸	راہی، دو اکراہی ایڈوکیٹ	۴۴	دانش، دانش عنایتی
۱۶۸	راہی مہیش راہی	۱۳۸	دلدار نصری
۱۶۸	رتن، بے کے رتن	۱۶۶	دل عارفی، گل شیر خاں
۱۳۲	رسا رام پوری، ننو خاں	۱۰۵	دور آفریدی
۴۶	رسا، میر احمد رسا	۱۰۶	
۳۹	رسا میر احمد علی		(ذ)
۱۶۱	رسوا، حبیب خاں	۱۶۳	ذاکر علی خاں
۵۰	رشید، استاد رشید خاں	۱۶۲	ذکی اللہ خاں
۳۶	رفعت، مولوی غلام جیلانی	۱۰۱	دوقی، سید ذوقی میاں
۳۸	رقت، حبیب البنی خاں مجددی		



۱۵۲	سالم، فرحان سالم شمسی	۱۵۱	رمز چشتی
۱۶۹	سچن، رادھا کشن	۳۸ و ۴۱	زند، نواب احمد علی خاں
۱۳۴	سحر، سحر افغانی	۱۶۹	روہیلا، لوہر سنگھ
۸۲	سحر، عابد علی بیگ	۱۸۰	روی، پرکاش صراف
۱۵۵	سحن، عبدالوہاب	۱۱۶	رہبر، ڈاکٹر شجاعت علی خاں
۵۵	سحن، منشی طوفان	۱۱۶	رہبر، رہبر الماسی
۵۸	سرور، آنند کمار جین عرفانی	۹۵	رئیس رام پوری
۴۰	سروش، صاحبزادے عبدالوہاب خاں	۱۸۰	ریچھا سکینہ
۱۶۸	سعید فرحت		
۱۱۶	سلطان، سید سلطان نظامی		(سنا)
۳۶	سلطان، نواب نصر اللہ خاں	۱۰۳	زاہد، مولانا ابوالمجاہد زاہد
۱۵۲	سلیمان شمسی	۱۲۹	زیر، سید معظم شکوہ
۱۳۶	سلیم سید سلیم میاں بلا پوری		
۱۶۸	سنگل، ایشور مرین		(سن)
۱۸۰	شگیتا مریشٹی	۱۰۶	ساتھی عارفی
۱۶۱	سہیل جلالی	۱۴۰	ساحل، افتخار ساحل
۱۵۳	سیف نعمانی، لطافت میاں	۲۸، ۱۲۱، ۱۶۲	ساحل، مرتضیٰ ساحل تسلیمی
۹۲	سیماب، نزاکت علیخاں ساز سیمابی	۱۱۷	ساغر جیلانی
		۱۶۲	سالک، عتیق جیلانی سالک



۱۶۰	شفا، حکیم محمد حسین خاں	(ش)
۲۰	شفقت، سید نجف علی	
۵۲	شفیق، مولانا محمود	۵۶
۶۹، ۱۶۵	شکیب، شبیر علی خاں ایڈوکیٹ	۲۵
۱۲	شکیل رحمانی	۱۳۲
۱۲۶	شکیل، سید شکیل غوث	۱۵۰
۵۹	شکیل نعمانی	۱۵۱
۵۶	شمس شادانی	۱۶۱
۱۶۶	شمس نوید عثمانی، مولانا	۳۹
۹۰	شوق اثری	۱۶۱
۵۲	شوق احمد علی خاں	۱۰۹
۵۸	شوق، رگھونندن	۵۰
۳۲	شوق، مولوی قدرت اللہ	۱۵۵
۲۳، ۱۶۰	شوکت علی خاں ایڈوکیٹ	۱۶۸
۱۶۸	شوئیہ، رادھارمن	۵۲
۱۲۲	شہنشاہ بابر	۱۶۸
۱۱۵	شہنشاہ صابری، سید	۱۶۸
۲۸	شہیدی کرامت اللہ	۱۶۶
۱۶۹	شیام گپت	۱۳، ۱۶۰
		شاد عارفی، احمد علی خاں
		شاد آں بلگرامی
		شاعر، شکیل شاعر ایڈوکیٹ
		شاغل نعمانی
		شاگرام پوری
		شاید اعجاز
		شاہ، میر احمد علی
		شباب، مجھن ابا
		شبنم، بیگم کشور آرا ایڈوکیٹ
		شبیر، شبیر علی خاں
		شجر رام پوری
		شرد، آند شرد
		شرف زیدی، سید
		شرما، رگھیر شرما
		ششو، آر پی، ودھیارتی
		ششی، کلیان کمار جین
		شعائر اللہ خاں، ڈاکٹر



(ط)

۱۵۰	طارق، عبدالحمید
۱۰۴	طالب رامپوری
۳۷	طالب، مولوی اللہ داد
۵۰	طاہر، ابوطاہر مجددی
۱۲۰	طاہر، سید افتخار طاہر
۱۵۱	طاہر نظامی
۱۲۰	طرب ضیائی، حکیم بشیر علی خاں
۱۲۰	طیب نعمانی، مولوی حافظ قاری محمد ابراہیم

(ظ)

۱۶۸	ظفر، ایم ظفر
۱۶۹	ظفر، مسعود الظفر
۱۶۹	ظہیر صدیقی، ڈاکٹر
۱۶۳	ظہیر رحمتی

(ع)

۱۶۱	عابد بخاری
۱۶۳	عالم، س. ش. عالم

(ص)

۶۱	صابر، منے میاں
۱۰۵	صابب، محمد حسین خاں غنیمت بھونڈو خاں
۶۹	صبا افغانی
۱۶۱	صبر استاد
۱۶۱	صیغہ شمسی
۱۷۰	صداقت رامپوری
۱۳۱	صدیقی
۹۶	صغیر رامپوری
۵۳	صفر شمسی

(ض)

۷۲	ضامن، سید اعجاز حسین
۵۳	ضبط ربانی
۱۳۵	ضیاء ٹانڈوی
۱۵۲	ضیاء عنایتی، ضیاء اللہ خاں
۷۸	ضیاء، نور میاں ضیاء مجددی



(ع)

۳۴	غالب، مرزا اسد اللہ خاں
۳۹	غربت، غلام نبی خاں
۱۵۲	غفران فریدی
۳۶	غفلت، اخوندزادہ احمد خاں
۴۰	غمگین، عبدالقادر خاں
۳۶	غمین، حکیم عطار اللہ قریشی

(ف)

۱۷۰	فاخر، منظور فاخر
۱۲۲	فراز، طاہر فراز
۱۲۸	فرحت، سید مرتضیٰ میاں
۱۵۵	فرحت، ظہور فرحت
۱۲۷	فروع، بشارت علیخاں ایڈوکیٹ
۳۱، ۱۱۴	فرید صدیقی، ڈاکٹر

۳۷	عباس، محمد عباس خاں
۳۵	عبرت، حکیم میرضیاء الدین
۱۲۵	علیق آفریدی
۱۶۱	عرش، حکیم نزاکت علی خاں
۶۸	عرشی، مولانا امتیاز علی خاں
۱۵۱	عرفان زیدی
۱۵۴	عرفان، عرفان خاں جھانسی
۶۰	عروج زیدی
۵۶	عروج، شبین میاں
۴۹	عزت، مولوی غیاث الدین
۱۵۳	عزیمی راپوری
۱۴۱	عزیزید عزیز بقائی
۵۱	عشرت رحمانی
۳۵	عشرت میر غلام علی
۳۹	عنایت، صاحبزادے عنایت علی خاں
۵۱	عندلیب شادانی
۱۶۱	عیش، امن صاحب



(ک)

۱۶۱	کاوش، عبدالهادی خاں
۱۱۳	کاوش محمد احمد خاں
۳۵	کبیر، حکیم کبیر علی انصاری
۳۸	کرم، کریم اللہ
۱۶۸	کرن، بیر لال
۶۱	کشتوری، لالہ کشتوری لال لکشمی پرشاد
۱۱۶	کلم طوری
۵۲	کمرتین، حیدر حسین
۱۶۹	گد، چندر پرکاش
۱۶۹	کمل آغذ
۱۵۲	کیف، نعمت اللہ
۱۲۶	کیف یزدانی

(گ)

۱۸۰	گریما گپتا
۱۶۱	گتاخ، زیر گستاخ
۱۱۸	گلریز، شہزادہ گلریز
۱۶۹	گووند، گوپی رام

۱۲۶

فرید شمس

۱۳۶

فرید نعمانی

۱۶۸

فضیلت شاہ سید

۴۰

فقیر، سید شاہ عبدالرزاق

۵۶

فکر یزدانی

۶۰

فوق، استاد فوق

۱۶۰

فیاض، مولوی فیاض الدین خاں

(ق)

۱۶۶

قاسمی، مولانا سلیمان

۳۲

قائم چاند پوری

۴۵

قتیل

۱۵۳

قبیل مراد آبادی

۴۳

قلق

۱۶۱

قمر استاد

۱۳۸

قمر سیمانی

۱۳۶

قیس رامپوری



۱۲۷	ممتاز، پروفیسر ممتاز عرشی	(۴)	ماجد رمن
۵۷	ممتاز، فیصل ممتاز		ماہر شکیب ماہر
۲۸	منصور، میاں منصور شاہ ڈھانڈا	۱۶۸	ماہر نعمانی، مہاویر سکینہ ایڈوکیٹ
	منظر، رئیس منظر	۱۵۲	مائیکل خیر آبادی
۱۳۲	منظر واحدی	۱۵۰	مختصر غنایتی
۱۲۳	منوج، گوتم منوج	۱۶۶	محمود، حضرت محمود
۱۶۸	منوال شرا عارفی ایڈوکیٹ	۷۶	مرقنہ ساحل تسلیمی
۱۰۰	منہاج الدین	۵۰	مردولہ مرد
۱۶۵	منیر	۲۸، ۱۲۱، ۱۶۲	شمسور، بید مسرور میاں
۲۳	منوج رامپوری، محمد علی میاں	۱۸۰	مسرور، مسرور ادیب
۱۰۳	موجد، حسمت علی خاں	۱۲۲	مسلم آفاقی، شاہ رفیق عالم
۲۰	منوج، سنتوش کمار	۱۲۲	مسلم غازی
۱۲۵	مہر، ابراہیم علی خاں	۱۲۵	میجا، حکیم میجا نظامی
۷۰	مہربان کاشی پوری	۱۷۱	مضطر بہزادی
۱۵۲	مہر، یعقوب علی خاں	۱۰۰	مضطر خیر آبادی
۱۳۲	مہری، مفاضل الحق	۱۱۵	مفلح، میر محبوب علی
۱۱۰	مینا نعمانی	۲۲	مکارم، مکارم الحق
۱۷۳	مینک، جگدیش مینک	۳۸	
۱۷۹			
۱۵۹		۱۲۹	



۱۵۲

نقش قادری

۱۴۴

نقیب نعمانی، قاری، حافظ

۱۴۳

نوید اقبال

(۹)

۱۶۱

والثق، چھٹن خاں

۱۳۷

وآجد سحری

۹۱

وآحد القادری

۵۴

وآجیہ، مولانا وجیہ الدین احمد خاں

۱۵۷

وزیر خاں وزیر

۵۲

وزیر، وزیر حسین

۳۷

وسعت، محمد مستقیم خاں

۱۶۷

وصی اقبال

۱۵۲

وفا، شکیل وفا ضیائی

۵۰

وفا، وفا حیاتی

۴۹

وفا، ہادی خاں

۷۹

وقار ڈاکٹر وقار الحسن صدیقی

۱۳۳

وقار، وقار عنایتی

۱۵۴

ولی، حیدر ولی سہسوانی

(ن)

نادوم، جمشید علی خاں

۱۵۷

نارزش نیازی

۹۳

ناظم، نواب یوسف علی

۴۲

ناگیندر، ڈاکٹر

۱۷۷

نجفی، نجم الغنی خاں

۴۹

نجفی، نعیم نجفی

۱۲۲

نذر الحسن قادری سید

۱۷۰

نرجہ، لکشمی پانڈے

۱۷۷

نسیم، سید محمود میاں

۱۱۷

نسیم مختار خاں

۱۲۳

نشتر، ریحان خاں

۱۵۷

نشچہل، شیو سرور

۱۷۸

نظامی، سید سلطان

۱۸۳

نظام، سید نظام شاہ

۴۷

نظر، ایاز نظر

۱۷۱

نعیم مسعود

۱۶۸

نفیس صدیقی

۱۷۲

۱۹۶

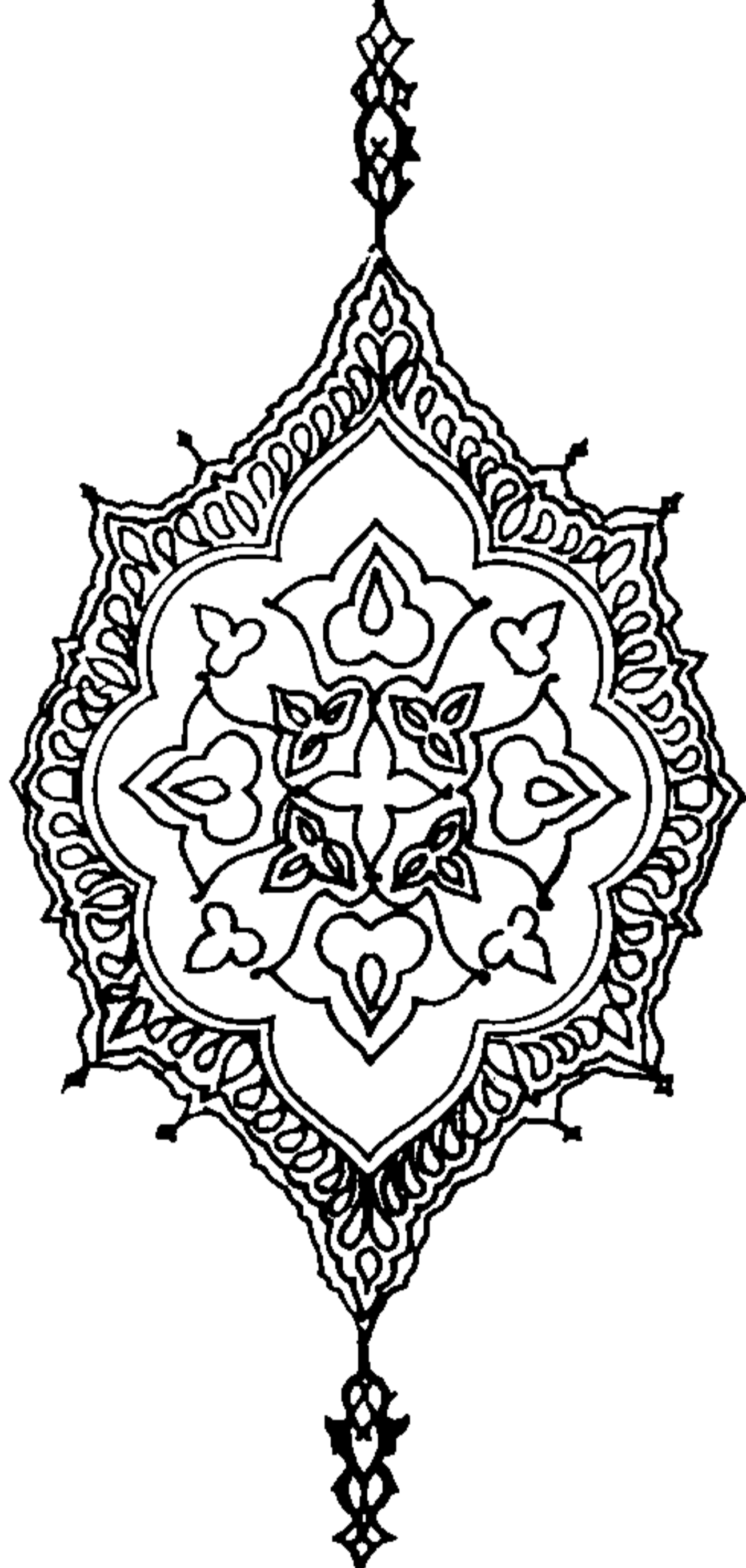


۸۴	ہلال رضوی	۱۶۸	وتمر، اگریں
۱۰۵	ہوش نظامی، سیداشتیاق میاں	۱۶۹	وویک، اوم کار
۱۵۸	ہوش نعمانی، شرافت یار خاں	۱۶۹	ویوگی، جگدیش سرن

(ی)

(۵)

۱۶۴	یوسف اصلاحی	۸۶	ہادی مصطفیٰ آبادی
۵۵	یوسف علی خاں	۱۵۸	ہدایت، ہدایت اللہ خاں





हिन्दी लिपियांतर : पृष्ठ 180 - 81



गरिमा गुप्ता



मृदुला मृदु



रमेश कुमार जैन



सुंदर बहुत ही गरिमा गुप्ता के गीत हैं !
मानवता के तपस्या के मन के मीत हैं !!

काव्य में ज्ञान ध्यान है मृदुला मृदु के !
श्रोता स्वयं में लीन हों वह गीत हैं लिखे !!



श्रीमद रमेश जैन कवि एक विशेष हैं
सेवक सरस्वती के हैं मानो सुरेश हैं
सम्पादकों में नाम है इनका रजत के साथ
हृदय रहा है इनका सदा लेखनी के साथ
फूलों पे पेड़ पौधों पे रचनाएँ हैं बहुत
इनसे तो इस वतन को आशाएँ हैं बहुत
बेटे आनन्द कुमार के प्यारे हैं शहर को
लेखों से अपने आप सवारि है शहर को
साहित्य की सभाओं में भी इनका नाम है
इस ज्ञोत्र में रमेश का चन्दन सा काम है
उर्दू से इनको इश्क है हिन्दी से प्यार है
इस नवजवाँ के बारे में सब का विचार है



हिन्दी लिपियांतर : पृष्ठ 179-80

राम किशोर 'वर्मा'

कहते हैं जिनको रामकिशोर और 'वर्मा' जी !
भावुक हैं भावनाओं में बहती है शायरी !!

रमेश चन्द्र जैन 'सेठी'

जैनी रमेश चंद्र को 'सेठी' भी कहते हैं !
गीत उनके प्यार-प्रेम के जज़्बों में बहते हैं !!

अनिल 'त्रिवेदी'
श्याम 'गुप्त'

कविता अनिल 'त्रिवेदी' की बिल्कुल नवीन है !
हर कविता श्याम 'गुप्त' की एक नाज़नीन है !!

डाक्टर 'पाठक'
रविप्रकाश 'सर्गाफ'
किशोरी लाल 'प्रेम'

'पाठक' रवि 'सर्गाफ' हों या हों किशोर लाल!
यह सांग शब्द शब्द में करते हैं एक कमाल !!

ओम 'चितक'
गमबहादुर सक्सेना

'चितक' से भाई गम बहादुर तलक चले
काव्य में अपनी आत्मा का रंग देखले !!

रेखा सक्सेना
अनीता जैन
सगीता सृष्टि

रेखा अनीता जैन संगीत सृष्टि पर !
माने गायिका की है कृपा भरी नज़र !!

हिन्दी लिपियांतर : पृष्ठ 178-79



आनन्द 'शरद'
गौतम 'मनोज'

आनन्द हैं 'शरद' तो गौतम 'मानोज' भी
गीतों में दोनो कवियों के होती हैं खोज भी !



बृजराज 'पाण्डे'
शिव स्वरूप 'निश्छल'
राम भरोसे 'भूषण'

मैं बृजराज पाण्डे की तारीफ़ क्या करूँ !
यह सोचता हूँ 'निश्छल'-ओ-'भूषण' पे क्या लिखूँ !!



नरेन्द्र 'विमल',
इन्द्र 'पंकज',
ओकारं 'विवेक',
जगदीश 'मयंक'

भाई नरेन्द्र यानी 'विमल' अपने यार हैं !
'पंकज' 'मयंक' 'विवेक' भी शब्दों का हार हैं!!



राधा किशन 'सचिन'
लववीर सिंह 'रोहवेला'

राधा किशन सचिन का है भाषा पे इख्तियार !
लववीर सिंह 'रोहवेला' की रचना में है बहार !!



कमल आनंद 'धीरेन्द्र'
चन्द्र प्रकाश 'कुमुद'
गोविन्द 'गोपीराम'

आनंद का 'कुमुद' का 'धीरेन्द्र' का क्या जवाब!
गोविन्द 'गोपीराम' बहादुर पे है शबाब !!





हिन्दी लिपियांतर : पृष्ठ 178



महेश 'राही'



इतना महेश 'राही' की कविता में प्यार है !
एक एक पंक्ति उनकी गुलाबों का हार है !!



हीरालाल 'किरण'



मशहूर हीरालाल 'किरण' के हैं मीठे बोल !
छन्दातुकान में है बड़ी उनकी नाप तोल !!



आर० पो० विद्यार्थी
'शिशु' :
जे० के० 'रतन'
राधा रमण 'शून्य'


विद्यार्थी 'शिशु' हैं तो जे० के० 'रतनु' भी हैं !
और 'शून्य' के नाम से राधा रमण भी हैं !!



ईश्वर सर सरण 'सिधल'
जगदीश सरण 'वियोगी'


ईश्वर सरण कवि श्री 'सिधल' भी हैं यहाँ !
जगदीश हैं 'वियोगी' के साहित्य का आसमाँ !!



उग्रमेन 'विनम्र'
रघुबीर शर्मा


शौहदत में उग्रमेन 'विनम्र' आज आगे हैं !
रघुबीर 'शर्मा' व्यग में गगत जमाते हैं !!





हिन्दी लिपियांतर : पृष्ठ 177



कल्याण कुमार 'शशि' जैन

लिखता हूँ सबसे पहले 'शशि' जैन का मैं नाम!
हिन्दी जगत में ही नहीं उर्दु में है मुकाम !!



'निर्भर' पाण्डे

'निर्भर' जनाबे लक्ष्मी पाण्डे का नाम है !
हैं उनके लोकगीत के होली की शाम है !!
गंगा पे जो कविता है वह शाहकार है !
छप जाए यह सभी को बड़ा इन्तेज़ार है !!



छोटे लाल 'नागेन्द्र'

डाक्टर 'नागेन्द्र' बड़े विद्वान हैं यहाँ !
हिन्दी जगत में रखते हैं अपना ही निशाँ !!



वाचस्पति 'अशेष'

वाचस्पति 'अशेष' भी लेखक विशेष हैं !
गीत उनके सूखी धरती पे सावन के केश हैं !!



ओमकार सरण 'ओम'

उपदेश एकता का ही देते हैं 'ओमकार' !
रचनाएँ उनकी जैसे के ठण्डी चले बहार !!
अखबार उनका हिन्दी में राम-ओ-रहीम है !
यह भाई ओमकार का कारे-अज़ीम है !!





हिन्दी लिपियांतर : पृष्ठ 176



मेरे वतन में हिन्दी जुबान इतनी आम है !
जैसे हर एक मुबह के हमराह शाम है !!

और आम बोलचाल तो ऐसी यहाँ पे है,
कुछ इम्तियाजे हिन्दु मुसलमाँ न हो सके !!

तहजीब सबकी एक सी और एक सा लिबास !
एक दूसरे के रहते हैं सब लोग आम पास !!

वह कागवार हो के गमी हो के हो खुशी !
मिल जल के सब गुज़ारते हैं अपनी ज़िन्दगी !!

हिन्दी का गोण्ठी हो के उर्दू मुशायरा,
हर शरय्य ज़िक-ओ-शौक में मुनने को जाएगा !!

अब कुछ करूँ मैं जिक्र कवि साहबान का,
यानी के अपने शौहर की हिन्दी जुबान का !!





RAMPUR RAZA LIBRARY PUBLICATIONS

© RAMPUR RAZA LIBRARY

ISBN 81-87113-29-4

Title : **ADABGAH-E-RAMPUR (Urdu)**

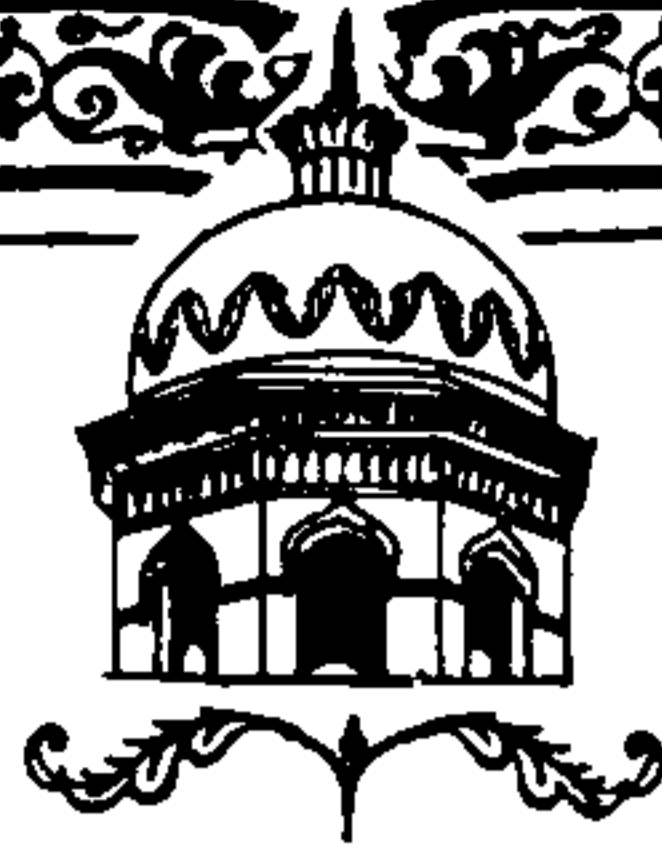
Author : **HOSH NOMANI**

*Foreword and
Published by :* **Dr. W.H. Siddiqi**
(Former Director A.S. of India)
Officer on Special Duty
Rampur Raza Library

Year : **1997**

Printed by : **Al-Firdous Publishers Pvt. Ltd.**
2833 -- Kucha Chellan Darya Ganj,
New Delhi - 110002

Price : **Rs. 150**



ADABGAH-E-RAMPUR

By

HOSH NOMANI

Foreword

Dr. W.H. Siddiqi

(Former Director Archeological Survey of India)

1997

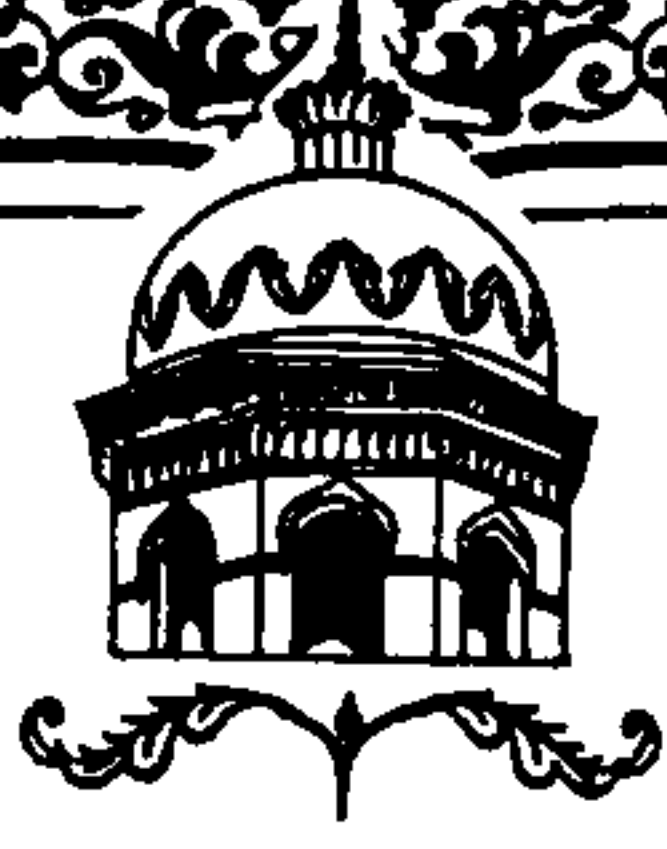
RAMPUR RAZA LIBRARY

RAMPUR - 244901 (U.P.)

INDIA

Marfat.com

Marfat.com



अदबगाहे रामपुर

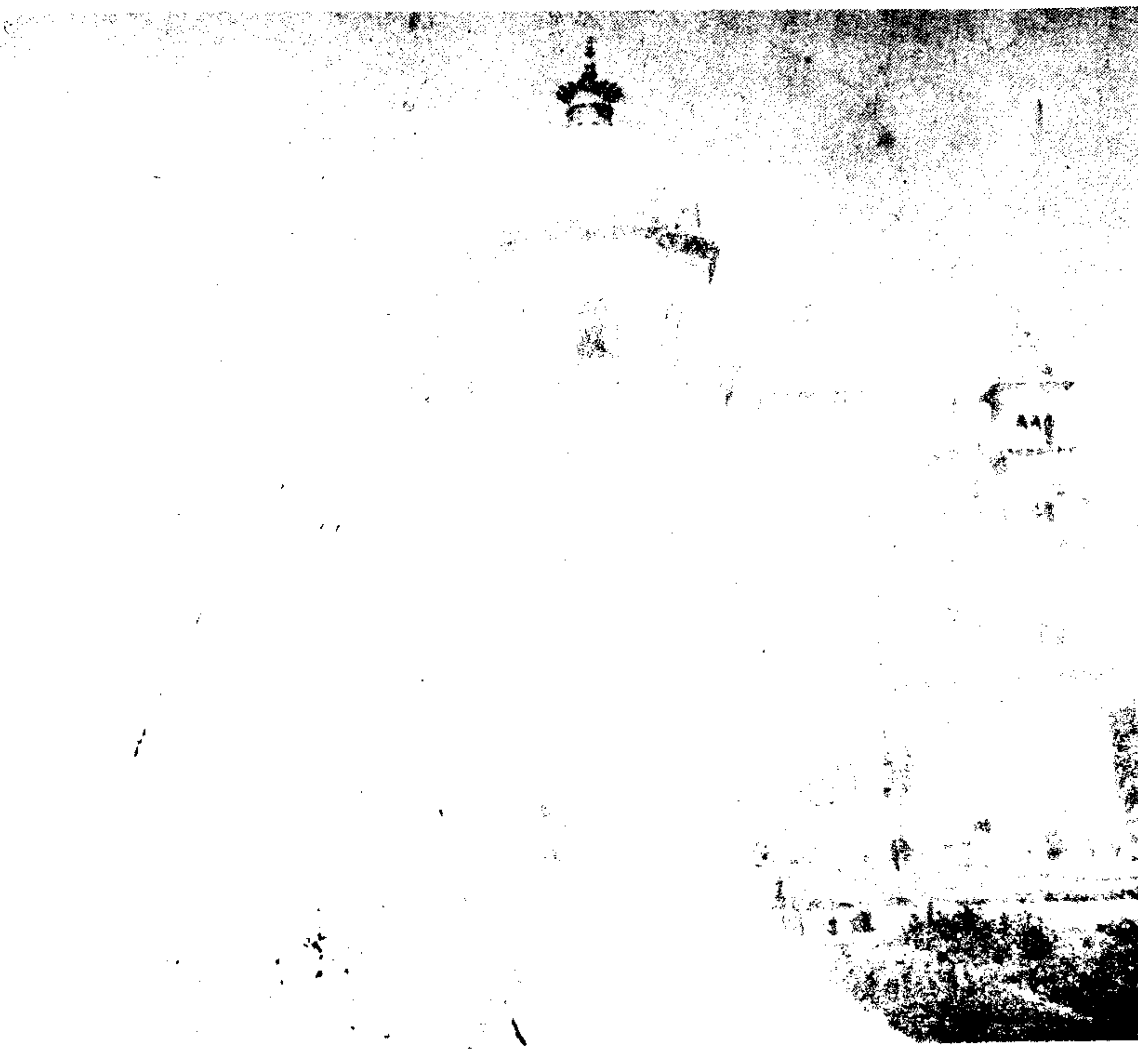
रामपुर के कवियों
का
ज़िक्र

होश नोमानी



रामपुर रज़ा लाइब्रेरी

हामिद मंज़िल, रामपुर



لام پور رضا انجمن
ہمدینا

رام پور رضا لائبریری کی مطبوعات

عربی	الفلسفۃ الہندیۃ القدیمۃ
فارسی	تاریخ محمدی
"	فہرست نسخہ ہای خطی فارسی جلد اول
اردو	رضالاہیری کی علمی وراثت
فارسی	دو رسالہ در نقد ادبی
فارسی	فہرست نسخہ ہای خطی
انگریزی	انگ درپن
اردو	اخبار الصنادید (جلد اول)
"	اخبار الصنادید (جلد دوم)
"	تذکرۃ الکاتبین
اردو	خط کی کہانی تصویر و کی زبانی
فارسی	فارسی متن تاریخ شاہ پیر نیشاپوری
اردو	تاریخ کتاب خانہ



اردو	مولوی محمد بنی / حافظ احمد علی شوق	فہرست مخطوطات عربی (جلد دوم)
اردو	" " " "	فہرست مخطوطات عربی (جلد سوم)
فارسی	احمد علی بیگنا	دستور انصاحت
اردو	ضمیر احمد ہاشمی	اوراق گل
فارسی	کنور پریم کیشور خرقانی	وقائع عالم شاہی
فارسی	حاجی محمد عارف قندھاری	تاریخ اکبری

Catalogue of the Arabic Manuscripts in Raza Library

Imtiaz Ali Arshi

English

IV	I
V	II
VI	III

اردو	امتیاز علی عرشی	فہرست مخطوطات اردو
عربی	الامام ابی بکر محمد بن القاسم	کتاب المقطوع والموصول
اردو	ڈاکٹر وقار الحسن منہجی (میر)	رضالاہیری جرنل (دوم)
اردو	" " "	رضالاہیری جرنل (سوم)

ISBN 81 87113-29-4